بعون صانع بیچون و مکان و فضل خلاق زمین و زمان

رساله

رفاه المسلمین

۱۳۰۱ هجری

فی شرح

مسائل الدین

۱۳۰۱ هجری

لا اله الا الله

محمد رسول الله

در مطبع نامی [illegible] طبع یافت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد ازان ہزار شکر بیحد و بیشمار حمد و ثنا اوس خالق بیزوال و صانع باکمال کو جسنے اپنی قدرت ظاہرہ اور صنعت باہرہ
انسانکو بانی نسل بنایا اور اونمین حضرت احمد مجتبی محمد مصطفی کو اپنا نائب اور رسول کرکے ساری مخلوقاتکا سردار ٹھہرایا
پھر سب آدمیون پر جمیع امور دینی اور دنیوی اور شادی و غمی مین رسول مقبول کا اتباع فرض فرمایا اور شیرینی
اتباع سنت اونکے پر حقکی سبکو وعدہ نعمائے بہشت مین کا سنایا اللھم صل علیہ و علی آلہ و اصحابہ
و ازواجہ و ذریاتہ و اتباعہ و بارک و سلم وارزقنا اتباعہ فی جمیع امور الدنیا
والدین واکتبنا مع الشاھدین والحقنا بالصالحین امین الہ العالمین ثم امین
بعد حمد و صلوۃ کے بندۂ عاجز گنہگار شرمسار مغفرت پروردگار کا امیدوار خادم علمائے ربانی محمد سعد الدین
عثمانی ساکن خطہ ہمایون مشہور بلدہ بدایون صانہا اللہ تعالی عن البلاء والطاعون عرض کرتا ہے کہ سنہ ۱۲۵۵ ایک ہزار دو سو پچپن ہجری
مقدس مین جناب خان صاحب الاتباع عالیشان محمد خان بانکے خان خلف الصدق دودمان عالیمکان حاکم دوران فیض
رسان عالیشان محمد یار خان مرحوم و مغفور ساکن و زمیندار موضع ... متعلقہ پرگنہ ... ضلع کول
علیگڈہ کی بلدہ طیبہ دار الخلافہ شاہجہان آباد مین آ رہے تھے اور پانچ اور پچیس سوال طریق استفتا بجناب مستطاب معلی القاب والمجد
العلماء محدثین فقہاء ... اہل فضل و کمال ... جہل ضلال ... شرک و بدعت ... سنن مولانا
و بالفضل اولانا محمود الاخلاق ستودہ آفاق ابو سلیمان محمد اسحق سلمہ اللہ تعالی علی رؤس اہل الحق والاحقاق
الی یوم المساق جو نواسے اور جانشین ملک العلماء والمحدثین فخر العباد والزاہدین شرف العقلاء ... حضرت مولانا شاہ
عبد العزیز قدس سرہ کی ہین لاگزرانی اور عرض کیا کہ اگر ہمارے ... سامی اور عنایت گرامی سی جواب
باصواب ان چند مسائل کا کتب فقہ اور احادیث معتبرہ مستندہ صحیحہ سے نقل عبارت کتب مع صورت کے لکھا جاوے تو ...
امید توقع کامل ہے کہ اپنا یہ روزگار جو اکثر امورات شادی اور غمی مین پابند رسومات ... بدعات قبیحہ سے مطلع ...
ہوکر راہ راست سنت نبویہ پر آویں اور ہر امور مین حتی المقدور والامکان سنت نبویکا اتباع اختیار کرین اور رسومات
مخترعہ اہل شرک اور بدعت سے محفوظ رہین بعد ازان خان صاحب ممدوح نے اپنی واسطے ... جواب اسولہ مذکورہ کے
فضائل کمالات ... حقائق و معارف آگاہ متبع سنت رسول اللہ ... شرک و گناہ ... محمد ...

سید ابو محمد عرف امین الدین احمد جالیسر کو خدمت جناب مولانا صاحب ممدوح مین متعین فرمایا۔ چونکہ جواب وسوال سائلین کا بلحاظ ہدایت وارشاد وسنت سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام بذمۂ علمائے ربانیین بحکم آیہ کریمہ وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ واجب ومتحتم ہے جناب مولانا ممدوح ذکر سراپا مصروف ترویج سنت حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مشغوف امحائے بدعت کے ہین باوجود لحوق عوارض جسمانی اور لصوق عوائق روحانی لکھنا جواب سوالات مذکورہ کا لازم جانکر مطابق سوالات سائل موصوف کے کتب معتبرہ سے تلاش فرماکر جواب انکا ارشاد کیا اور اس خلاصہ معتبر کو واسطے جمیع مسلمانان امت محمدی کی ہر ایک شادی وغمی مین دستور العمل ٹھہرایا لیکن سید صاحب موصوف نے بموجب ایمائے جناب مولانا پانچ سوال معہ جواب اور ایک مقدمہ اور ایک خاتمہ زیادہ کرکے بمسائل تعیین فی بیان سنۃ سید المرسلین موسوم کیا چنانچہ بعد تحریر وتسوید کے خان ممدوح کے پاس ارسال فرمایا وہان سے عرصہ قلیل مین اقلیم اوسکی اطراف وجوانب کو نقلین پہنچین حتی کہ ایک نقل قصبہ بھسوا مین بھی آئی ہے وہانکی اکثر صاحبونکو اوسکی لکھنی اور پڑھنی کا بدل وجان شوق ہوا اور اوسکی مطالب سے مطلع ہوکر کمال ذوق اٹھایا چونکہ درین ولا بماہ شوال سنہ ۱۲۵۹ یعنی بارہ سو انسٹھ مین بتحریک مقصد بہمراہ رکاب سعادت مآب جناب مستطاب مجدد وحی استاذی ومرشدی صاحب والامناقب فیض رسان مستفیضان قدوۃ الاتقیا ارشاد فرما مسترشدان راسخ الاعتقاد واقف اسرار کاشف استار سر حلقہ علمائے روزگار سر آمد فضلائے اعصار شفیق محبان قدیم وبہمہ تخلیق مسافران قریب وبعید جناب مولانا محمد عبد المجید زاد مجدہ ودام لطفہ اس گنہگار قلیل البضاعۃ کی وارد ہونیکا اتفاق قصبہ مذکور مین ہوا جمیع دوستان صمیم ومحبان قدیم کی ملاقات محبت سمات سے حظ وافر ومنفعت کثیر اٹھایا اوسی مین منجملہ مخلصین سعادتمند ازلی سید کرم نبی مشہور بہ پیر جی سلمہ اللہ تعالیٰ ساکن قصبہ مذکور نے بعض مضامین سوال وجواب مندرجہ رسالہ تبصیر موسومہ الصدر سے اس عاجز کو مطلع کرکے بیان کیا کہ ہم لوگ فارسی فہم مطالب ومضامین عبارت تحریریہ کے متعلق ہی ہین اور یہہ رسالہ عبارت عربی روایات کتب فقہ واحادیث سے مالامال ہے اگر اسکی عربی کا بھی ترجمہ بزبان فارسی لکھا جاوے تو بوجہ احسن سمجھ مین آوے پس اس عاصی نے انواع صحبت ظاہر جانکر اونکے پاس سے وہ رسالہ لیکر نقل کیا اور اوسکی عربی کو زبان فارسی مین لکھنے کا ارادہ کیا بعد اسکی خیال مین آیا کہ جیسا فارسی خوان فہمید فی عبارت تحریریہ سے عاری ہین ایسا ہی جو لوگ کہ جاہل محض ومطلق ان پڑھ ہین تو فارسی اور عربی دونون کی سمجھنے سے محروم ہین پس اگر یہہ سارا رسالہ یعنی اسکی عربی وفارسی سب اردو زبان مین لکھا جاوے تو نہایت خوب رہے بہتر وخوب ہے کہ ہر خاص وعام خواندہ وناخواندہ کو فائدہ برابر پہونچے اور بغیر سمجھائے سمجھین آدمی چنانچہ اسی لحاظ سے اول تا آخر اردو زبان مین بعبارت سہل وسلیس اسکا ترجمہ لکھا اور حتی الوسع لغت ایراد

غیرناموں اور نامشہوروں سے احتراز کیا اور ترجمہ ہندی مین مطابقت عربی و فارسی کا لحاظ نرکھا یعنی جہان ترجمہ
یا عربی کی حرفی کو مقدم ہونا مناسب دیکھا وہان مقدم اور جہان موخر ہونا بہتر جانا وہان موخر کر دیا تاکہ بخوبی سمجھہ مین آوے
بلکہ بعض سوال کو بلحاظ مناسبت اور ترتیب بعد کر بعض سے قبل اور بعض سے بعد مقدم و موخر کر دیا لیکن کوئی سوال و
کسی کا کچھہ مضمون و مطلب اصلاً فروگذاشت نکیا - بلکہ بعض مقام مین اجمال و اختصار تھا وہان تفصیل تمام بیان کیا اور
بعض جگہہ بنظر زیادت قوت و تائید جو احادیث اور بہی کتب معتبرہ کے روایا انکا ترجمہ زیادہ کیا اور اسکی پہچان کے
واسطے کہین لفظ تفصیل کا اور کہین لفظ تنبیہ کا یا فائدہ کا یا تائید کا سرخی یا روشنائی کی پر قلم سے لکھا اور ہر مسئلے
آخر لفظ فقط کا تحریر کر کی پہر اصل کتاب کا ترجمہ شروع کیا اور نام اسکا رفاہ المسلمین فی شرح مسائل
اربعین رکھا اللہ تعالی اسکو منظور نظر جملہ انام اور مقبول خاطر ہر خاص و عام کا کری اور مجھکو اور سب مسلمانونکو
اسکی مطالب و مضامین پر عمل کرنیکی توفیق دی واللہ ولی التوفیق وبیدہ ازمۃ التحقیق چونکہ خلاصہ
اوس رسالہ متبرکہ کے دیباچے کا اس شرح کی دیباچے مین یہان تک بطور اختصار مذکور ہو گیا اسواسطے
اب اوسکے مقدمہ سے ترجمہ شروع کیا گیا مقدمہ اس بیان مین کہ سب مسلمانون کو واجب اور لازم ہی
کہ ہر شادی و غمی مین حضرت سرور عالم احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت اور خلفائی راشدین رضی اللہ عنہم کی
راہ و رسم اور ائمہ مجتہدین رحمۃ اللہ علیہم کا طریقہ جیساکہ کتب معتبرہ فرقہ ناجیہ اہلسنت و جماعت مین موجود ہے
جاری کرین اور کسی جاہل اور بدمذہب اور خلاف شرع کی برا کہنیکا اور طعن اور ملامت کرنیکا اندیشہ نکرین چنانچہ
عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ فرماتی ہین کہ ہم مرہ اصحاب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ساتہہ اس بات پر
بیعت کی کہ آنحضرت کی فرمانیکو سنین اور اسپر عمل کرین تنگی مین اور فراغت مین سختی مین اور راحت مین اور
اس بات پر کہ اپنی پر اور کسی شخص کو سردار اور حاکم مقرر کرین اور اس بات پر کہ نزاع نکرین اور نکال لین کسی کام کو اسکی
اہل سے اور اس بات پر کہ کہدیا کرین حق بات جہان کہین ہون اور اللہ کی طاعت مین کسیکی برا کہنیکا اور ملامت کرنیکا
خوف نکرین پس سب مسلمانونکو چاہئی کہ جو رسمین جاہلیت کی بطور شرک و بدعت یا بطور گناہ و معصیت ہین سبکو موقوف
اور مسدود کرین کہ پیغمبر صاحب نے فرمایا ہی جسنے طریق سنت کو مضبوط پکڑا اور اسپر عمل کرنا نئی بات نکالنی سے بہتر ہی
سو چاہئی کہ امور شریعت پر چلنا اور بدعت کو چھوڑنا اور برا جاننا ہر شادی و غمی مین لازم جانین - علی الخصوص
اس زمانے مین کہ اکثر لوگ سنت کو بدعت اور بدعت کو سنت بلکہ واجب و فرض سمجھکر کفار و مشرکین ہند کی رسمون پر عمل
کرتی ہین - اور جو لوگ اون رسمو جاہلیت و خلاف شرع کو برا جانکر اون پر عمل نہین کرتے اور انکو

رہو پر عمل کرنیوالوں کو منع کرتی ہین تو وہ اُن منع کرنیوالوں کو برا جانکر الٹا انپر طعن و ملامت کرتی ہین
ایسی وقت مین اہل بدعت کے خلاف کرنا اور شریعت نبوی پر قایم رہنا اور سنت کے رواج دینی پر چپ چاپ کمر باندہ کر چپ
والوں کی طعن و تشنیع کو برداشت کرنا بڑا ثواب اور بہت فایدہ رکہتا ہے۔ چنانچہ آنحضرت نے فرمایا ہی کہ جب کبھی میری امت مین
فساد پڑی اور امور بدعت اور خلاف سنت جاری ہون اوسوقت مین جو کوئی میری سنت پر عمل کری اور
بدعتوں سے الگ رہے تو اوسکو سو شہید کا ثواب ملے سبب اوسکا یہہ ہے کہ جو شخص کافرونکی مقابلہ مین تیر و تلوار کی زخم کہاکر
حق تعالی کی راہ مین اپنی جان عزیز کو قربان کرتا ہے سو وہ تو ایکہی بار مر چکتا ہی سو اوسواسطی اوسکو ثواب بہی ایکہی
شہید کا ملتا ہے بخلاف اُس شخص کی جو ایسی نازک وقت مین کہ اسلام بہت کم ہوگیا بلکہ صرف نام رہ گیا اور مفسدون
اور بدعتیونکی کثرت ہوئی باوجود مخالف اہل بدعت اور گمراہی کے طریق سنت نبوی کی جاری کرنی اور رواج دینے پر
چست و چالاک اُون مفسدون بد مذہبونکی طعن و تشنیع سے بیباک اور اونکی تیر ملامت اور تلوار لعنت کی زخمونکو صلا
خیال مین نہین لاتا۔ اسواسطی ثواب سو شہید کا پاتا ہی کسی شخص نی کیا خوب شعر کہا ہی **فرد** زخم شمشیر جان
ستان بخشد ۞ آنچہ زخم زبان کند بمرد ۞ اور فی الحقیقت اصل میں غمخواری پیغمبر اور بنیاد ترویج دین اسلام
و احیای سنت طریقہ انبیا اور اولیا علیہم الصلوۃ والسلام کا ہے چنانچہ حدیث شریف مین آیا ہے آنحضرت نے فرمایا ہے
کہ آدمیون مین سب سے زیادہ بلا اور سختی کو برداشت کرنیوالے اور رنج و الم مین پڑنیوالے انبیا ہین انکی بعد جو اونسے
درجی مین کم ہین یعنی انکی اصحاب بعد انکی جو اُنسی کم ہین یعنی تابعین پھر تبع تابعین علی ہذا القیاس
غرضکہ رضای مولی از ہمہ اولی - بقول شخصی دنیا روزی چند آخر کار با خداوند - حاصل یہہ کہ آنحضرت کے
اطاعت و پیروی کرنا اور اونکی حکم پر چلنا حق تعالی کی رضامندی کا باعث اور بہشت برین مین داخل
ہونیکا سبب ہے اور انکی سنت سے انکار کرنا اور حکم کے خلاف چلنا اور مونہہ پھیرنا اللہ صاحب کے خفگی
اور غصے کا موجب اور دوزخ مین پڑنیکا باعث ہے ۔ چنانچہ صحیح بخاری مین اس مضمونکی حدیث منقول ہی کہ
رسول اللہ نے فرمایا میری امت ساری بہشت مین داخل ہوگی سوای اُس شخص کی جو انکار کریگا دونی پوچھا یا رسول اللہ کون
ایسا ہے جو انکار کریگا فرمایا جو کوئی میری اطاعت کریگا وہ بہشت مین جائیگا اور جو میرے خلاف کریگا وہی منکر جاننا چاہیے کہ اطاعت رسول مقبول
علیہ الصلوۃ والسلام کی بعینہ اطاعت حق جل و علا کی ہی - چنانچہ حق تعالی نے اپنی کلام مجید و فرقان حمید مین فرمایا ہے

مَنْ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللّٰهَ وَمَنْ تَوَلّٰى فَمَا أَرْسَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ حَفِيظًا

یعنی جس نے حکم مانا رسول کا اس نے حکم مانا اللہ کا اور جو کوئی الٹا پھر تو ہم نے تجھکو نہین بھیجا ان پر نگہبان ۔ اب

بعد تمہید مقدمہ کی تحریر و تحقیق جواب سوالات مرقومہ مین شروع کیا جاتا ہی اللہ تعالی اپنی فضل و کرم سی تمامیت کو
پونہچاوی آمین و نستعین پہلا سوال ان چالیس سوالون مین یہہ ہے وقت تولد فرزند کی اوسکی دونو
کانون مین اذان اور اقامت کہنا واجب ہے یا سنت یا مستحب اور اوس لڑکی کا نام محمد یا احمد رکھنا کیسا ہی جواب
فرزند نو تولد کی کانون مین اذان اور اقامت کہنا پیغمبر صاحب کے سنت سے ثابت ہے جامع ترمذی اور سنن ابی
داود مین لکھا ہی کہ ابو رافع رضی اللہ عنہ نی بیان کیا کہ جسوقت حضرت امام حسن ابن علی پیدا ہوی تو مینی آنحضرت کو
دیکھا کہ حضرت امام حسن کی تولد کی بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نی اونکی سیدہے کان مین اذان دہی اور بائین
کان مین اقامت یعنی اولٹی کانین بعد حی علی الفلاح کے قد قامت الصلوۃ بھی کہا۔ اور سیوطی نے جامع صغیر
مین مسند ابی یعلی سی نقل کیا ہی کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سی روایت ہے کہ جس کسی کی لڑکا پیدا ہو پھر اوسکی سیدہے
کان مین اذان اور اولٹی کانین اقامت کہی جاوی تو اس لڑکیکو مرض ام الصبیان کا ضرر نہی اور بعض
روایت مین سورۂ اخلاص کا پڑہنا بھی آیا ہی اور اس اذان اور اقامت کے کہنے مین طریق مسنون یون ہی کہ اول لڑکیکو
غسل دیکر پاک اور سفید کپڑی مین لپیٹکر اوسکا اوٹہاکی اوسکی سیدہے کانین اذان اور اولٹی مین اقامت کہے اور حی علی الصلوۃ
حی علی الفلاح کہتی وقت اپنا منہہ دونون طرف پھیرے جیسے نماز کی اذان مین پھیرتی ہین چنانچہ کنز العباد مین بھی
اسطرح لکہا ہے تاتارخانیہ اور شرعۃ الاسلام مین منقول ہی کہ جب اولٹی کان مین اقامت کہہ چکی تو یہہ دعا
پڑہے اللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ بَرًّا تَقِيًّا وَأَنْبِتْهُ فِي الْإِسْلَامِ نَبَاتًا حَسَنًا اور اس دعا کی کثرت کری
أُعِيذُهُ بِاللّٰهِ الصَّمَدِ مِنْ شَرِّ مَا يَلِدُ وَحَسَدٍ اور روضہ مین شرح مشکوۃ اور شرح سفر السعادت لکہا ہے
کہ فرزند نو تولد کی کانین یہہ آیت کہنا مستحب ہے اگرچہ لڑکا ہو اللّٰهُمَّ إِنِّي أُعِيذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا
مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ قولہ اور چہوہارا یا کوئی اور میٹہی چیز چباکر یا پیسکر اوسکی تالو کی اندر ملنا مستحب ہے
لیکن چہوہارا افضل ہے مسلم نی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سی روایت کیے ہے کہ جب کسی کی لڑکا پیدا ہوتا
تو اوسکو پیغمبر صاحب کے حضور پرنور مین لاتی آپ اوسکو برکت کی دعا فرماتی اور چہوہارا چباکر اوسکی تالو مین ملتی تا
جامع ستہ مین مروی ہے کہ آنحضرت نی وقت ولادت عبد اللہ بن زبیر کی چہوہارا اوپنی منہ مبارک سے چباکر اونکی تالو مین
ملا پس سب چیز پہلی اونکی پیٹ مین لعاب دہن مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پہونچا انتہی یعنی جامع ستہ کا
مضمون تمام ہوا اور عینی شرح بخاری مین تحنیک کے مقدمہ مین یون لکہا ہی کہ جب لڑکا پیدا ہو تو اوسکو کسی مرد صالح
کی پاس لیجاوین وہ مرد چہوہارا چباکر اوسکی تالو مین ملے کہ مستحب ہے اور سب چیزون سی بہتر تمر ہی یعنی خرمای خشک بعد اوسکے

لینے خرمائی ترابعداوسکی شہداور جو یہہ چیزین میسر نہوون تو کوئی اور چیز میٹھی جسکو آگ کا اثر نہ پہونچا ہو وہ دے **قولہ**
اور لڑکی کا نام محمد یا احمد رکھنا مستحب ہے صحیح بخاری اور مسلم مین لکھا ہی کہ آنحضرت نے فرمایا لڑکونکا نام میرے نام پر
رکھو اور سنن ابی داود مین منقول ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لڑکونکا نام پیغمبرونکے نام پر رکھا کرو
یعنے ابراہیم اسمعیل موسے عیسے مثلاً اور طبرانی نے جامع مین اور ابن عدی نے کامل مین بیان کیا کہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالے
عنہما نے فرمایا جس شخص کے تین لڑکے ہوون پھر وہ ان مین سے ایک کا نام بھی محمد نہ رکھا تو وہ بڑی نادانی کی یعنے
بسبب نادانی کی ایسی بڑی نعمت برکت سے محروم رہا تا بید مشکوۃ شریف مین روایت ہے کہ اللہ تعالے کے
نزدیک عبد اللہ اور عبد الرحمن سب ناموں سے زیادہ محبوب ہین اور یہہ بھی مروی ہے کہ سب نامون مین بہتر وہ
نام ہے جو مشتق حمد سے ہو اور وہ نام جو منسوب بعبدیت ہو یعنی محمد احمد محمود حامد اور عبد اللہ عبید اللہ عبد الکریم عبد الرحمن
عبد الرحیم وغیرہا علی ہذا القیاس اور سنن نسائی اور ابی داود مین وہب جشمی سے منقول ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا ہی کہ اپنی لڑکونکا نام انبیا علیہم السلام کے نام پر رکھو تنبیہ احیاء العلوم مین لکھا ہی کہ جس لڑکے کا
نام انبیا اور ملائکہ علیہم السلام کی نام پر رکھا ہو تو کسی کو جائز اور درست نہین کہ اوس لڑکے کی پر لعنت کرے یا گالی دے
یا چھوٹا نام حقارت سے زبان پر لاوے لیکن اگر بلحاظ تادیب تنبیہ کچھہ الفاظ سخت لیے درست کہنا ضرور ہو تو
اوسکے روبرو اس طرح کہے کہ تو ایسا ہی تھا ویسا ہی نام لیکر برا اور زبون نہکہے کہ فلانا ایسا اور ویسا ہے اور جس
لڑکے کا نام محمد ہو اوسکی تعظیم وتکریم کرنا چاہیے کہ حدیث شریف مین آیا ہے جس لڑکے کا نام محمد رکھو تو اوسکی تعظیم کیا
کرو فقط ۲ دوسرا سوال جو شخص کہ لڑکے کی کان مین اذان کہے تو اذان کہنے کے عوض مین شیرینی یا کچھہ نقد اوس
اذان کہنے والے کو دینا درست ہی یا نہین جواب اس اذان کے کہنے مین حدیث شریف مین اسیقدر
ثابت ہوا ہی کہ جب لڑکا پیدا ہو تو اوسکا کوئی بزرگ اوسکے کانون مین اذان اور اقامت کہے اور اگر بسبب
ادا ہونے کے سنت کوئی غیر اذان کہدے تو بھی درست ہے اور نقد یا شیرینی اوسکی عوض دینا مذکور نہین
چنانچہ حسنین شریفین رضی اللہ تعالی عنہما کی پیدا ہونیکی وقت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اونکی کانین اذان
دینا ثابت ہی اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا اوسکی عوض مین نقد یا شیرینی آنحضرت کیخدمت شریف مین حاضر کرنا
اور بطریق پیشکش گذراننا منقول نہین لیس اسی وقت مین مستحق کو بطریق خیرات کچھہ دینا قباحت نہین
بشرطیکہ نیت اجرت کی نہو واسطے کہ لڑکی کی کانین اذان کہنا اقسام عبادت سے ہے اور ہدایہ اور شرح وقایہ
مین لکھا ہی کہ موافق اصول قواعد حنفیہ کی کسی عبادت پر اجرت دینا اور لینا درست نہین بدلیل آیت کریمہ کے

قل لا اسئلکم علیہ اجرا ان اجری الا علی اللہ یعنے اللہ تعالی نے فرمایا کہ اے رسول کہہ تو لوگوں سے
کہدی کہ مین اس تبلیغ رسالت پر تمسی کچھہ بدلا نہین چاہتا ہون مین مگر اللہ ہی سے **تیسرا سوال** لڑکا
پیدا ہونیکی بعد دستور ہے کہ حجام وغیرہ اس لڑکیکے باپ وغیرہ قریبون کے پاس جاکر مبارکباد کہتی ہین اور
لوگ مبارکباد کے عوض مین حجام وغیرہ کو کچھہ کپڑا یا نقدی دیتے ہین یہہ سو درست ہے یا نہین **جواب** ظاہر ہے
نقد اور کپڑا یا کچھہ اور حجام وغیرہ کو مبارکبادی کی بدلے مین دینا جایز ہے اسواسطی کہ خوشی کیوقت خوشخبری پہونچانیوالے
بطریق انعام کچھہ دینا صحابہ رضی اللہ عنہم سے ثابت ہے ۔ صحیح بخاری وغیرہ مین لکھا ہی ۔ کہ جب
کسی شخص نے کعب بن مالک صحابی کو انکی توبہ قبول ہونیکی خوشخبری پہونچائی تو انہون نے ایک کپڑا جو
اپنا پہنا ہوا اوس مخبر کو انعام مین دیا ۔ لیکن شرع شریف سے ثابت نہین کہ ایسی وقت مین یعنی لڑکا ہونیکے وقت
اور دست آوینر مگر خوشخبری دینے والا کسی دعوی کری اور اپنا حق اور معمول جانکر زور دے نی اسواسطی کہ ایسا دینا
تبرع اور احسان کی قسم سے ہی اور کتب فقہ مین لکھا ہی کہ تبرع اور احسان پر کسیکو جبر نہین درست اور یہہ جو
لوگ حجام وغیرہ سے گہانس کا پونڈا دیکر مبارکباد کہتے ہین یہہ رسم ہندوستان کی کفار کی ہی ۔ پس ایسی طریقہ سے
اور مبارکبادی لیکر پہونچانا ۔ اور اسکی عوض مین کوئی چیز بطور انعام انکو دینا درست نہین چاہیے کہ ایسی
حجام وغیرہ کو بیچ ذرہ خیر کرین نہ کہ انعام و اجر دین **چوتھا سوال** جو جہیک ہندوستان مین رواج ہی
یعنی لڑکیکے پیدا ہونیسی چھٹی دن یا کسی اور دن کپڑی اور کچھڑی اور ہنسلی کڑی چاندی سونیکی اور نقد
وغیرہ اسکی نانہالوالی اسکو اور اسکی ماں باپ کو بھیجتی ہین سو درست ہے یا نہین **جواب** اگر لڑکیکی
نانہالوالی کپڑی وغیرہ اشیای مذکورہ بطور صلہ رحم کی بھیجین تو درست ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی
وقت ضرورت اور حاجت جدید حضرت فاطمہ زہرہ رضی اللہ عنہا کی خبرگیری فرمایا کرتی تھے بحکم آیہ کریمہ
وآت ذا القربی حقہ یعنے اور دے تو ناتی والونکا اوسکا حق ۔ پس معلوم ہوا کہ اللہ تعالی کا حکم
بجا لانیکو اپنے مقدور موافق اپنا یتوں کے لوگونکو فایدہ پہونچانا اقسام خیر ہے اور خیرات کرنیکو حکم الہی نازل ہی
وافعلوا الخیر لعلکم تفلحون یعنے نیکی و خیرات کرو شاید تم بہلا پاؤ لیکن بشرطیکہ غرض لینا نہو مگر
اور رسوم اہل ہند اور جاہلیت کی رعایت کا اصلا خیال نہو اور اگر ادا رسوم کفر و جاہلیت کی نیت سے کچھہ بھیجین تو
درست نہین کہ کفار کی رسوم سے مشابہت لازم آتی ہی اور ایسی شخص کے حق مین پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم نی
فرمایا ہے کہ جو کوئی جس قوم کی ساتھہ مشابہت کریگا تو وہ اوس قوم مین سے ہے لہذا رسوم جاہلیت کا اثر کو انکو پہنانا درست

نہین اور لڑکیونکو درست ہے تفصیل اسکی سوال کے جواب مین معلوم ہوگی تنبیہ جاننا چاہیے کہ یہ
طریق چھو چھک کورہ کا جو ہندوستان کے مسلمانون مین رواج ہے سو اسکی حاجت اسوقت خاصکر ہرگز
اسکو نہین بلکہ تخصیص کچھ چھٹی وغیرہ کی اسوقت مین ایک رسم رسومات قوم ہنود سے ہے انکو یہان ہر ایک شادی
اور غمی مین رسمین علیحدہ علیحدہ مقرر ہین اسوقت مین اور رسمون کے ساتھ ایک یہہ رسم بھی مقرر ہے سو وہ
رسمین ہنود اور مشرکین کی انہون نے یعنی ہندوستانی مسلمانون نے بھی بسبب کثرت ارتباط اور ملاقات کے ہر
ایک شادی وغمی مین اکثر لی ہین اور بعض رسم کی صورت بدلکر کچھ اور نام رکھ لیا ہے سو اب انکے ترک
کرنیکو موجب نقصان اور نامبارکی کا بلکہ باعث ہونیکا جانتے ہین یہ نہین سوچتے کہ ایسے کام خلاف شرع کرکے
اور اس طرحکا عقیدہ باطل سے ان انکا ایمان مفت مین جاتا ہے اور جو کچھ مقدر ہے وہ تو مشیت الٰہی سے
ضرور ظہور مین آتا ہے کسی رسم کے کرنے اور چھوڑنے پر موقوف نہین ہے سو سب مسلمانونکو مردون وعورتونکو
لازم ہے کہ جو رسمین ایام جاہلیت کی اور کفار و مشرکین کے ہر ایک شادی وغمی مین خلاف حکم خدا اور رسول کے اختیار
کر لی ہین انکو موقوف اور مسدود کر دین اور جنکے پہلے سے نہین خواہ کسی شادی وغمی مین خویش واقربا کو
کسی چیز کی حاجت ضروریہ مشروعہ بغیر منع کے لاحق ہو تو بقدر خود دیدین بلکہ جسقدر آپسے ہو سکے اسمین
تکلیف اور بیقدری کی حالت مین قرضکا بوجھ سر پر لین عجب انہین ہے کہ یہ لوگ نام کے مسلمان رسوم
ہنود و کفار کے پابند اور اولاد کی ابتدائی حمل سے آخر عمر تک ہر ایک شادی و ماتم مین رسومات جاہلیت و کفر مین بقدر
مصروف اور منحصر رہتے ہین کہ انکو فرض و واجب سے زیادہ جانکر باج و جہلی سمجھکر زر خطیر قرض دام لیکر بحکم خدا
و رسول علیہ السلام کے ان رسومات منہیہ مین اٹھاتے ہین اور دنیا کی ناموری کے بدلے دین کو برباد کرتے ہین یہانتک
کہ اگر کوئی بندہ خدا کا اوس کے خوف اور شریعت حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثنا کی اتباع کے لحاظ
کوئی رسم رسومات منہیہ سے ترک کر دے تو اوسپر ہزارون طعن وتشنیع ولعنت ملامت کرتے ہین آہ سو فی الحقیقۃ اس لعن و
طعن ناحق سے خود ملعون اور مطعون بلکہ کافر ومشرک ہوتے ہین خبر نہین کہ دیا آگے تمہارے عقل وسمجھنے
جیسا کرو گے ویسا پاؤ گے جس چیز کا بیج بوؤ گے اسکا پھل کہاؤ گے عاقل کو اسی قدر کفایت ہے زیادہ طول
ملالت ہے پانچوان سوال اگر کسی سبب سے لڑکے کا عقیقہ ساتوین دن نہو سکے تو پھر کبتک درست
ہے اور اسکی سر کے بال چاندی یا سونے سے تولکر وہ چاندی سونا حجام کو دینا درست ہے یا نہین اور عقیقہ کا
گوشت کسطرح تقسیم کرین اور سر پائے اسکے دے ڈالین یا کھال وغیرہ کے ساتھ زمین مین دفن کر دین جیسی

کہ قربانی کی جانورون کے ہڈیان توڑنا درست ہے اوسکی بھی توڑنا درست ہے یا نہین جواب علمائے حنفیہ کے نزدیک
عقیقہ کرنا مستحب ہے وہ کہتے ہین اگر عقیقہ ساتوین دن میسر نہو تو چودہوین یا اکیسوین دن کرین اور اگر بسبب تنگدستی
اور تکلیف کے اسدن بھی نہوسکی تو فرض یا واجب نہین کہ قرضکا بوجھ اپنی ذمی پر لیجیے تتمہ فتاوی
خانیہ مین لکھاہی کہ علما کا اتفاق ہی اس بات پر کہ اگر عقیقہ ساتوین دن یا چودہوین یا اکیسوین دن میسر نہو
تو جب میسر ہو جبکہ ہی اگرچہ ستر برس گزر جاوین اسواسطے کہ پیغمبر صاحب صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنا عقیقہ پچاس
برس کے عمر مین کیا تھا انتہی۔ اور عجالۃ الدقیقہ فی مسائل العقیقہ مین لکھا ہی کہ اگر عقیقہ ساتوین دن میسر نہو تو
جب میسر ہو تب کرے لیکن ساتوین دنکا لحاظ رکھے یعنی اگر لڑکا بروز جمعہ پیدا ہو تو جب کبھی تو عقیقہ پنجشنبہ کے
دن کرے اور جو بروز پنجشنبہ پیدا ہو تو بروز چہارشنبہ اور جو چہارشنبہ کو پیدا ہو تو بروز سہ شنبہ وعلی ہذا القیاس اور
روزونکو لحاظ رکھے اگرچہ کتنی ہی برس گزر جاوین انتہی اور عقیقہ ساتوین دن سے قبل کرنا درست نہین فقط۔
قولہ اور چاندی کی برابر لڑکی کی سر بالونکو تولکر وہ چاندی صدقہ کی نیت سے محتاجکو دینا مستحب اور حجام کی
اجرت مین دینا امر خلاف تصدق ہے اور جو لوگ مالدار و صاحب مقدور ہین اگر اوسکی بالونکو سونے زر کی وسونا
تصدق کرین تو بھی جایز ہی اور ان بالونکو زمین مین دفن کر دینا مستحب ہے چنانچہ طیبی جو شرح مشکوٰۃ شریف کے
ہے اسمین اسطرح لکھا ہی پس ہر ایک مسلمانکو چاہیے کہ مستحب کے ادا کرنیکی نیت سے عقیقہ کرے مشکوٰۃ کی باب العقیقہ مین
لکھا ہی کہ احمد و ترمذی نے اور ابوداؤد و نسائی نے لکھا ہی کہ سمرہ بن جندب نے بیان کیا کہ آنحضرت صلے نے فرمایا کہ
ہر ایک لڑکے کا گرو ہے عقیقہ عوض مین بسبب تفصیل یعنی ممنوع اور محبوس ہے اپنے والدین کی شفاعت سے یعنی اگر وہ لڑکا
ایام طفولیت مین بغیر عقیقہ ہوئے مرجاوے تو بروز قیامت باپکے شفاعت نکرے گی یہہ معنی کہی ہین صحت سلامتی سے
ممنوع و محبوس ہے یعنی اکثر علیل و بیمار رہتا ہے اور جامع المتفرقات مین لکھا ہی کہ علما کا اتفاق ہی
کہ کوئی لڑکی کا عقیقہ بکری لیوے وہ اوس لڑکی کی شفاعت سے محروم رہے اور بعضون نے کہا ہی کہ اگر قدرت ہوتے ہوئے عقیقہ
نکرے تو شفاعت سے محروم رہے قولہ ساتوین دن بال اتروا اوسکا عقیقہ کرین اور نام رکھین اور سر کے بال اتارین افضل
و بہتر یون ہے اگر لڑکا ہو تو دو بکری ذبح کرین اور لڑکی ہو تو ایک بکری ہو یا وہ خصی ہو یا دنبہ ہو سب سے
افضل لیکن بکری یا بکرا ایک برس سے کم نہو اور دنبہ چھ مہینے سے کم نہو اور عیب سے بھی نہو یعنی جو شرطین اضحیہ
قربانی کی جانور مین لازم ہین وہ سب عقیقہ کے جانور مین لازم ہین نصاب شرح المقدمہ مین لکھا ہی کہ گائی اور اونٹ بھی عقیقہ مین
درست ہے ہر ایک کا ساتوان حصہ ایک بکری کی برابر ہو بشرطیکہ سب شرکا کی نیت عقیقہ یا قربانی کرنیکی ہو قولہ اور اسکا

گوشت اس طور پر تقسیم کرنا مستحب ہے کہ سر اوسکا حجام کو اور ایک ران دائی کو یعنی جس نے وہ لڑکا جنایا ہے
اسکو دین باقی گوشت کو تین حصے کرین خواہ توڑ کر خواہ ہڈی ہی سے پھر ایک حصہ محتاجون اور مسکینونکو دیکر دو
حصے جو باقی ہے اوسکو پکا کر قریبون اور دوستونکو کھلادین اسواسطے کہ علمانے لکھا ہے کہ عقیقے کا اور ضحیہ یعنے
قربانی کا ایک حکم ہوتا ہے شرح القدوری مین لکھا ہے کہ حکم عقیقے کا مثل حکم قربانی کے ہے اور جو شرطین قربانی
مین ہین وہ سب شرطین عقیقے مین بھی ہین اور جیسا کہ گوشت قربانی کا آپ کھانا اور لوگونکو کھلانا اور تصدق کرنا
اور کچھ چھوڑنا درست ہے ویسا ہی عقیقے کا بھی درست ہے اور فتاوی خانیہ مین لکھا ہے کہ عقیقے کے گوشت کو چار
حصے کرین ایک حصہ فقیرونکو تصدق کرین تین حصے خویش و اقربا کو کھلا دین اور اگر سب کو پکا کر کھلا دین بلکہ آپ بھی
کھاوین تو بھی جائز ہے اور مصابیح کی شرح مین ملا علی قاری کی مشکوۃ شریف کی شرح مین لکھا ہے کہ جو شرطین قربانی
مین ہین وہی شرطین عقیقے مین بھی ہین اور جسطرح گوشت قربانی کا آپ بھی کھانا درست ہے ویسے ہی عقیقے
کا گوشت بھی آپ کھانا درست ہے اور فتاوی حمادیہ مین لکھا ہے کہ آنحضرت نے اسکو چار [illegible] مین فرمایا کہ
مثل قربانی ہے تو آپ بھی کہا اور لوگونکو بھی کھلا انتہی قولہ ایسا جاننا چاہیے کہ جب علمانے فرمایا کہ
عقیقے اور قربانی کا ایک حکم ہے تو اس صورت مین عقیقے کا گوشت لڑکی کا باپ دادا دادی نانا نانی [illegible]
کھانا درست ہے اگرچہ مشہور اسکے خلاف ہے اور جس مشہور کی اصل شریعت مین نہو اسکا کچھ اعتبار نہین اسی طرح [illegible]
ہڈیان توڑنے مین تو بہتری اور [illegible] ہے وہ کچھ قباحت نہین اسواسطے کہ قربانی کی ہڈیان [illegible]
کتب فقہ سے ثابت ہے قولہ اور دفن کر دینا بھی ہڈیون کا درست نہین کہ مال ضائع ہوتا ہے اور
ضائع کرنا مال کا شریعت مین ناجائز ہے پس اگر سر پاؤنکا سالن [illegible] حجام کو [illegible]
اپنے خویش و اقربا [illegible] اور اسکی [illegible] کتابونکی جلدین [illegible]
مسئلہ عقیقہ اور اضحیہ کا پوست یا گوشت [illegible] تصدق کے [illegible] درست نہین اگر [illegible]
اضحیہ اور عقیقہ [illegible] مقبول نہو [illegible] ہے کہ لڑکی کا باپ [illegible] عقیقہ کو ذبح کرے [illegible]
اچھا یا انکا نائب ذبح کرے [illegible] ذبح کر دے [illegible]
کی ہڈیان [illegible] زمین مین دفن کرین اور [illegible] جائز ہے [illegible]
یا صندل یا کوئی اور چیز خوشبودار ملین عقیقے کا خون اسکے سر پر [illegible]
چنانچہ مشکوۃ المصابیح مین لکھا ہے کہ [illegible]

ذبح کرتے اور اسکا خون لڑکے کی سر کو لگاتے پھر جب کہ وقت اسلام کا آیا تب ہم لوگ ساتوین دن لڑکے کی پیدائش
سے ایک بکری ذبح کیا کرتے ہین اور لڑکے کا سر منڈوا کر زعفران لگاتے ہین رزین نے اتنا اور زیادہ کیا ہی اور اسی دن
اسکا نام بھی رکھتے ہین تولہ اور کتب فقہ مین لکھا ہی کہ عقیقہ کی ذبح کی وقت یہ دعا پڑھنا بسم اللہ اللّٰهُمَّ
هٰذِهٖ عَقِیْقَةُ ابْنِیْ فُلَانٍ دَمُهَا بِدَمِهٖ وَلَحْمُهَا بِلَحْمِهٖ وَعَظْمُهَا بِعَظْمِهٖ وَجِلْدُهَا
بِجِلْدِهٖ وَشَعْرُهَا بِشَعْرِهٖ اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْهَا مِنِّیْ وَاجْعَلْهَا فِدَاءً لِابْنِیْ مِنَ النَّارِ
اور رسالۃ الدفیعۃ فی مسائل العقیقۃ مین لکھا ہی کہ اسکے بعد یہ بھی پڑھے اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ
فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُكِیْ وَ
مَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ
اَللّٰهُمَّ مِنْكَ وَلَكَ بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ تنبیہ اگر لڑکی کا باپ خود ذبح کرے تو لفظا
لفظا بعینہ دعا مذکور پڑھے اور لفظ فلان کی جگہ اس لڑکے کا نام کہی اور جو کوئی اور ذبح کرے تو عقیقۃ ابنی کی
جگہ عقیقۃ فلان بن فلان کہے یعنی پہلے فلان کی جگہ اس لڑکے کا نام اور دوسرے فلان کی جگہ اسکے باپ کا نام کہے
مثلاً لڑکے کا نام عبد اللہ اور اسکے باپ کا نام عبد الرحمن ہے تو غیر شخص ذبح کرنیوالا یون کہے اللّٰهُمَّ هٰذِهٖ عَقِیْقَةُ
عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ پڑھے اور تَقَبَّلْهَا مِنِّیْ کی جگہ تَقَبَّلْهَا مِنْهُ وَفِدَاءً لِابْنِیْ
کی جگہ فداء لابنہ اور جو عقیقہ لڑکی کا یعنی دختر کا ہو اور اسکا باپ ذبح کرے تو ابنی کی جگہ بنتی کہے اور مذکر ضمیرون
کی جگہ ضمیرین مونث کہے اور لفظ فلان کی جگہ اس دختر کا نام لے اور جو باپ کے سوا کوئی غیر ذبح کرے تو بنتی کی جگہ
فلانۃ بنت فلان کہے یعنی اگر لڑکی کا نام مثلاً فاطمہ ہے تو یون کہے اللّٰهُمَّ هٰذِهٖ عَقِیْقَةُ فَاطِمَةَ بِنْتِ
عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اور فداء لابنہ کی جگہ فداء لبنتہ کہے جب دعا پڑھ چکے تو بسم اللّٰہ واللّٰہ اکبر
کہتا ہوا ذبح کرے اور منہ ذبیحہ کا قبلہ کی طرف ہو غیر طرف کو اسکا منہ کرنا مکروہ ہے اور چار رگین جو شہ رگ ہین سب
تیز چھری سے قطع کرے یعنی مری و حلقوم اور دونون شہ رگین اگر چارون رگین کٹ گئین تو ذبیحہ بالاتفاق حلال ہوا
اور جو تین کٹین تو اسکے حلال ہونے مین اختلاف ہے امام اعظم رحمۃ اللہ کی نزدیک حلال ہے اور جو تین سے کم کٹین
کٹین تو بالاتفاق حرام ہوا اور ذبح کرنے مین شرط ہی کہ ذبح کرنیوالا اور اسکا مددگار مسلمان ہو اور بسم اللہ کہے
سچی و ذبح کرنے کی طریق سے خوب واقف ہو اگرچہ لڑکا نابالغ یا عورت دیوانہ ہو اگر کوئی نادان یا کوئی
مشرک ذبح کریگا یا ذبح کرنیوالا قصداً بسم اللہ کہنا ترک کریگا تو ذبیحہ حرام ہے اسکا کھانا درست نہین ہے حدیث رسول اللہ

ترک ہوگئی تو حلال ہوگئی اور درمختار مین لکھا ہے کہ ایک شخص ذبح کرتا ہو اور دوسرا شخص اُسکی مدد کیواسطے اپنا بھی
ہاتھ رکھکر جلد تر ذبح ہونیکیواسطے زور کرے تو اُسکو بھی بسم اللہ کہنا کافی اور واجب ہے اگر دونون مین ایک نے
بسم اللہ ترک کری اس سے نکلتا ہے کہ ایک بسم اللہ کہنا کافی ہی تو ذبیحہ حلال نہین اور بسم اللہ کہنا وقت ذبح کرنے کے
انتہے اور خزانہ مین خزانۃ المفتین اور فتاوی قاضیخان کبری سے یون منقول ہی کہ اگر دو شخص ملکر ذبح کرین تو
دونونکو بسم اللہ کہنا واجب ہے اگر کوئی ترک کریگا تو ذبیحہ حرام ہوگا اسکا کہنا نادرست نہین لیکن [illegible]
العلوم مین یون بیان کیا ہے کہ اگر بسم اللہ کہنی الاقوت اور زور کرنیمین قوی ہی پر تو ذبیحہ حلال ہی اور جو کہنیوالا [illegible]
ہی تو مردار ہے اور جو دونون برابر مین یا کچھ زیادتی قوت کی معلوم نہین تو احتیاط کیواسطے اُسکو نہ کھاوین اور جمہور
کی عبارت سے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ جو شخص ذبح کرنے مین ذبح کا معین و مددگار ہو اگرچہ صرف ہاتھ ہی رکھا ہو
ہے اسکو بھی بسم اللہ کہنا ضروری ہی اور جو کافر و مشرک یا ہندو اُس ذبح مین شریک ہو تو ذبیحہ حرام ہو جاوے گا انتہے
اور یہ بھی جاننا چاہیے کہ اگر اونٹ کو نحر کیا یا گائے بکری کو ذبح کیا پھر اُسکے پیٹ مین بچہ زندہ پایا تو اُسکو بھی ذبح
کرکے کھانا درست ہے اور جو مردہ نکلا اگرچہ ہاتھ پاؤن وغیرہ سب اُسکی خلقت تمام ہو چکی ہو وہ بچہ امام
اعظم رحمہ اللہ علیہ کے نزدیک حرام ہی اور بعض کے نزدیک درست ہے چھٹا سوال چھوٹی لڑکونکو زیور اور حریر
پہنانا درست یا نہین اور اگر عورتین اپنے پاس سے مردونکو بغیر اجازت لڑکونکو زیور یا حریر پہناوین تو درست
یا نہین جواب زیور اور حریر لڑکونکو پہنانا مکروہ ہی چنانچہ ہدایہ مین لکھا ہی کہ چھوٹی لڑکونکو سونا چاندی
اور حریر پہنانا مکروہ ہی اسواسطے کہ جب استعمال اُن دونونکا مردونکے حق مین حرام ثابت ہوا تو اسیطرح چھوٹے
مردونکو بھی پہنانا حرام ٹھیرا کہ جسکا آپ پہننا حرام ہی اُسکا پہنانا بھی حرام ہی جیسی شراب کا پینا حرام اور پلانا بھی
حرام ہے اور کشف الغطا [illegible] شرح [illegible] سے منقول ہے کہ بعضی چھوٹے مردونکو حریر اور سونا چاندی کا
استعمال مکروہ ہی انتہے اور اسمقام مین مکروہ سے مکروہ تحریمی مراد ہے نہ تنزیہی اور اگر بالفرض عورتین اپنے پاس سے بچونکو
اور بے اجازت مردونکی لڑکونکو زیور یا حریر پہناوین تو مردونکو لازم ہے کہ فوراً دیکھتے ہی وقت اُسکی اُتار کر دور کرین
اور دور کرنا حرام چیز کا واجب ہے اور نہین تو عورت اور مرد دونون گنہگار ہونگے مشکوۃ شریف مین لکھا ہے کہ آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص تم مین سے کوئی چیز خلاف شرع دیکھے تو اسکو لازم ہے کہ وہ چیز اپنے ہاتھ سے بگاڑ دے
اور دور کرے اور جو اتنی طاقت نہو [illegible] تو زبان سے منع کردے اور جو منع بھی نہین کرسکتا ہو تو اپنے دل مین
بُرا سمجھے [illegible] ضعیف ایمان [illegible] ساتوان سوال [illegible] ہے کہ بیٹے کا چار برس

اور چار مہینے اور چار روز کا ہوتا ہے تب اسکا مکتب کرتے ہین اسکی اصل کہان ہے جواب لڑکونکا مکتب کرنا جو
ہندوستان مین رواج ہے اسطور پر اصول شرع سے یعنے کتاب و سنت اور اجماع امت اور قیاس ائمہ مجتہدین سے
اصل اسکی ثابت نہین پس جس چیز کی اصل شریعت سے ثابت نہین اسمین سعی و کوشش بیسم نکاح کی طرح جبر کرنا مناسب نہین
حدیث سے تو اسقدر ثابت ہے کہ عبد المطلب کے اولاد مین جسکو بھی لڑکا باتین کرنے لگتا تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
اسکو کلمہ توحید اور پچھلی آیت سورہ بنی اسرائیل کی یعنے قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَّ
لَمْ یَکُنْ لَّهٗ شَرِیْکٌ فِی الْمُلْکِ وَلَمْ یَکُنْ لَّهٗ وَلِیٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَکَبِّرْهُ تَکْبِیْرًا سکھاتے چنانچہ حصن حصین
وغیرہ کتب احادیث مین اسطرح لکھا ہے اور لڑکے لڑکی کی بولنے کا وقت کوئی مقرر نہین بعض لڑکے کا دو برس مین اور
کوئی کم یا زیادہ مین بولتا ہے اور حدیث کے متابعت علما و فقہا نے بھی فرمایا ہے کہ جب لڑکا بولنے اور باتین کرنے لگے
تو اسکو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور یہ آیۂ کریمہ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ آخر تک سکھلانا اور یاد کرانا چاہئے
اور جب سات برس کا ہو تو اسکا ختنہ کیجئے سات برس مین زیادہ ختنہ کرنے مین دیر اور توقف کرنا مناسب نہین اور اسی
عمر مین نماز پڑھنے کا بھی حکم کرنا مستحب ہے تاکہ ابھی نماز کی عادت پڑے اور لہو و لعب سے بچے چنانچہ حدیث شریف
مین آیا ہے کہ آنحضرت نے فرمایا جب تمہاری لڑکی سات برس کی عمر کو پہنچین تو انکو نماز پڑھنے کا حکم کرو اور جب
دس برس کی ہون تو مار کر نماز پڑھاؤ اور شرعۃ الاسلام مین لکھا ہے کہ چار برس چار مہینے اور چار دن عمر مین
مکتب کرنے کی بعض لوگ یون توجیہ کرتے ہین کہ جس وقت پہلی بار آنحضرت کی سینہ مبارک کو شق کیا تھا اسوقت عمر شریف
آپکی اسیقدر تھی لیکن اسکی لکھنا ہی اور مشہور یہ ہے کہ فی الحقیقت شریف کا شق سینہ تین مرتبہ ہوا تھا پس
قول مشہور سے ان بعض کی دلیل ضعیف ہو گئی اس ثابت اور صحیح ہوا کہ لڑکونکی پڑھانے کو وقت اور عمر مقرر کرنا شریعت
نبوی کی اصل ہی نہین ہے پس جس کام کی اصل شریعت سے ثابت نہو وہ کام لغو ہی فقط آٹھوان سوال مکتب کے
تقریب مین قبل یا بعد شیرینی اور کھانا یا اور چیزین تقسیم کرنا چاہئے یا نہین جواب شرع شریف مین یون مقرر
ہے کہ جب کسیکو کچھ نعمت دین کی یا دنیا کی حاصل ہو تو حصول نعمت پر خوشی کرے اور اسکی شکر کی نیت سے بقدر
وسعت کچھ نذر حق تعالی کی نکال کر محتاجون اور دوستون آشناؤن کو تقسیم کرے جیسا کہ ولیمہ نکاح کی اور عقیقہ
بعد تولد فرزند مقرر ہے لیکن کسی نعمت کے حاصل ہونے کی اس رسم پر خوشی کرنا مقرر نہین کیا پس اس رسم
کیوقت شیرینی اور کھانا تقسیم کرنا مسنون نہین لیکن اگر بشرطیکہ اپنی فخر اور نام وری یا لوگونکو دکھانے کی
خیال یا رسم کی وابستگی مطلق نہو تو کچھ تقسیم کرنا مباح کی قسم سے ہوگا نہین تو البتہ ممنوع اور مکروہ ہے

اور تفسیر فتح العزیز میں لکھا ہے کہ جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سورۂ بقر سیکھ چکے تو انہوں نے ادای شکر نعمت
کی نیت سے ایک اونٹ نحر فرما کر دوستوں اور یاروں کو کھلایا اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ وقت حصول نعمت دینی
کی خوشی کرنا اور دوستوں میں شیرینی وغیرہ یا کھانا تقسیم کرنا جائز بلکہ مسنون ہے کہ اسی دلیل کو بعض بعض شہروں
میں ختم کلام اللہ شریف کے بعد شیرینی وغیرہ تقسیم کر کے خوشی کرتے ہیں اور اسکو نشر [illegible] میں سے سمجھتے ہیں سو یہ بھی جائز و
مباح بلکہ مستحب ہے اور تحصیل علوم فقہ و حدیث وغیرہ سے فراغت کے بعد بھی خوشی کرنا اور شیرینی وغیرہ دوستوں
آشناؤں میں تقسیم کرنا اسی قبیل سے ہے واللہ اعلم بالصواب ۔ نواں سوال لڑکوں کی ختنہ میں اور
لڑکیوں کی گوش واری میں شیرینی و طعام تقسیم کرنا جائز ہے یا نہیں جواب لڑکوں کی ختنہ کے بعد خوشی
کرنا اور کھانا بانٹنا جائز بلکہ مستحب ہے چنانچہ شیخ عبد الحق نے مشکوۃ شریف کی شرح میں لکھا ہے [illegible]
اسی طرح شیرینی تقسیم کرنا بھی جائز اور مباح ہوگا اور لڑکیوں کی گوش واری یعنی کنچھیدن کے وقت کچھ چیز تقسیم کرنا
کسی کتاب میں نہیں لکھا بحسب ظاہر یہ رسوم اہل ہند کی ہوگا در مختار وغیرہ کتب میں تو اسقدر لکھا ہے کہ لڑکیوں کے
کان چھیدنا مضائقہ نہیں اور فتاوی حمادیہ میں واقعات حسامی سے نقل کیا ہے کہ لڑکیوں کے کان چھیدنا مضائقہ نہیں
کہ پیغمبر صاحب کے عہد شریف میں بھی اس وقت کے لوگ اپنی لڑکیوں کے کان چھید کرتے تھے اور آنحضرت نے کبھی
کسی کو منع نہیں فرمایا اور نصاب الاحتساب میں لکھا ہے کہ لڑکیوں کے کان چھیدنا مباح اور لڑکوں کا مکروہ ہے بس حق کوئی
لڑکیوں کا کان چھیدا اسکو ستنبہ اور تقریر کیا جائے [illegible] سوال ختنہ کے باب میں تھا اسواسطے ختنہ کی بعض اپنی
ضروریہ متعلقہ ختنہ کی بیان کرنا اور اسمقام میں ذکر کرنا مناسب جانا چاہیے کہ [illegible] برکات [illegible] شیخ عبد الحق
قدس سرہ نے مشکوۃ شریف کی شرح کا منتخب کیا ہے اس میں بیہقی سے نقل کیا ہے کہ باپ کو چاہیے اولاد کا ختنہ کرے اور فتاوی
قاضیخان میں محیط سے منقول ہے کہ ختنہ کرنا امام اعظم اور امام مالک اور امام احمد رحمہم اللہ کے نزدیک اور علمای حنفیہ
اور بعض شافعیہ کے نزدیک سنت و شعار اسلام ہے یہاں تک کہ اگر کسی شہر کے لوگ متفق ہوکر ختنہ کرنا موقوف کریں تو حاکم وقت
کو انپر جہاد کرنا چاہیے جیسا کہ اذان سنت کی موقوف کرنے پر کرتا ہے اور اکثر شافعیہ اور بعض مالکیہ کے نزدیک ختنہ کرنا واجب ہے اور
مسند امام احمد حنبل میں لکھا ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ ختنہ کرنا سنت ہے مردوں کے واسطے اور موجب بزرگی ہے عورتوں کے واسطے
سو حدیث سے ختنہ کی سنت ہونی ثابت ہوئی اور قاموس میں لکھا ہے کہ ختان بالکسر کے معنے ختنہ اور اسم ہے واسطے مرد اور عورت کی کاٹی جگہ کے
اس سے بھی معلوم ہوا کہ عورتوں کا بھی ختنہ کرتی ہیں اور خزانۃ الفتاوی میں شرعۃ الاسلام سے منقول ہے کہ مردوں کا ختنہ کرنا سنت ہے اور
عورتوں کا ختنہ کرنا نہیں [illegible] اختلاف ہے اور بقول القاضی عیاض کے مکروہ اور بعض علما نے سنت اور بعض نے واجب اور بعض نے فرض لکھا ہے اور عین العلم

مین لکھا ہے کہ عورتونکا ختنہ کرنا مسنون ہے حدیث مین وارد ہے کہ عورتونکا ختنہ کرنا موجب اجر کا ہو کہ انکا ختنہ کرنے سے انکی چہری پر تازگی اور خوبصورتی آتی ہے اور شہوت سست ہوتی ہے اور مجامعت مین لذت زیادہ ہوتی ہے اور خاوند اسکو بہت دوست رکھتا ہے انتہی اور جیسا کہ ختنہ کرنیکی سنت اور واجب اور فرض ہونے مین اختلاف ہے ویسا ہی اسکی وقت مین بھی اختلاف ہے کہ کس عمر مین ختنہ کیا چاہیے عین العلم مین لکھا ہے کہ اسکا وقت سات برس کی عمر ہے اور بعض نے پیدا ہونے سے ساتوان دن بھی لکھا ہے اور بعض کہتے ہین کہ ساتوین دن تو وقت ہی دیر کرنا بہتر ہے کہ اسمین یہود سے مخالفت اور دفع خوف ضرر کا ہے اور قاضیخان مین لکھا ہے کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ مجھکو اسکے وقت کے تقرر کا علم نہین اور کوئی دلیل قطعی اسکی تعیین وقت پر قائم نہین اور صاحبین سے بھی اس باب مین کچھ بیان یہ ثبوت نہ پہونچا اور شمس الائمۃ الحلوانی رحمہ فرماتے ہین کہ جسوقت لڑکے کو وقت بلوغ تک [illegible] کی سختی اور درد کی تحمل اور برداشت طاقت حاصل ہو اسوقت اسکا ختنہ کرنا چاہیے اور بعضون نے سات برس اور بعضون نے نو برس اور بعضون نے دس برس بھی لکھے ہین اور بعض نے ساتوان روز تولد سے تجویز کیا ہے اور قاضیخان مین منقول ہے کہ ختنہ کرنا لڑکے کے عمر مین مناسب ہے اور جو اس سے کم مین ہو یا زیادہ عمر ہو اور اگر [illegible] کچھ ڈر نہین [illegible] بھی مستحب نہین اور بعض شافعیہ لکھتے ہین کہ [illegible] ولی پر واجب ہے کہ قبل بلوغ ختنہ کر دے [illegible] مین کنز العباد نقل کیا ہے کہ امام اعظم نے فرمایا ہے کہ ختنہ کرنیکا کوئی وقت معین نہین لیکن لڑکے کا حال دیکھا کرے اگر اسمین اتنی طاقت ہے کہ اسکی درد و رنج کی سختی اور مصیبت کو اٹھا سکتا ہے تو تاخیر نکرے اور جو [illegible] ان سے کچھ قوت اور طاقت نہین تو تاخیر اور انتظار کرے اور یہی بات سب سے خوب ہے [illegible] مسلم مین [illegible] سے روایت ہے کہ حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ السلام کا ختنہ اسی برس کی عمر مین اتفاق ہوا اور تفسیر [illegible] مین لکھا ہے کہ حضرت ابراہیم کا ختنہ اسی برس کی عمر مین و حضرت اسحق کا پیدا ہونے سے ساتوین دن اور حضرت اسمعیل کا تیرہ برس کے عمر مین ہوا علی نبینا وعلیہم السلام پس یہہ سنت حضرت اسمعیل علیہ السلام کی انکی اولاد مین جاری رہی کہ تیرہ برس کی عمر مین ختنہ کیا کرین شرح سفر السعادت مین اسیطرح لکھا ہے اب جاننا چاہیے کہ قاضیخان مین لکھا ہے کہ جس شخص کا ختنہ ہونیکے بعد معلوم ہوا کہ جسقدر کھال کاٹنا سنت ہے اس سے کم کٹی پس اگر نصف سے زیادہ کٹ گئی ہے تو البتہ اسکو حکم مختون کا ہے اور جو نصف سے کم کھال کٹی ہے تو اسپر حکم مختون کا نہوگا اور جس لڑکے کا ابھی ختنہ نہین ہوا اور اسکی کھال حشفہ کے اوپر کو چڑھ گئی کہ حشفہ ظاہر ہے یعنی دیکھنے مین ایسا ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ اسکا ختنہ ہو چکا ہے اگر ایسے کا ختنہ کیا چاہتے ہین تو بغیر سختی اور ایذا کے اسکی کھال نیچے کو نہین اترتی تو اسصورت مین اگر کوئی

حجام حاذق کہے کہ اسکی ختنہ کرین جسقدر کہال کاٹنا منظور ہے بیشک اوس سے زیادہ کیجاوینگے تو اس حالتمین اسکا ختنہ کرنا چاہیے اس صورت میں اس عذر کی سبب سے ختنہ کرنا مسنون نہین بلکہ یہ سنت اوسسے ساقط ہو اور اگر کوئی کافر بڈہا ضعیف مسلمان ہو اور حجام حاذق کہتا ہی کہ اسکو طاقت ختنہ ہونیکی نہین تو اوسکا ختنہ نکرین علی ہذا القیاس اگر کوئی مسلمان بڈہا ضعیف ہوگیا اور طاقت ختنی کے نہین تو اسکا بھی یہی حکم ہی اور جو شخص قبل ختنہ ہونیسے بالغ ہوگیا اور طاقت ختنہ کی رکھتا ہے قدمای حنفیہ اسکا ختنہ کرنیکو منع فرماتی کہ سنت کیلیے ادا ہو نہین ترک فرض یعنی کشف عورت جائز نہین اور متاخرین حنفیہ کہتی ہین کہ اگر اس شخصکو مرتد ہونیکا اور دین اسلام سے پھرجانیکا اندیشہ ہو تو اسکا ختنہ کرنا بعد بلوغ کے بھی مصلحت وقت ہے اور شافعیہ کے نزدیک ختنہ کرنا فرض ہے انکی نزدیک تو بالغ ہو یا نابالغ سبھے کا ختنہ کرنا چاہیے اور عالمگیری مین لکہا ہے کہ جو شخص قبل ختنہ ہونیکے بالغ ہوگیا تو اگر وہ آپ اپنا ختنہ کرسکے تو آپ کرلی اور جو نہین تو اگر میسر ہو تو عورت ختانہ کو ساتھ نکاح کرلے یا اسکو مول لیوے تو وہ عورت اوسکا ختنہ کرے اسی طرح اگر کوئی شخص خنثی مشکل ہے یعنے اسکی علامت مرد اور عورت ہونیکی دونو موجود ہین اور وہ ختنہ کرنیسی قبل بالغ ہوگیا تو وہ بھی کسی عورت ختانہ کو خرید کرے یا اسکی ساتھ نکاح کرلے پھر وہ عورت اوسکا ختنہ کردے لیکن بالغ ہونیکی بعد مرد کو اوسکا ختنہ کرنا مکروہ ہے کہ شاید وہ عورت ہی اور غیر عورتکو بھی اوسکا ختنہ کردینا درست نہین شاید کہ وہ مرد ہے اور اگر خنثی مشکل قریب بلوغ کی نہین پہنچا تو مرد کو اسکا ختنہ کر دینا کچھ قباحت نہین اسواسطے کہ اگر لڑکا ہی تو مرد کو لڑکی کا ختنہ کرنا مضایقہ نہین اور جو لڑکی ہی تو بھی قباحت نہین کیونکہ ابھی غیر مشتہاۃ ہے اور سبب جب تک شہوت ہے یہی چنانچہ مطالب المومنین مین ایسا ہی منقول ہی اور جواہر فتاوی مین لکہا ہی کہ ختنہ کرنا دو شنبے کی روز بعد زوال کے مسنون ہے اور بروز یکشنبہ مکروہ ہے **دسوان سوال** ختنہ کیوقت طفل صغیر کو کوئی دوا نشہ دار کہلانا اور اسکی ہاتھہ پاؤن کو مہندی لگانا درست ہے یا نہین **جواب** جیسا جوان عورت مرد کو کچھہ چیز نشہ دار کہانا اور کہلانا حرام ہی ویسا ہی چہوٹونکو بھی حرام ہی حدیث شریف مین آیا ہے کہ جو چیز نشہ لاوے وہ حرام ہے اور جس چیز کی کہانے یا پینے سی عقل دور ہو اور بیہوشی آوی وہ شراب اور نشہ ہی **قولہ** اور جیسا کہ مرد جوانکو ہاتھہ پاؤن مین مہندی لگانا حرام ہے ویسا ہی مرد نابالغ کو بھی حرام ہی اور جسطرح جوان عورتکو مہندی کا استعمال روا ہے ویسی چھوٹی لڑکی کو بھی روا ہے اسواسطے کہ چھوٹا لڑکا بڑے مرد کا تابع اور اسکی حکم مین ہے اور چھوٹی لڑکی بڑی عورتکا اور نصاب الاحتساب مین لکھا ہی کہ لڑکونکی ہاتھہ مین مہندی لگانا سزاوار نہین اور لڑکون اور لڑکیونکو شراب پلانا [illegible] جانو کہانا حرام ہی اور گناہ مہندی لگا دینی کا اور نشہ دار چیز کہلانے کا لگانے اور کہلانے والونپر اس کہلانیکا [illegible]

ہی کہ جو چیز بڑونکو درست ہے وہ چھوٹونکو بھی درست ہے اور جو اونکو ناروا ہے وہ انکو بھی ناروا ہے اور جو چیز فقط مردونکو جائز ہے
وہ لڑکونکو بھی جائز ہے اور صرف عورتونکو حلال ہو وہ سب لڑکیونکو بھی حلال ہے ۔ پس جبکہ نشّی کی چیز کا استعمال
کرنا بڑونکو حرام ٹھیرا تو چھوٹونکو بھی بہرحال حرام ٹھیرا اور مہندی لگانا صرف عورتونکو درست ہوا تو چھوٹے بڑے
مردونکو حرام ہوا کہ چھوٹے تو بڑونکی تابع ہوتے ہین **گیارہوان سوال** دستور ہے کہ نکاح کا دن
مقرر کرنیکو دولھن کیطرف سے دولھہ کی گھر کو حجام اور بہاٹ ہاتھہ کپڑی بھیجی جاتے ہین اُسکی عوض مین حجام اور
بہاٹ کو دولہ کیطرف سے کچھہ نقد یا جنس یا کرتی ہین یہہ دینا درست ہے یا نہین **جواب** اگر دولھہ کیطرف سے
بطریق انعام کچھہ چیز حجام اور بہاٹ کو دین تو جائز ہے واجب ضرور نہین یعنی دینوالی مختار ہین چاہین دین چاہین
دین اگر نہ دین تو کیکو زور اور جبر نہین پہونچتا کہ یہہ تو ہمارا نیگ اور دستور ہی یا ہمارا حق ہی اسواسطے کہ خوشی کیوقت
کچھہ انعام دینا تبرع اور احسان کی اقسام سے ہی اور احسان کرنے کسی کو جبر اور زور نہین پہنچتا کہ اسکو دستاویز اور دستور بنا لیوے
چنانکہ تیسری سوال کے جواب مین بہی اسکا بیان ہو چکا **بارہوان سوال** اگر کوئی شخص دولھہ کی یا دولھن کیطرف کا
اُنہین یون کہی کہ ہمکو تو اس ملک کے رسومات مروجہ پر عمل کرنا ضرور ہی خواہ شریعت کے موافق ہون خواہ مخالف اسواسطے کہ
جس شادی کی محفلین راگ و رنگ اور ڈہول تماشی اور آرائش وغیرہ نہون تو وہ شادی کب ہے بلکہ مردیکا تیجا اور موت
کی مجلس ہے سو ہم تو شادی و غمی مین پابند رسومات اہل زمانہ کی ہین ہم اپنی گھر جو چاہتے ہین سو کرتی ہین اپنی عمل
مختار ہین تم اپنی گھر جا ہو سو کرو جیسی بدین خود اور رہو بدین خود ہمپر تمہارا کچھہ زور اور حکومت نہین سو جو ہین
ایسی باتین کرنیوالی ہین شرع شریف کے کیا حکم ہے اور طرف ثانی جو پابند حکم خدا اور رسول کی ہین وہ اس محفل مین شریک
ہون یا نہون **جواب** ایسے کلمات بیہودہ زبان پر لانا کمال بی ادبی اور بہت بڑا عیب اور خوف زوال ایمان کا ہے کہ خدا
اور رسول کی احکام یا احترام کو رسومات اہل زمانہ کی مقابلہ مین سبک اور سہل جاننا اور رسومات کا پابند ہو کر انکو محکم
پکڑنا اور امور دنیا کو کار آخرت پر فضیلت دینا باوجودیکہ اکثر ان رسومات مین بدعت و گمراہی کفر ہو والعیاذ باللہ
سن فی ذلک فتاوی عالمگیری وغیرہ مین لکہا ہے کہ اگر کوئی شخص دوسرے سے کہی کہ فلانی مقدمہ مین شریعت کا حکم یون ہے وہ اسکے
جواب مین کہی کہ ہم تو پابند رسومات کے ہین احکام شریعت کے پابند نہین وہ شخص بعض علما کی نزدیک کافر ہو گیا اور گناہ کبیرہ مین
تو کچھہ شک ہی نہین پس اسکو واجب ہے کہ جلد توبہ اور استغفار کری اور رسومات خلاف شرع کو بدلکر اونسی باز رہے
اگر توبہ نکریگا اور باز نہ آویگا تو مقرر یہہ اصرار اوسکا کفر کو پہونچا دیگا تا بید اور تفسیر موضح القرآن مین لکہا ہے
کہ اگر کوئی کسی بی لقرض نکری اور جانے کہ عیسی بدین خود اور موسی بدین خود یہہ مسلمانی نہین سو اسلام مین کفر کی رسم داخل

مگر اور اسی تفسیر مین یَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْهٌ کی فائدی مین لکھا ہے کہ معلوم ہوا سیاہ منھہ اونکی ہونگی جو مسلمانان مین کفر کرتی ہین یعنی مونھہ سی کلمہ اسلام کہتی ہین اور عقیدہ خلاف اوسکی رکھتی ہین سب فرقے گمراہ بھی حکم رکھتی ہین فقط قولہ اور فتاوی حمادیہ مین امام شہاب الملۃ والدین کے رسالہ سے اور اونھون نے نوادر البرہان سے اور اوس مین مبسوط سے نقل کیا ہے کہ ابو نصر دبوسی نے قاضی ظہیر الدین خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ سے حکایت کی ہے کہ جس شخص نے راگ سنا دوم سے یا کسی اور سے یا کوئی اور فعل حرام دیکھا پھر اوسکو اچھا جانا اور تحسین کیا خواہ اعتقاد سے خواہ بغیر اعتقاد کے تو وہ شخص فوراً مرتد ہوگیا اس سبب سے کہ اوس نے حکم شرع کو باطل کیا۔ اور جو کوئی حکم شرع کو باطل کرے وہ مومن نہین ہے مجتہد کے نزدیک اور اللہ تعالی اوسکی بندگی قبول نہین کرتا اور نیکیان اوسکی دور کرتا ہے اور اوسکی جورو کو طلاق بائن ہوگئی پھر اگر توبہ اور استغفار کرے تو خیر اور نہین تو اوسکو گردن مارنا اور قتل کرنا واجب ہے اسواسطے کہ پیغمبر صاحب صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی اپنے دین اسلام کو بدل ڈالے تو تم اوسکو قتل کرو لیکن مناسب ہے کہ پہلے اوس سے کہین کہ تو توبہ کر اور ایسے کلمات اور افعال سے باز آ پھر اگر اوس نے توبہ کر لی اور از سر نو اسلام قبول کیا تو خیر اور نہین تو اوسی قتل کرین اور اگر بے تقدیم کہنے اوسکو توبہ کرنیکو نکہا اور پہلے ہی مار ڈالا تو یہہ بات مکروہ ہے لیکن اوس قاتل پر کچھہ گناہ نہین اور یہہ بھی اوسی کتاب مین لکھا ہے کہ جو شخص شرع کے ایک حکم کا بھی انکار کرے تو اوسکا ایمان صحیح نہین اسواسطے کہ جبتک جمیع احکام شرع کو قبول نکریگا اوسکی تصدیق بالقلب اور توحید اور اقرار زبان کا صحیح ہونا ثابت نہوگا چنانچہ محمد رحمۃ اللہ نے سیر کبیر مین لکھا ہے کہ جو شخص شریعت کے کسی حکم کا منکر ہو تو مقر اس شخص نے ہے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کہنے کو باطل کیا حکایت ہے کہ جب حضرت موسےٰ علی نبینا وعلیہ السلام غصہ مین بھرے ہوئے افسوس کرتے ہوئے اپنی قوم مین تشریف لائے اور سنا کہ قوم آواز بلند راگ گاتی ہین اور گرد گوسالہ کی جو سامری نے بنا دیا تھا ناچتی ہین اور دف اور مزامیر بجاتے ہین تو آپ نے فرمایا کہ یہی صورت فتنے کی ہے انتہی پس جس جگہہ امورات نامشروع مثل رقص اور آلات لہو یعنی نقارہ اور ڈہول اور تاشا اور مزمار اور چنگ اور رباب اور راگ تماشے کی آرایش وغیرہ موجود ہون خواہ مجلس نکاح مین ہون خواہ اور کسی شادی مین ہون تو اوس جگہہ جانا اور اوس مجلس مین شریک ہونا شریعت مین جایز نہین بلکہ مطلق حرام ہے چنانچہ فقہ اور حدیث کی کتابون مین تفصیل تمام منقول ہے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے غنیۃ الطالبین مین فرمایا ہے کہ مجلس نکاح وغیرہ مین جانا درست ہے بشرطیکہ وہ مجلس منکرات شرعیہ سے خالی ہو اور جو اوس مجلس مین کوئی چیز منکر یعنی خلاف شرع ہو مثلاً ڈہول یا تاشا یا بربط یا طنبورہ یا نَے یا رباب یا سارنگی وغیرہ ہو تو اس مجلس مین بیٹھنا بلکہ جانا در

اسواسطے کہ یہ چیزین سب حرام ہین بلکہ مسلمانکو واجب ہے کہ جمیع امورات منہیہ شرعیہ سے دور بھاگے اور کسی مقدمہ دینی اور دنیوی مین باپ اور بھائی بند اور دوست آشنا کی خاطرداری کو بھی خلاف حکم خدا و رسول نہ کرے تا کہ اللہ صاحب نے سورۂ مجادلہ کی آخر مین پیغمبر صاحب سے مخاطب ہو کر فرمایا ہی کہ تو نہ پاویگا کسی قوم کو کہ جو یقین رکھتے ہین اللہ پر اور پچھلے دن پر کہ دوستی کرین ایسون سے جو مخالف ہوئے اللہ کے اور اسکے رسول کے اگرچہ اپنے باپ ہون یا بیٹے ہون یا اپنی بھائی ہون یا اپنے گھرانیکے انکی دلمین نقش لکھدیا ہی ایمان اور انکی مدد فرمائی اپنی غیب کے فیض سے اور انکو داخل کریگا باغون مین جنکی نیچے بہتی ہین نہرین سدا رہین انمین اللہ ان سے راضی اور وہ لوگ اللہ سے راضی وہ ہین جتھی اللہ کی سنتا ہی جو جتھا اللہ کا ہی مراد کو پہنچے یعنی وہ لوگ دوستی نہین رکھتے اللہ کے مخالف سے اگرچہ باپ بیٹے ہون وہی لوگ سچے ایماندار ہین اور انکو یہ کچھ فرق ہے بین اس آیت سے ثابت ہوا کہ جو لوگ اپنا بیت لحاظ سے یا کسی اور کی خاطر سے خلاف شرع کام کرین اور مضائقہ نجانین پھر دعوی ایمانداریکا کرین جھوٹے ہین ایمان انکا سلامت نہین قولہ اور مشکوۃ شریف مین لکھا ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ جسوقت بنی اسرائیل گناہ کرنے لگی علمانے انکو کہا کہ اعمال و افعال غیر شرع سے باز آؤ اور گناہون سے بچو انہون نے عالمونکا کہنا نمانا اور گناہون سے باز نہ آئے پھر عالمون نے انکو پاس اپنے بٹھایا اور ساتھ کھانا کھلایا تب اللہ تعالی نے انمین ایک کا دل دوسرے کے دل پر مارا اور مخلوط کر دیا یعنے انکی درمیان مین دشمنی اور پھوٹ پڑگئی پھر لعنت کی اللہ نے انکو داؤد اور عیسی کے زبان پر یہ اس سبب سے کہ وہ لوگ بیحکم ہوئے اور حد پر بڑھے اور یہ بھی اللہ تعالی نے قرآن شریف مین رسول خدا کو فرمایا ہے کہ بعد نصیحت سنادینے کے قوم بے انصاف کے پاس مت بیٹھنا بیداد اور عین العلم مین لکھا ہے کہ حدیث شریف مین آیا ہی جسوقت فتنہ غالب ہو اور اس فتنہ کی برائی اور قباحت کا چاہنیوالا جب ہے تو اسپر خدا کی لعنت ہو اور نہین لیکن ہونا لازم ہے یعنی عالم کو چاہیے کہ جب تک ہو سکے امر بالمعروف و نہی عن المنکر سناوے اور جو طاقت نہین رکھتا ہے تو الگ ہو جاوے اور اہل فتنہ و فساد کی شامل نہو اور روضہ مین نقل کیا ہی کہ آنحضرت نے فرمایا کہ بعض لوگ میری امت کے قیامت کی دن بندرون اور سورونکی صورتین اٹھائے جاوینگے اس سبب سے کہ طاقت اور قدرت ہوئے اہل معاصی کو گناہ سے باز نرکھا اور منع کرنیمین سستی اور مداہنت کی اور رسالہ بینیہ مین لکھا ہی کہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر واجب ہے اگر مقدور رکھتا ہو تو ممنوع اور خلاف شرع چیز کو ہاتھ سے بگاڑ دے اور جو طاقت نہ رکھے زبان سے منع کر دے اور جو زبان سے منع کرنیکی طاقت نہین رکھتا یا اپنا کہنا مفید اور موثر نہین جانتا تو دل سے ضرور مکروہ جانے اور اس اہل منکر کی صحبت سے اگر اتنی بھی نکریگا تو اسکی وبال مین آپ بھی شریک ہوگا دنیا مین بھی دین مین بھی کہ اسواسطے حب فی اللہ

اور بعض نے فرمایا الله غرض مرقوله اور طرف ثانی یعنی جو لوگ کہ تابع حکم خدا اور رسول کے اور پابند احکام شریعت کے ہیں انکو کسیطرح اُس مجلس میں اور جسجگہہ منکرات شرعیہ ہوں جانا جایز نہیں اور تفصیل اسکی ولیمہ نکاح میں بخوبی معلوم ہوگی انشاء اللہ تعالی **تیرہوان سوال** رسم اور دستور ہو کہ نکاح سے کئی روز پہلے دولھن کو ایک علیحدہ مکان میں چھپا کر بٹھلا دیتے ہیں یہانتک کہ اُس مکان کی صحن میں بھی نہیں نکلنے دیتی یہہ درست ہے یا نہیں اور یہہ بھی رسم ہے کہ ایک شادی میں اپنا ہے لوگ کچھہ نقد یا جوڑی کپڑونکی بطریق نیوتہ آپس میں دیا کرتی ہیں سو جایز ہے یا نہیں

جواب قبل نکاح کے دولھن کو چندروز علیحدہ بٹھلانا مباحات کے اقسام سے ہے کرنا نکرنا دونوں برابر ہیں لیکن امر مباح کے کرنی نکرنی پر مصر ہونا اور اڑ جانا اور کد کرنا بری بات ہے ملا علی قاری نے مشکوۃ شریف کی شرح میں لکھا ہے کہ جو شخص کسی امر مندوب اور مستحب کے کرنی پر اسقدر مصر اور موکد ہو کہ اُسکا کرنا اور عمل میں لانا بطور فرض و واجب یا سنت موکدہ کے جانے اور کبھی کبھی ترک نکیا کرے اور جو امر کہ مباح ہو کہ اُسکی کرنیکی رخصت ہے اُسپر کبھی کبھی عمل نکرے یا رخصت پر عمل کرنا مکروہ جانے تو مقرر شیطانی نے اصرار اُسکی دلمین ڈالکر اسکو گمراہ کیا ہے اور راہ راست سے بہکایا ہے سو اُسکا کیا حال ہوگا جو بدعت و ممنوعات پر اصرار کرے انتہی **تنبیہہ** ہر ایک مسلمان کو چاہیے کہ جو امر مباح ہے یعنی جسکا کرنا نکرنا برابر ہی اُسکو بھی گاہ گاہ عمل میں لایا کرے تاکہ وہ امر مباح حرام ثابت نہووے اور جسکا کرنا مندوب اور مستحب ہے یعنی اسکو عمل میں لانا موجب ثواب کا ہے اور نکرنے سے کچھہ گناہ نہیں اُسکو کبھی کبھی ترک بھی کیا کرے تاکہ اُسکا حکم فرض و واجب یا سنت موکدہ کا سا نہو جاوے لازم و واجب جاننا امر مباح و مستحب کا اور بطور فرایض و واجبات اُسکے کرنی پر مصر ہونا اغوای شیطانی ہے بلکہ قطع نظر امر مندوب کے گاہ بیگاہ بہ نیت اتباع آنحضرت کی سنت کو بھی ترک کرنا سنت ہے تاکہ اُسکا حکم واجب کا سا ثابت نہو مالا بد منہ میں لکھا ہی کہ اقامت اولے طمینان کیساتھہ نماز فجر اور ظہر میں طوال مفصل یعنی سورہ حجرات سے سورہ بروج تک اور عصر عشا میں اوساط مفصل یعنی بروج سے سورہ بینہ تک اور مغرب میں قصار مفصل یعنی سورہ بینہ سے آخر قرآن تک پڑھنا سنت ہے لیکن اسکو لازم کر لینا اور ہمیشہ اسیطور سے پڑھنا مسنون نہیں ہے پیغمبر صاحب صلے اللہ علیہ وسلم نی کبھی نماز فجر میں معوذتین اور کبھی نماز مغرب میں سورہ طور اور سورہ نجم اور سورہ مرسلات پڑھی ہیں **قوله** اور رسم نیوتی کی جو آپس میں بطریق مدد و اعانت ہر ایکشادی کیوقت مقرر ہے سو مباح ہے - بلکہ نیکی اور صلہ رحم کی قسم سے ہے چاہیے کہ اپنی مقدور کیموافق صلہ رحم کی نیت سے خرچ کریں اور بیمقدوری کی حالت میں قرضکا بار نہ اٹھاویں کیونکہ کسی مباح کام میں قرضکا بوجھہ اٹھا کر اُسکا ادا کرنا اپنے ذمہ پر فرض کر لینا بھلا نہیں البتہ دینا بشرطیکہ اپنی ہمت اور فخر کا لحاظ نہو تو امر مباح ہے اُسکے واسطے قرض لیکر دینا برا ہی **چودھوان سوال** رسم ہو کہ لڑکوالے لڑکیونکے

شادیون مین اونکی نانہال کی عورتین جمع ہوکر کچھ زیور اور کپڑونکی جوڑی اور نقد اپنی ساتھ لاکر اونکی ماباپ کو دیتی ہین
اور کبھی نانہال والی اونکی شادیکا سب خرچ اپنی ذمہ پر اوٹھا لیتی ہین یہہ طور شریعت سے درست ہی یا نہین جواب
اسطرح کا دینا لینا موافق اصول شرع کی جایز ہے بشرطیکہ دینی والا انکو ہدیہ اور صلہ رحم کی نیت سے دیوی اور قرض لینا
بھی نہ پڑی آنحضرت بھی ہدیہ اور صلہ رحم کی راہ سے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالے عنہا کی ساتھ ایسا معاملہ فرمایا کرتی تھی
پس ایسی قسمین اسطرحکی چیز نیک نیت سے دینا بلا کراہت مباح بلکہ مستحب ہے اور جو فخر اور ناموری کی نیت سے کچھ دیوی اور خبر جتاکر
کہ لوگون مین شہرت اور بڑائی ہو تو ہرگز جایز نہین بلکہ مکروہ ہے اسواسطے کہ مال خرچ کرنمین تفاخر اور ناموری ممنوع ہے
مشکوۃ شریفمین صحیح مسلم سے نقل کیا ہی کہ پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا اللہ تعالے تمہاری صورتون اور مالون کو نہین دیکھتا
بلکہ تمہارے دلون اور عملونکو دیکھتا ہی تنبیہ جاننا چاہیے کہ شادیمین اس دینی کا نام بھات ہے اور فی الحقیقہ
اصل اس رسم کی مشرکین ہند سے یہانکے ہنود کی ہان مقرر ہے کہ شادی سے چند روز سابق دولہہ اور دولھن کے نانہالوالے
عورتین یہہ سب اسباب کو اپنے ساتھ لیکر گاتی بجاتی ڈہول تاشونکی بیچ بازار مین شہرت کرتی بڑی دہوم دہام سے آکر دولھہ
اور دولھن کی ماباپ کو دیتی ہین اسی سبب سے اس رسم کا نام بھی مثل چہوچہک اور منڈہا وغیرہ کی ہندی زبان مین
بھات مقرر ہوا ہی سو یہہ رسم بھی مثل اور رسوم ممنوعہ کی ہند کے مسلمانون نے بھی پسند کرکے اپنے ہان جاری کی ہے
اور خوب ظاہر ہے کہ اس دینی مین سوائے اپنی ناموری اور فخر کی اور بجز شہرہ اور نمود کی نکوئی صلہ رحم کا نام ونشان بلکہ
وہم وگمان بھی نہین اسواسطے کہ اگر صرف نیکی اور رفع حاجت اہل شادیکا لحاظ ہوتا جو کچھ اپنی مقدور کیموافق ہوتا چپکے
سے انکی حوالہ کرتی او ہنود کی بھات کیطرح رسوم فہام اور ڈہول تاشی اور راگ رنگ کے ساتھ کوچہ بازار مین ہر ایک خاص
وعام کو دکہلاتی ہوئے کیون لیجاتی ہین اور اپنی بیمقدوری اور محتاجی کیحالتمین ڈیوڑہی سوائے دینا قبول کرکر قرضکا
بوجھ اپنی ذمی پر کسواسطے لیتے اور باغ وحویلی و اسباب گھر کا کیون بیچتے اور رسم اگر نہ سمجھتے تو اولی اور اعلی غریب اسیر صرف
ایسی اسباب معینہ مذکورہ کو بھیجنا ضرور کیون جانتی بلکہ دولہہ اور دولھن کے اولیا اگر دولتمند ہوتی تو انکی دولتمندی
کیصورت مین ونکی نانہال والی انکو کچھ بھی نہ دیتے سو اس ہندوستان کے مسلمانون نے رسوم ہنود ومشرکین کو اسقدر لازم
پکڑا اور واجب جانا ہی کہ کسی حالمین اور کیسی ہی تکلیف وتصدیع مین گرفتار ہون قرض دام لیکر اور اسباب بیچکر بہرصورت
معمولی پورا ادا کرتی ہین علی ہذا القیاس اس رسم کو بھی بہرحال پورا کرتی ہین اولیائی عروس داماد کو سوطرحکی
حاجتین کیون نہون جو لوگ کبھی اسباب معینہ بنام بھات رسم قدیم انکو دیا کرتی ہین اگر رسم نجانتی اور بہ نیت صلہ
رحم کی دیتی اور فخر اور ناموری کا خیال نہوتا تو جسصورت مین فریقین کے اولیا کنگال اور محتاج ہوا اور کچھ نہ

حاجت مشروعہ اور ضرورت شرعیہ پیش ہوتی تو البتہ یہہ لوگ اسوقت بقدر اپنی حیثیت اور مقدور کے اونکی حاجت روائی کرتی اور تعین و تخصیص اسباب مقررہ مسطورہ کی نکرتی اور اپنی بیمقدوریکی حالتمین یا اونکی دولتمندے کیصورتمین قرضدار اور زیر بار نہوتی فقط پندرہواں سوال ساچقکا دن مقرر کرنا اور اوس دن میوہ اور شیرینی اور خوشبو اور کپڑہ و نکاح جوڑا دولہکیطرف سے دولھن کے واسطے بھیجنا درست ہے یا نہیں اور بعد ساچق کی مہندی کا دن مقرر کرکی اُس دن دولہن کیطرف والے وسکی بہن کے یا کسی اور لڑکی کی ساتھہ دولہہ کی گھر مہندے بھیجکر دولہہ کی ہاتہہ پاؤن کو مہندی لگانا درست ہے یا نہین جواب میوہ اور شیرینی اور خوشبو اور کپڑے وغیرہ دولہکیطرف سے دولہن کیواسطے بھیجنا درست ہے بلکہ سنت لیکن کوئی دن مقرر نہین چنانچہ ان چیزونکا بھیجنا بطور ہدیہ و تحفہ پیغمبر صاحب صلے اللہ علیہ وسلم کی فعل سے بھی ثابت ہے معالم التنزیل مین لکہا ہے کہ جب آنحضرت نے حضرت زینب کا نکاح زید رضی اللہ عنہما کے ساتھہ کردیا تو بی بی زینب زید کی پاس خلوت کیوقت داخل ہوئین اور جناب پیغمبر صاحب نے دس دینار اور ساٹھہ درم اور ایک اوڑہنی اور ایک پیراہن یعنی کرتا اور ایک ازار یعنی لنگ اور ایک چادر بڑی اور ایک من دس سیر سوا من جنس کہانیکی قسم اور تیس صاع یعنی تین من چھواری حضرت زینب کو بھیجے انکی آجکا بنا چاہئی کہ یہہ زید متبنی یعنی لی پالک بیٹے پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم کے تھے اور یہہ زینب بنت جحش آنحضرت کی پھوپھی کی بیٹی تھین جبدن ان دونونکا نکاح آپسمین منعقد ہوا اُسدن یہہ چیزین پیغمبر صاحب نے کہ متکفل اور ذمہ وار نکاح زید کی تھی زینب رضی اللہ عنہا کو بھیجین لیکن ان چیزونکی ساتھہ کچہہ زیب و آرائش اور دہوم دہام کا ہونا جو اس ملک مین رواج ہے اصلا عمل میں نہ آیا اس سے ثابت ہوا کہ اسطرحکی چیزین دولہکیطرف سے دولہن کو بطور ہدیہ بغیر زیب و آرایش وغیرہ محض بلحاظ ادای سنت بقدر طاقت کے آمیزش نیت اظہار فخر و شوکت بھیجنا جایز بلکہ مستحب ہے پس مسلمانوں کو لازم ہی کہ جس بات کی اصل شریعت سے ثابت ہوا اسکو عمل مین لاوی اور بے اصل بات کی گرد نجاوی بلکہ بہت پرہیز کری اور ناموری اور رسمونکیواسطی یا ہندرسومات جاہلیت کا ہو کسی باب مین اسراف نکری یعنی مال وغیرہ کو بیجا خرچ نکری اور بموجب شرعی کہین نہ اوٹہاوی اور آرایش وغیرہ مین صریح اسراف اور بڑا گناہ ہی کہ جس کاغذ پر حق تعالی کا نام لکہا جاوے اوسکو جلاوی یا آرایش بنا کر پامال کری مرات الصفا شرح سنتہ المصطفے مین لکہا ہی کہ کاغذ قرطاس ہے اور قرطاس پر نام حقتعالی کا لکہتے ہین سو کاغذ کی درخت اور آرایش وغیرہ بنا نیوالا اور بنوانیوالا اور اس فعل پر راضی ہونیوالا سب عذاب مین گرفتار ہووین گے اور حنابندی یعنی مہندی لگانا مرد بالغکو بلکہ نابالغکو بھی کسیوقتمین درست نہین شادیمین یا غیر شادیمین تھوڑے سے یا بہت چنانچہ ذکر اسکا ہی دسوین سوال

کی جواب مین تفصیل مذکور ہو چکا اور کتاب اشباہ والنظائر مین یون لکھا ہے کہ جو چیز مرد جوان کو حرام ہے وہ چھوٹی لڑکونکو بھی حرام ہے پس بڑونکو جائز نہین کہ چھوٹی لڑکونکو شراب پلاوین یا حریر و زیور پہناوین یا ہاتھ پاؤن کو مہندی لگاوین اور نصاب الاحتساب مین یہ بھی لکھا ہے کہ ہاتھ پاؤنکو مہندی لگانا مردونکو درست نہین گرچہ چھوٹے ہون اور عورت کو اپنی ہاتھ پاؤن مین لگانا مضائقہ نہین پس شریعت سے ثابت ہوا کہ جیسا مردونکو سونے چاندیکا اور حریر کا استعمال درست نہین ویسا ہی مہندیکا بھی استعمال درست نہین اگرچہ چھوٹے لڑکے ہون اور عورتونکو یہ سب مباح ہے اگرچہ چھوٹی لڑکیان ہون چنانچہ فتاوی حمادیہ مین کنز العباد سے منقول ہے کہ مہندیکا لگانا عورتونکو سنت ہے سوائے عورتونکی سبکو مکروہ ہے یعنی بڑے چھوٹے مردونکو اور خنثی کو اسواسطے کہ اسمین عورتونکے ساتھ مشابہت ہے اسی طرح عورتونکو مشابہت مردونکی مکروہ ہے اور فتاوی کبیری اور ظہیریہ مین لکھا ہے کہ لڑکونکی ہاتھ پاؤن کو مہندی سی رنگین کرنا درست نہین کہ اسمین زینت ہے اور زینت عورتونکو مباح ہے انتہی پس تحقیق ثابت ہوا کہ یہ رسم مہندی کی جو دولہن کیطرف سے دولھہ کے ہاتھ پاؤن مین لگانیکو مقرر ہے سو سراسر باطل اور مطلق حرام ہے اور فعل حرام پر اگر گناہ صغیرہ ہو اصرار کرنا گناہ کبیرہ ہے اور گناہ کبیرہ پر اصرار کرنا قریب کفر ہے تسلیم شرح عقائد نسفی اور تکمیل الایمان وغیرہ کتب عقائد و کتب فقہ مین کسی گناہ کبیرہ یا صغیرہ کو حلال جاننا یا سبک و سہل سمجھنا کفر لکھا ہے معاذا اللہ من ذلک

ستائیسوان سوال دولھہ کو قبل نکاح کے بضرورت شرعی غسل دینا اور لباس سفید یا رنگین سوائے سرخ رنگ کے پہنانا اور سوار کرکے کوچہ و بازار مین گشت دینا درست ہے یا نہین **جواب** یہ غسل بجہت سنونات اور مستحبات شرعیہ نہین اگر صرف بدن کی صفائی اور خوبی کے لحاظ سے غسل کرین تو مباح ہوگا اور جس مباح کو کہ اکثر جاہل لوگ واجب یا سنت سمجھکر عمل مین لاتے ہین وہ امر مباح مکروہ ہو جاتا ہے چنانچہ بیان اسکا اوپر ہو چکا اور لباس سفید پہنانا البتہ درست ہے فتاوی حمادیہ مین شرعۃ الاسلام سے نقل کیا ہے کہ سب رنگون مین رنگ سفید بہتر اور مستحب ہے اور سبز رنگ مین نظر کرنیسی آنکھونمین روشنی زیادہ ہوتی ہے اور آنحضرتؐ نے بھی سبز جامہ اوڑھی بھی ہے تائید اور رسالہ آداب اللباس مین شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے لکھا ہے کہ اکثر لباس آنحضرتؐ کا سفید تھا اور آپ صاحب لباس سفید کو دوست رکھتے چنانچہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے کہ اے لوگو تم لباس سفید پہنا لازم پکڑو آپ بھی سفید لباس پہنا کرو اور اپنی مردونکو بھی سفید کفن دیا کرو سفید کپڑا اسکے کپڑونمین بہتر ہے اور ایک حدیث مین یون وارد ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے تم لوگ سفید لباس پہنا کرو کہ یہ تو بہت طاہر اور بہت طیب اور اپنی مردونکو بھی سفید ہی کفن دیا کرو اور بستان فقیہ ابو اللیث مین لکھا ہے کہ سفید کپڑا پہننا مستحب ہے

قولہ علی ہذا القیاس لباس سبز اور سیاہ اور زرد بھی جو زعفرانی اور مشابہ بزعفرانی نہو جایز ہے اور لباس زرد کسنبہ کا رنگا ہوا ہے مکروہ ہے اور جو لباس سرخ کہ سوائے کسنبہ کے کسی اور چیز میں رنگا ہو اسکی استعمال میں علماء کا اختلاف ہے اسکا بھی استعمال کرنا بہتر نہیں فتاوی حمادیہ میں بروایت حسن بصریؒ مروی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ سرخ رنگ سے بچتے رہو کہ وہ تو شیطانکی زینت ہے اسواسطے کہ شیطان سرخ رنگ دوست رکھتا ہے اور تفصیل اسکی اٹھارہویں سوال کی جواب میں بھی معلوم ہو جاویگی انشاء اللہ تعالی اور دولہہ کو سوار کرکے راتیونکی ساتھ اظہار شوکت و شان کیواسطے کوچہ و بازار میں پھرانا درست نہیں چنانچہ مولانا شاہ عبد العزیز قدس سرہ نے اپنی بعض تالیفات میں سوالات متعلقہ نکاح کی پالکی میں اُنمیں یہہ بھی ہے کہ دولہہ کو سوار کرکے بیضرورت شہر میں پھرانا جائز نہیں اللہ صاحب نے فرمایا اے لوگو تم ویسی مت ہو جاؤ جیسے لوگ کہ نکلے اپنے گھروں سے اتراتی اور لوگونکو دکھاتی یعنے جہاد عبادت ہے پر اترا دے اور دکھاوے تو اگر جہاد کرے تو قبول نہیں اسطرح ضرورت کو سواری پر سوار ہونا جائز ہے بیضرورت شہر میں سوار ہو کر پھرنا اور اترانا اور لوگونکو دکھانا جائز نہیں اور مال کا بیجا خرچ کرنا اور آتشبازی چھوڑانا اور کاغذکو درخت اور پھول وغیرہ بناکر آرایش کرنا اور ڈھول تاشے بجانا اور کھیل کود مچانا اور دیوارون و چھتونکو زینت کے واسطے کپڑے پہنانا اور بعد نکاح کے دولہ کو پاس غیر عورتونکا جانا اور اُس سے باتیں کرنا اور اُسکی ناک کانکو ہاتھ لگانا اور دولہن کے بدن پر سالونکی گٹھری رکھکر دولہہ کی موقفہ ہیکا ہی بکری کی طرح جگوانا اور خلوت کے وقت دولہہ اور دولہن کے پاس غیر کو حاضر ہونا یا جھک جھانکنا یہ سب بدعت اور حرام ہے انتہی یعنی مولانا شاہ عبد العزیز کے قول کا مطلب تمام ہوا اور جو دولہن کا گھر کسی اور شہر میں اور گاؤں میں یا دور محلے میں ہو تو سوار کرنا دولہہ کو اور بسبب ناچاری کے راتونکو پیادہ پا جانا مضائقہ نہیں

ستر ہواں سوال دولہہ کو جسوقت لباس شہانہ وغیرہ پہناتے ہیں اسوقت لڑکے والے لوگ اپنے مقدور موافق حجام کو کچھہ دیتے ہیں درست ہے یا نہیں جواب اُسوقت میں کچھہ حجام کو دینا احسان اور تبرع کی اقسام سے ہے درجہ اجرت نکتا ہی چاہیے دینا چاہیں تو دیں نہ دینے پر کچھہ ملامت پر مضائقہ نہیں اور حجام کو مطلب سمجھکر جبر نہیں لو پہنچنا چاہیئے کہ اسکا ذکر بیدفعات ہو چکا

اٹھارہوان سوال جسوقت نکاح کیلئے دولہا اپنی گھر کو دولہن جاتا ہے اسوقت سسرال کی گٹھری دولہہ کو پہناتی ہیں وہ کپڑے اپنے گھر آنی تک پہنے رہتا ہے درست ہے یا نہیں جواب اس لباس کا پہننا مباح ہے بشرطیکہ حریر کی قسم سے نہو اور تاش اور بادلہ بھی نہو اور سرخ زعفرانی اور کسنبے میں رنگین رنگا ہوا نہ ہو اسلئے کہ ایسا لباس مرد کو پہننا حرام ہے بشرطیکہ اسراف اور تکبر بھی نہو

پیغمبر صاحب صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کھاؤ اور پیو اور خدا کی راہ مین تصدق کرو اور لباس ایسا پہنو جسمین اسراف
اور تکبر نہو اور حدیث ہدایہ اور سونیکی استعمال سے حرمت اس حدیث صریح ثابت ہے فرمایا آنحضرت نے کہ حلال ہوا سونا
اور حریر میری امت کے عورتونکو اور حرام ہوا مردونکے واسطے اور کسونبھی اور زعفرانی کپڑے کی استعمال سے مردونکو
باز رہنا اور منع ہونا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے عبد اللہ بن عمرو بن العاص نے کہا کہ پیغمبر صاحب نے ایکبار
مجھکو دو کپڑے کسونبھ مین رنگی ہوئی پہنے دیکھا تو فرمایا کہ یہہ لباس کفار کا ہے سو تو انکو مت پہن اور ایک روایت
مین یہہ بھی ہے کہ مینے عرض کیا یا رسول اللہ مین ان دونو کپڑونکو دہو ڈالون آپنے فرمایا بلکہ انکو جلا دے
اور حدیث صحیح مین انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت نے مردونکو زعفرانی کپڑے کی استعمال سے منع فرمایا ہے یہہ
حدیثین مشکوۃ شریف مین موجود ہین اور فتاوی حمادیہ مین خانیہ سے منقول ہے کہ مردونکو زعفران اور کسونبھ اور ورس
مین رنگا ہوا کپڑا استعمال کرنا مکروہ تحریمی ہے اور مرد کو استعمال چاندی کا سونے کے برابر حرام ہے اسواسطے کہ چاندی بھی
سونیکی حکم مین ہے چنانچہ ہدایہ کی عبارت سے سابق معلوم ہو چکا تا یید یا لا بد منہ مین لکھا ہے کہ چاندی اور سونے کا گہنا
اور کسونبھی اور زعفرانی کپڑا اور حریر یہہ سب چیز عورتونکو پہننا حلال ہے اور چھوٹی بڑی مردونکو حرام ہے مگر
انگوٹھی چاندی کی اور کندن سونیکا گرد نگینے کی اور حریر وغیرہ کا سنجاف بقدر عرض چار انگشت کے جائز ہے اور زیادہ
تکلیف پوشاک پہننی مین واسطے تکبر اور اسراف کے حرام ہے اور مکروہ ہے اور ایک روایت مین جمیع رنگ سرخ مردونکو مکروہ
ہین پہننے اور شیخ عبد الحق قدس سرہ نے بھی رسالہ آداب لباس مین لکھا کہ جمہور کے نزدیک مردونکو استعمال حریر کا حرام ہے
اور عورتونکو جائز ہے انیسواں سوال ۱۹ چاندی کا یا سونے کا سہرا اور پھولون کا ہار یا سہرا دولھا اور
دولھن کے سر پر ڈالنا اور دونو کے ہاتھ مین کنگنا باندہنا درست ہے یا نہین جواب سہرا سونیکا ہو یا چاندیکا
مردونکو ہرگز جائز نہین مردونکو استعمال سونے چاندیکا مطلق حرام ہے بیان ہو چکا چھٹے سوال کے جواب مین مگر انگوٹھی
چاندی کی جسمین [illegible] ہو قریب ایک مثقال کی اگر پہنے تو مباح ہے چنانچہ مشکوۃ شریف مین جامع ترمذی سے نقل کیا
کہ ایک شخص نے پوچھا یا رسول اللہ مین انگوٹھی کس چیز کی بناؤن آپنے فرمایا چاندی کی لیکن وزن مین ایک مثقال
سے کم ہو اسیطرح فقہ کی کتابون مین بھی لکھا ہے کہ مرد کو اسقدر انگوٹھی کے سوا اور استعمال چاندیکا بھی سونے کے
طرح حرام ہے اور عورتونکو استعمال دونوکا جسقدر ہو جائز ہے لیکن سہرا چاندی سونیکا عورتونکو بھی باندہنا مکروہ ہے
کیونکہ اسمین کفار کی ساتھ مشابہت ہے اور مشابہت ساتھ کفار کے ہر چیز مین حرام ہے رسول خدا نے فرمایا ہے کہ جو شخص جس قوم
کے ساتھ تشبہ کریگا اور اونکی چال چلیگا وہ انہی مین سے ہے تا یید پر تفسیر [illegible] القرآن مین لکھا ہے کہ جو لوگ مسلمان

ہین کفر کرتی ہین یعنی منھ سے کلمہ اسلام کہتے ہین اور عقیدہ خلاف اسلام کے رکھتی ہین قیامت کے دن انکا منھ کالا
ہوگا شبہ فی گراہ ہی حکم رکھتے ہین **قولہ** اسی طرح بنا القیاس پھولونکے سہرے مین بھی مشابہت باکفار ہے
اسو اسطے وہ بھی باندھنا اور اسکا بھی استعمال کرنا حرام ہی اور نادرست بلکہ پھولونکا ہار نکاح کے وقت دولہہ یا دولہن
کے سر پر ڈالنا بدعت ہے اور ساتھ گبرونکی یعنی آتش پرستونکی مشابہت ہے اور گبر وغیرہ کفار کی مشابہت سے احتراز واجب ہے
چنانچہ مرآت الصفا مین بھی بطور فتوی لکھا ہے کہ دولہہ کی سر پر پھول رکھنا اور مقنع ڈالنا بدعت ہے اور بعضی
کہتے ہین کہ رسم گبرون کی ہی غرض کہ بہر حال بدعت ہے اور حرام ہے اور دولہا اور دولہن کو ہاتھ مین کنگنا باندھنا بھی
رسم کافرون اور مشرکون کی ہی مرآت الصفا مین فتاوی المومنین سے نکاح کی فصل مین نقل کیا ہے کہ ایک قوم مین
رسم مقرر ہے کہ سرسون اور سپند کو زرد یا سیاہ کپڑے مین باندھ کر دولہہ اور دولہن کے ہاتھ مین باندھتے ہین اور اسکو
کنگنا کہتے ہین سو ایسی کام بڑی گناہ اور بدعت ہین سو اسطے کہ یہہ طریق یعنی کنگنا باندھنا ہنود اور مشرکونکے
شادیون مین لازم اور شرط ہے اور مسلمانون کو ہنود وغیرہ کفار کی ساتھ مشابہت کرنا کفر ہی یا گناہ کبیرہ اور اسی
کتاب کے اسی فصل مین یہہ بھی لکھا ہی کہ لال تاگا دولہہ کی ہاتھہ مین باندھنا گبرونکی رسم ہے اسمین بھی کفر کا اندیشہ اور خوف
ہی اور فتاوی المومنین مین لکھا ہی کہ ایک قوم مین رسم ہی کہ کوری گھڑے اور لوٹے پر پھولون کے ہار اور لال تاگا
باندھ کر صندل لگا کر رکھا دیتی ہین یہہ بھی حرام ہی کہ مشابہت گبرونکی ساتھ ہی اور یہہ بھی اسی کتاب مین ہی کہ کنگنا
بنانیوالا اور باندھنی والا اور درست جاننے والا سب کافر ہین اور سید آدم بنوری نے اپنی کتاب مین کتاب علم الہدی سے
نقل کیا ہی کہ نکاح مین جو رسومات غیر مشروعہ مقرر ہین ان مین بعض کا کرنا کفر اور بعض مین خوف کفر ہی اور بعض حرام ہے
بدعت ہین سو جو کوئی ان رسمونکو عمل مین لاوے تو نکاح اوسکا درست نہین اور علاقہ زوجیت کا یعنی جورو اور خاوند
کا درمیان سے ٹوٹ جاتا ہی اور وہ نکاح اہل اسلام کا نہوا اور اگر اوس نکاح سے فرزند پیدا ہو تو شریعت مین اسکا نسب ثابت نہوا اور اگر
نسب ثابت ہے تو وہ فرزند حرامزادگی کی ساتھ منسوب ہی اون رسمون مین ایک کنگنا باندھنا ہی وہ صریح کفر ہی کہ اسکا بنانیوالا اور باندھنیوالا
ہونیوالا سب کافر ہیں اور ان مین ایک جلوہ بنانا ہی سو اوسمین بھی طرح طرح کی فضیحتان اور رسوائیان ہین اور انمین
ایک یہہ کہ دولہہ کی سہرا اوسکی ماں بہین یا کوئی اور عورت دامنے ڈالتی ہی اور دولہن کی سر پر بھی رکھتی ہی سو بات
مین دولہا اور دولہن دونون بعینہ لعنت مین گرفتار ہوتے ہین رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ لعنت خدا کی اس مرد پر جو
اپکو عورت بناوے اور اوس عورت پر جو اپکو مرد بناوے اور سید طحطاوی کی حاشیہ مراقی الفلاح شرح [illegible] اور بھی ہوتی
ہین اور ایک یہہ کہ دولہن کا انگوٹھا دودھ اور پانی سی دھو کر دولہہ کو پلاتی ہین یہہ رسم بھی گبرونکی ہی اسمین بھی کفر ہی

ابشاتے کے ٹکڑے دولھن کے بدن پر جابجا رکھہ کر دولہ کو موتہہ سے گائے بکری کیطرح جگواتی ہین اور ایک یہ کہ کہیر
یعنے شیر و برنج پکا پکا کر دولھن کے ہاتھہ پر رکھکر کتی کیطرح دولہ کی جیب سے چٹواتے ہین یہہ بھی رسم گبرونکی ہے اور مشابہ
ساتھہ چوپایونکی ہی اور ایک یہ کہ جلوہ کی وقت سرخ کلاوا دولھہ کو گلے مین مشاطہ ڈالتی ہے اور دولہ کو مشاطہ
بیحیا تخت پر لیکر اُسکی ہر ایک عضو کو بلکہ اندام نہانی کو بھی کلاوے سے ناپتی ہے اور سب عورتین ان بیحیا حرکات
ناشایستہ کو دیکہکر ہنسی ٹھٹھا کرتی ہین اور سب ملعون ہوتی ہین تا بہ حدیث شریف مین فرمایا ہے لعنت خدا
کی ستر کے دیکھنیوالی اور دکھلانیوالی پر قولہ اور ایک یہ کہ شادی مین علی الخصوص نکاح کے بعد ڈومنیان
وغیرہ گالیان قافیہ دار بنا کر ڈہول وغیرہ کے ساتھہ گاکر عورتون اور مردونکو دیتی ہین اور سجدہ و محراب کے
اور شملہ اور دستار کی اہانت کرتی ہین اور اہانت ان چیزونکی کفر ہے بسبب جہال اور طرفہ ماجرا یہ کہ سننے والے
خوش و خندان ہو کر گالیان سنتے ہین بلکہ فرمایش کرکے نقد او کپڑے اور انگوٹھی چھلی دیکر گالیان کہلا کر شعائر
معظمہ محترمہ کی اہانت کرا کر کافر بنتی ہین باوجودیکہ اُس مشاطہ کو اور ڈومنیان وغیرہ کو ان کامونکے عوض مین
بلکہ گانے بجانیکے عوض مین کچھہ دینا حرام ہے ؎ چہ نکو گفت صوفی خوشرو + سخنش را بگوش جان بشنو + کہ لفلسے
نقیم سیر پرند + بدر اہیم جحیم راگیرند + خویش را بہر ننگ خوار کنند + نقص دارین اختیار کنند قولہ اور
ایک یہہ کہ دولھہ کو سات بار دولھن کے گرد قربان کرواتی ہین یہ بھی رسم کفار کی ہے اُس مین بھی رسم کفر ہے اور ایک
یہ کہ دولھن کے اندام نہانی کو شربت سے دہو کر اُسمین اس سے بتاشا کر کے اگر دولہ کو پلاتی ہین اسمین بھی رسم کفر ہے
اور ایک یہ کہ دولھہ کی آنکھون مین کاجل لگا کر زینت دیتے ہین یہ بھی بالاتفاق مکروہ ہے اور اگر کوئی لکھے کہ یہ بھی ایک راہ
و مذہب ہے وہ کافر ہے اور ایک یہ کہ دولھہ کی گلے مین سہلی اور بدہی چاندی کی او بعض لوگ لباس رنگین عورتونکا سا پہناتے
ہین یہ بھی بڑی بدعت ہے انتہے یعنی جو عبارت علم الھدے کی سید آدم بنوری نے اپنی کتاب مین نقل کی ہے اسکا
ترجمہ تمام ہوا آنا سید او تحفۃ المشتاق فی بیان النکاح والصداق مین لکھا ہے کہ چاندی سونیکا سہرا اور کنگنا باندہنا
اور ٹیکا اور حنا بندی اور رنگیاشی اور منڈہا اور رتجگا او صحنک ستار فا و نذر شیخ اور مرد کو چاندی سونیکا
زیور اور سونیکی انگوٹھی اور سہرے اور زرین کپڑے پہنانا اور دولھن کو گھر لانیکی وقت کوئی جانور بہ نیت دفع
بلا ذبح کرنا اور اُسکا خون دولھن کے پاؤن مین لگانا اور عضو مین ملنا اور ہندو کیطرح پہنیا مارنا اور جلتر یعنی ٹونا
اور رتجگا دولھہ اور دولھن کی موقوفیت اور ساز دار کیواسطے کرنا یہ سب مین شرک اور کفر کی ہین الخ و وجہہ
کہ ان چیزونکی باندہنے سے بہتر واجب ہے اور انکو عملین لانا شد گناہ اور سخت حرام ہے انتہی اور جناب مستطاب

استاذی مخدومی مولوی محمد عبد المجید دام مجدہم نے اپنی رسالہ ہندیان اسلام کے نوین شرط آخر کو جواب کبھین
لکہا ہی اور بیاہ کو دلوہن کا فرونکی رسمین کی جیسے کہ ہاتھہ مین کنگنا باندہنا اُنکے دافع الرسوم مین لکہا ہے کہ بعضے
جاہلون بد دینون نے شادی نکاح مین چند رسمین کری ہین کہ وہ سب [illegible] کفر اور بدعت اور گناہ اور مشابہ
برسومات کفار [illegible]ن اور اُنکو عمل مین لانیسے عقد نکاح مین فساد پڑتا ہی اُن ر[illegible]ین ایک کہ برہمن کو ہنود کیطرح
بڑی تعظیم وتکریم [illegible] کر نکاحکا دن اور ساعت مبارک پوچہتے ہین [illegible]ر اُسکے قول سچا جانکر اور اعتقاد سیکر
عمل کرتی ہین اسکا نام [illegible] مقرر کیا ہی اور ایک کہ بیاہ کی لگن ہو [illegible] چند روز سابق سے ایک ساعت نیک مقرر کر کے
کی رسم کرتی ہین اور سر[illegible] ٹہ ہولکی رسم کی گلگلی وغیرہ پکا کر [illegible]ین تقسیم کرتی ہین اور ایک کہ ایکدن چاول
پکا کر کوری کونڈی مین رکھہ [illegible] کر اور وہی اور گھی پر ڈالکے [illegible]ن سی سپر رکھہ کر سرخ کپڑے ہانک کر فاتحہ
مروجہ اس پر کی کروا کر بانٹ دیتی [illegible]ن عورتونکو کھلاتی ہین [illegible]رف مین اس رسم کا نام بی بی کا کونڈا مقرر کیا ہے
اور ایک یہ کہ ایکروز مقرر کر کے دولہن کیجہ [illegible] دولہا کیہان سے کنگنا [illegible] پہولونکا ہار وغیرہ بہیجتے ہین پہر دولہا کو چوکی
پر بہلا کر اُسکے سر پہ ہار اور ہاتھہ مین کنگنا با[illegible]ین اور برادری کے لوگ جمع ہوکر اُن ہار ونکو ڈلیا مین پیسے ڈالتے ہین
اور اُسکو بیل کہتی ہین اور ایک کہ نکاح سے ایک [illegible] ہفتہ [illegible]ین اور بیاہ کے چوان مہندی کا طبق سجکر خوشکا
چراغ آٹیکا بنا کر روشن کر کر دولہن کیطرف سی دولہا [illegible] مین مہندی لگانیکو دولہن کی بہن لے کر گہر سے
جا کر اُسکی ہاتھہ پانو مین لگاتی ہین اور ایک کہ دولہا [illegible] پہولونکی ہار اور مقنع ڈالتی ہین اور سہرے باندہ کر نقرہ
اور طلائے زیور اسکو پہناتی ہین اور ایک کہ دولہا کو سا[illegible]ر کی کاغذ کا بنا ہوا آرائش اور مشعلون کی ہوائیونسی ساتھہ
ڈہول وتاشی وغیرہ بجاتی آتشبازی چہوڑاتی نکلتا ہی وہان مٹی پالکی وانکو نچاتی کوجہ بازار مین پہراتے دولہن کے
گہر کو لیجاتی ہین اور دولہن کے دروازہ پر وہان کا سقا ایک گہڑا اور لوٹا پانیکا بہرا ہاتھہ مین لیکر کہڑا ہوتا ہے
جیسے ہنود کی شادی مین کہار پانی بہر کر لیکر کہڑا ہوتا ہی اور اُسکو کلس کہتی ہین پہر دولہا کیطرف والے ہنود کیطرح
اُس کلس کے پوجا کی روپیہ پیسہ اُسمین ڈالتی ہین اور ایک کہ پہولونکا ہار جسکو سہرا کہتی ہین بعد شادی کی ہنود کے
مور کیطرح دریا مین بہاتی ہین اور ایک کہ قبل نکاحکے دولہا کو دولہن کے گہر مین لیجاتی ہین پہر وہان سات
عورتین سات چہڑیان لکڑی کی پہولونکی بنا کر بڑی ناز و کرشمہ سے دولہا کو مارتیان ہین اور ہنستی اور ٹہٹہے
کر کر کہیل کود مچاتیان ہین اور اُس نامحرم دولہا کی ساتھہ کہیل کر اپنی خاوندونکو قلتبان اور دیوث بناتیان ہین
اور ایک یہ کہ نکاحکے بعد چوتہی روز جتنی عورتین اکٹہی ہوکر دولہا اور دولہن کے ساتھہ اُنکو دولہن کے باپ کے گہر جا کر دونون

طرف سے عورتین دولہ کی ساتھ اور آپسمین طرح طرح کی کہیل و تماشے کرتیان ہین اسکا نام چوتہی اور اٹہوارا کہلے ہے
علی ہذا القیاس اور بہت سی رسومات کفر و شرک کے اور بدعات و گناہ کی کرکی کافر اور مشرک اور بدعتی و گنہگار ہوتے
ہین لازم ہے کہ ان سب رسومات مذکورہ سے احتراز کرین اور طریقہ دین اسلام کا ہر ایک شادی و غمی مین لازم
پکڑین تو اللہ و رسول کی آگی سرخرو ہوں اور عاقبت بخیر ہو یعنے دافع الرسوم کا مطلب تمام ہوا اور سراج الآفاق
مین لکہا ہی کہ رسومات اور بدعات شادی و نکاح مین بہت جاری ہین اونمین سے جو رسمین کہ لوگون نی اونکا
کرنا لازم اور ضرور کر لیا ہی وہ بیان کیجاتی ہین تاکہ اہل ایمان اونسی باز آوین اور پرہیز کرین وہ یہہ کہ ہنود سے
سیکہ کر دولہا اور دولہن کی ہاتہ مین اور مونڈہ مین کنگنا اور دونونکو زرد رنگ کپڑے پہناتی ہین اور دولہ کے
ہاتہ پاؤنمین مہندی لگاتی ہین اور سونیکی انگوٹہی پہناتی ہین اور آم کے اور جامن کے پتے رسی مین باندہ کر
سارے برادری کی دروازونپر لٹکاتی ہین اور انکی عورتین آپسمین رنگ چہاپتی ایک دوسرے پر کرتیان ہین
اور ایک اپنے روز مقرر کرکی فریقین اپنے اپنے صحن خانہ مین بکرا اور شامیانہ کہینچ کر اوسکی نیچے کوری گہڑیا پانی
بہر کر اور کرسی اور کلاوا اونمین باندہ کر اپنی بزرگونکی فاتحہ دیتی ہین اور دولہ دولہن کو لباس رنگین و تا چھ
روز پہناتی ہین کسی نی کوئی رنگ اور کسی نی کوئی رنگ مقرر کر لیا ہے اور لباس کا نام جوڑا رسم ریت کا ٹہرا لیا ہے
اور بعض رسمین دولہن کی گہر لیتے ہین جیسی دولہا سے سروج گہسوانا اور دولہا دولہن کا ہاتہ سے پان کہلانا اور
قبل نکاح کی دولہا اور دولہن کو باہم بٹہلانا اور وقت رخصت کے دولہن کے ساتہ کہانا بہیجنا اور سوا اسکے اور بہی
رسمین مقرر کر لی ہین اور ان رسومات کی نہو جانیکو منحوس اور نامبارک جانتی ہین و فی الحقیقت یہہ سب رسمین
اور جو کچہہ کہ بدعت اور نامشروع ہو اوسکو عمل مین لانا دنیا اور آخرت کی خرابی کا موجب اور نحوست اور نامبارکی کا سبب ہے
بلکہ بعض اونمین کفر ہی معاذ اللہ من ذلک غرض کہ یہہ سب رسمین بدعت اور خلاف شرع شریف کے ہین کچہہ انکے
اصل نہین اور سوا ہنود اور مشرکین کے اور سوا ہندوستانی مسلمانونکی کسی ملک اہل اسلام مین یہہ رسمین جاری
نہین ہر ایک مسلمان کو لازم ہے کہ کوئی رسم رسوم مروجہ کفار سے عمل مین نہ لاوین اور جمیع امور خلاف شرع سے توبہ و استغفار
کرین اور اگر بر تقدیر کوئی ایسی رسم جو مروجہ کفار سے ہو وہ از راہ سہو و خطا کسی مسلمان سے سرزد ہو جاوے اور اوسکو رسم
مسلمانی کی سمجہا نہین اور باز آوین رسم مسلمانی تو وہی ہے جو جناب پیغمبر خدا اور اصحاب آنجناب علیہم الصلوۃ والسلام سے ثابت
ہوا اور قطع نظر ان رسومات کے ایک بڑی آفت یہہ ہے کہ عورتین خاوند کے گہر جا کر بلحاظ شرم ناحق نماز فرض کو ترک کرتی
اور غسل کرنی کی وقت پردا نہین کرتی ہے اس صورت مین مرد دونون مرتکب اشد کبیرہ کی ہوتی ہین حدیث شریف مین

مین وارد ہے کہ جو کوئی قصداً نماز ترک کریگا وہ مقرر کافر ہوگیا اس بات مین حنفیہ کہتے ہین کہ اگر نماز کی فرضیت کا منکر نہین تو ترک کرنا قصداً قریب بکفر ہی چاہیے کہ اسکو قید کرین جبتک توبہ کرے اور نماز پڑہے اور اگر توبہ نکرے تو قتل کرین اور حنبلیہ کہتے ہین کہ باوجود اقرار فرضیت نماز کے قصداً ترک کرنا نماز کا موجب کفر ہی اسکو قتل کرنا چاہیے اور مسلمانون کے مقابر مین اسکو دفن نکرین اور امام شافعی کہتے ہین کہ تارک نماز اپنے گناہ کے جرم مین قتل کیا جاوے نہ مرتد ہونیکی سزا مین اور مسلمانون کے مقابر مین دفن ہوا ہی تنبیہ جاننا چاہیے کہ شریعت مین قاعدہ کلیہ مقرر ہی کہ اگر زن و مرد مین سے ایک بھی کافر ہوجاوے تو نکاح ٹوٹ جاوے پس جبکہ عورت نے بسبب رسم ناحق کے ایکوقت کے نماز قصداً ترک کی تو حنبلیہ کے نزدیک تو نکاح ٹوٹ گیا ہی اور حنفیہ کے نزدیک قریب ٹوٹنے کے ہوگیا تو اسصورت مین لازم ہی کہ عورت کو از سرنو مسلمان کر کے تجدید نکاح کرلین تو مصاحبت مین دین نہین تو ہمیشہ زنا ہوگا چاہیے کہ ایسی امور مین شرم نکرین اور دنیا کی چند روز زندگی کیواسطے دین کو برباد نکرین سیر الآفاق مین لکھا ہے ہی کہ عورات حنفی مذہب کی ہندوستان مین ایک اور آفت ہے کہ ظاہر مین نماز پڑہتی ہین اور وہ نماز انکی جائز نہین ہوا سطے حاجت غسل و الکو مذہب حنفیہ مین مضمضہ کرنا فرض غسل ہے اور ہندوستانکی عورتین بعد نکاح کے دانتون کو مسی لگاتیان ہین اور مسی ملتی ہین اسقدر وہ دانتون کی ہند اور مستحکم ہوجاتی ہین کہ اونمین پانی سرایت نہین کرتا اور اس سبب سے انکے سے غسل جنابت قطعاً نہین ہوتا پس جبکہ غسل ہی نہ ہوا تو نماز کیونکر جائز ہوئے اسواسطے عورتونکو لازم ہے کہ مسی لگانا ترک کرین کہ جو چیز موجب ترک فرض کے ہو اوس چیز کا ترک کرنا فرض ہے اور اگر خاوند اوسکا واسطے نظارگی و خوشنودی خاطر اپنے یا عورت کے خاطر داری کیواسطے مسی لگانے سے منع نکرے اور باز نرکھے وہ مرتکب گناہ کا ہوا اور اگر اوس گناہ کو سبک و سہل جانے اور بے پروائی کرے تو غالب احتمال اوسکی کفر کا ہی انتہے تنبیہ بیاہ کنگنی کے مقدمہ مین ایک بات بیان کردینا ضرور جانکر لکہتا ہون اوسکو بھی سننا چاہیے وہ یہ ہے کہ بعضے جاہل کنگنا باندہنے کو رسم قدیم سمجہکر اسکا موقوف کرنا موجب نقصان کا اور نامبارکی کا جانتے ہین اور علماکی تعلیم اور فہمایش سے کنگنا باندہنے کو باعث کفر کا اور نکاح کے درست نہونیکا سمجہتے ہین اور اجتماع ضدین یعنی دونون باتین جمع نہین ہوسکتین اسواسطے انہون نے چند سال یون حیلہ مقرر کر لیا کہ قبل نکاح کے چند روز تک کنگنا باندہے رہتے ہین اور نکاح کے وقت کہول لیتے ہین اور بعد نکاح کے پھر باندہ لیتے ہین اور بسبب بےعلمی اور جہالت کے یون سمجہتے ہین کہ نکاح کے وقت کہول رکہنے سے نکاح صحیح ہوگیا اب بعد نکاح کی پھر باندہ لینے سے کچہ نہین بگاڑتا کچہ خلل نہین ہوا نہین سمجہتے اور نہ کسی عالم سے تحقیق کرتی کہ اگر کوئی مسلمان ارادہ کرے کہ آیندہ کو بعد اسقدر مدت کے کفر اختیار کرونگا تو وہ مسلمان فوراً یہ ارادہ کرتے ہی کافر ہوجاتا ہے پس جبکہ بنیت کفر کنگنا کہولتے وقت یہ ارادہ کیا کہ بعد نکاح کے

پھر کنگنا باندہ لونگا تو جیسا کہ قبل کہولنیکے کافر تہا ویسا ہی بعد کہولنی کے بہی اس ارادہ کی سبب سے کافر رہیگا
ہان اگر کہولتی وقت پھر کنگنا باندہنی کو اور جمیع منہیات شرعیہ کو برا جانکر سب سے توبہ کرتا اور آیندہ کو کبھی ارادہ گناہ
کرنیکا اور کافر ہو جانیکا ہرگز دل مین نہ لاتا تو البتہ بیشک ایمان اُسکا کامل ہوتا اور نکاح بہی موافق شرع شریف کے
درست ہوتا غرضکہ ذرا دیر تک کنگنا کہول رکہنے سے نہ ایمان سلامت رہا اور نہ نکاح جائز ہوا اور اگر بر تقدیر بالفرض
اُسوقت ایمان اور نکاح درست ہوتا ہے لیکن اب پھر کنگنا باندہ لینے سے کافر ہوگیا اور نکاح ٹوٹ گیا اور ذرا دیر کو
کہول رکہنے سے کچھہ حاصل نہوا اب ایک ماجرا عجیب بہی گوش دل سنا ضرور ہے وہ یہہ کہ بعض دولہا تو البتہ کسی کی
تعلیم اور تنبیہہ سے ذرا دیر کو کنگنا ہاتھہ سے دور کرتے ہین بلکہ بعضے دولہہ بجہول علما کی سمجہانے سے کنگنا باندہنے کو کفر
جانکر مطلق باندہتی ہی نہین اور توبہ اور استغفار کرتی ہین لیکن دلہن کے ہاتھہ مین ہے تو کوئی ذرا دیر کو بھی کنگنا
دور نہین کرواتا اور نہ اُسکو قبل سے اور نہ قریب نکاح کے احکام شرع اور کلمات و موجبات کفر و شرک سے آگاہ کر
امور ممنوعہ سے توبہ و استغفار کرواتا ہو پس دلہن بہرحال کافر رہتی ہے اور حقیقۃ الحال تو یہ ہے کہ نکاح کے بابمین صرف
دولہہ کا اسلام اور تجدید ایمان و توبہ استغفار کام نہین آتا جبتک دولہن بھی کنگنا دور نکرے اور جمیع شرک و کفر
سے و بدعت و معصیت سے خلوص نیت کے ساتھہ توبہ نکرے اور احتراز نہ کیا جاوے اُسوقت تک نکاح جائز نہین لیکن بعضے جبکہ
دولہا دولہن کے ایمانمین کسیطرح خلل اور عقیدۂ باطل معلوم ہو تو لازم ہے کہ پہلے دونوں کو شرک اور کفر سے و منہیات
شرعیہ سے توبہ و استغفار کروا کی از سر نو مسلمان کرلین اور وہ دونون بتصدیق دل و اعتقاد کامل آمنت باللہ کو
خوب یاد کر کے جمیع احکام شرعیہ کو بدل و جان قبول کرین اور علی رؤس الاشہاد زبان سے اقرار کرین جو کچھہ ہمارے پیغمبر
حضرت محمد مصطفے علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ والسلام جناب باری تعالی کی پاس سے لائے ہین اور ہمکو خبر دی ہے اسکو قبول کیا پھر بعد
اس اقرار و قبال کے نکاح باندہا جاوے اور جو اسصورت مین اول صرف دولہہ کا تجدید ایمان کرو اور نکاح پڑہا کے پھر پیچھے دولہن
کا تجدید ایمان کروا دین تو نکاح مسلم کا ساتھہ عورت مشرکہ اور کافرہ کی ہوا اور یہ بات جائز نہین غرضکہ اگر بنسبت جہالت
اور بد اعتقادی کی کسیکے ہاتھہ مین کنگنا ہو یا کسی امر خلاف شرع کو درست جانکر عمل مین لاوی تو واجب ہے کہ بعد واقفیت کی
جلد اسکو برا جانکر دور کری اور باز آوی اور پھر آیندہ کو اُس سے اور سب ممنوعات سے توبہ کرکے از سر نو ایمان درست کرکے اور
کلمہ و کفر اور شرک کو بتصدیق دل پڑہے بعد اسکی نکاح کرے اور جو ایک بھی ہاتھہ مین کنگنا ہوگا یا کسی امر خلاف شرع کو درست
اور جائز جانیگا تو فی الحقیقت نکاح باطل ہے ہمیشہ زنا ہوتا رہیگا اور اولاد حرامی پیدا ہوگی اور شرعاً علاقہ وراثت کا
ثابت نہین اگرچہ ظاہر مین لوگ انکو نزدیک جورو اور خاوند کہا دین پس جو شخص کہ اس مسئلے سے واقف نہین تہا اُسکو اب

چاہیی کہ واقف ہو کر جلد توبہ کریں اور اپنی جورو کو بھی از سر نو مسلمان کر کے پھر اُس سے دو گواہ کی روبرو تجدید نکاح
کر لین یعنی ایجاب و قبول کی الفاظ کہہ لین تو نکاح بھی اونکا شرعاً جائز ہو ورنہ تو زنا سی کبھی نہ بچین اس بات مین
ہرگز شرم نکرین کیا غضب کی بات ہے کہ ہندوستان کی مسلمانون نے دین اسلام کے مسائل عورتون کو تعلیم کرنا اور
سکھانا مطلق چھوڑ دیا بلکہ انکو مطلق العنان کر دیا جو چاہتی ہین سو اعمال شرک و کفر کی اور افعال بدعت و
معصیت کے کرتی رہتیان ہین جہان چاہتی ہین بیدغدغہ بغیر پوچھے چلی جاتیان ہین چھوٹی بڑی کا محرم نا محرم کا اپنے
پرائے کا لحاظ و شرم نہین کرتین اور اونکے خاوند اور ولی سب جانتے ہین دیکھتے ہین پر کسی بات مین اون عورتون
کو تنبیہ تادیب نہین کرتے بلکہ خود انکی خواہش اور طلب کے موافق اسباب شرک و کفر اور پرستش اصنام کی اور لباس و پوشش
عورات کفار کا جسطرح ہو سکتا ہی فوراً حاضر کر دیتے ہین اور اگر برادری مین یا کسی اور دوست آشنا کے یہان
کسی شادی کی ہنگام مین اگر رنگ ڈہول مجتمع ہوتا ہو وہان کی جانے سے باز نہین رکھتی بلکہ خود مصر و مؤکد ہو کر آپ بھیجتے ہین
شاید کہ وہ یون سمجھتے ہونگی کہ عورتون کو احکام شرعیہ پر عمل کرنا اور شرک و کفر سے بچنا اور بدعت و گناہ سے باز رہنا درست
ہی نہین یہ نہین سمجھتے کہ اس بات مین عورت اور مرد ادنی اور اعلی سب برابر ہین اور سیکھنا سکھانا احکام شریعت
نبویہ کا اور اُسپر عمل کرنا سچے اعتقاد سے سب پر یکسان فرض ہے اور اس زمانہ مین بسبب غفلت و عدم تعلیم و تعلّم کے
یہانتک نوبت پہنچی ہے کہ اگر اتفاقاً کوئی شخص کسی کے آگے احکام شرع کی بیان کرتا ہے یا رسومات خلاف شرع کی برائیان
کرتا ہے تو متعجب ہو کر کہتے ہین کہ یہ رسمین تو ہمیشہ سے ہمارے گھر بلکہ اکثر خواص و عام مین جاری ہین ہمکو تو کسی نے آجتک
کبھی ان رسمون سے منع نہین کیا ایمان رسمون کا موقوف ہونا بہت مشکل ہے یہ نہین سمجھتے کہ حضرت حق تعالی نے صرف
شرک و بدعات کی مٹانیکو اور محض رسومات کفر و ضلالت کے اٹھانیکو پیغمبرونکو تئین بھیجا اور کتابین نازل ہوئین
اور بعد پیغمبرونکے انکی نائب و فرمانبردار لوگ پھر سب ہی کاموں سے ہمیشہ منع کرتی آئے اور سیکڑون ہزارون
کتابین حدیث و فقہ کے اسی مقدمہ مین لکہتے رہے اور لکہتے رہتے ہین اسمین جو عقلمند و فہمیدہ ہوئے وہ نیک و بد
سمجھ کر اچھے باتین عمل مین لائے اور بری کاموں سے باز آئے اور جو کہ جاہل و نیک و بد سے بیعقل و بیسمجھ ہوئے وہ ضد اور نفسانیت
سے پیش آئے اور نیک باتونکو خاطر مین نہ لائے چنانچہ اب تک یہی طور و طریق جاری ہے اگرچہ بسبب اسکے کہ صفائی وقت
اور بیفہمی و کجروی جہال بدخصال کے اور مستعد بجنگ و جدل ہو بیٹھنے ضدیون بد مذہب کے خصوصاً بسبب تغافل علما
کی انکو مکروہ سمجھکر کنارا کیا ہے اور بلحاظ تخالف ضدیون ملنے سے بعدم تائید اور احتساب حکام وقت کو تساہل
و تجاہل پیش آتی ہین لیکن تاہم حتی الوسع و الامکان مجتنب و اطلاع ہمسنت خوشامد سے پیش آکر وقت فرصت

دیتے ہیں اور بموجب حکم خدا و رسول کے اوامر و نواہی پر اطلاع کر دیتے ہیں لیکن جو کوئی عقل سلیم رکھتا ہے سمجھ کر عمل کرتا ہے نہیں تو کچھ خیال میں نہیں لاتا سو ہر ایک کو جو زمرۂ اہل اسلام اور امت حضرت خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام میں ہونیکا دعویٰ رکھتا ہو لازم ہے کہ شادی غمی بلکہ ہر دقیقت دین و دنیا کے کام میں پابند شرع شریف کا ہو کر جمیع رسومات نہیہ چھوڑ دے اور خویش و بیگانے کے طعن و ملامت کا خیال نکرے صرف ملامت کے اندیشے سے ان چیزوں کا چھوڑنا مشکل اور شاق معلوم ہوتا ہے نہیں تو اللہ تعالیٰ نے کوئی مشکل چیز بندوں پر مقرر نہیں کی ہے چاہیے کہ ہر ایک آپ نیک چال چلے اور اپنے ہر ایک کو احکام شریعت سے خبردار کرے جہاں تک ہوسکے حتی المقدور سب کو رسومات کفر و بدعت سے باز رکھے تو ایمان بھی درست ہے اور نکاح بھی موافق شریعت کے منعقد ہو اور اولاد بھی نیک بخت سعادتمند پیدا ہو اور عاقبت بھی بخیر ہو اور کفر و بدعات بھی کم ہوں نہیں تو دنیا میں ہمیشہ زنا و فسق میں رہیگا اور اولاد حرام کی جنیگا اور بسبب کفر اور فسق کے عاقبت بھی خراب ہوگی ہمنے آگاہ و خبردار کر دیا آیندہ مختار ہو جیسا کوئی کریگا ویسا پاویگا اللہ تعالیٰ ہر ایک کو توفیق راستی کی عنایت فرماوے اور شریعت نبوی پر چلاوے آمین ثم آمین

از خدا جوییم توفیق ادب ۔ بے ادب محروم ماند از لطف رب ۔ بے ادب تنہا نہ خود را داشت بد ۔ بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد ۔

قولہ اور آرسی مصحف دکھلانے کا رسم جو اس ملک میں رواج ہے سو فقہ اور حدیث میں کچھ اسکی اصل نہیں اسکو بھی ترک کرنا مناسب ہے تنبیہ چونکہ اس سوال کے جواب میں ذکر اکثر رسومات منہیہ اور بدعات شرکیہ کا جو موجب ابطال ایمان اور باعث فساد نکاح کے ہیں بخوبی بیان ہوا اسواسطے مناسب بلکہ ضرور ہے کہ اب اس مقام میں جو چیزیں کہ شروط متعلق نکاح ہیں اور وہ باتیں جو نکاح کے باب میں بطریق سنت مستحب انکا عمل میں لانا حدیث و فقہ سے ثابت ہے انکو بھی لکھ دینا چاہیے تو کہ ہر ایک مسلمان اس کے مطابق عمل کر کے سعادت دارین حاصل کریں بسمع قبول اور بگوش ہوش سنو کہ نکاح کرنا حضرات انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کی سنت ہے بہت فائدے ظاہر اور باطن اسمیں شامل ہیں وہ اسکے خلاف ہے نکاح میں خلل بھی آجاتا ہے اسواسطے نکاح کے باب میں احتیاط تمام کر کے اہتمام عمل میں لانا ضرور ہے تاکہ ہر طرح کی خلل اور فساد سے بچکر ادائے حقوق لوازم زوجیت سے سبکدوش ہو کر جو کچھ مقاصد اور فوائد نکاح کے مقصود و منظور ہیں سو حاصل کرے اور زن فاحشہ بدکار اور مرد اوباش بد وضع کیساتھ نکاح کرنیسے پرہیز کرے کہ ایسے کے ساتھ نکاح کرنے میں جسقدر کہ قباحات و مفاسد متصور ہیں سو اظہر من الشمس ہیں احتیاج لکھنے کی نہیں ہے جسکے ساتھ نکاح کا یا اپنی اولاد یا اقارب کے نکاح کا ارادہ کرے تو طرفین کی باتوں کا لحاظ کرے جو اول دیندار اور سب سے متدین ہو تاکہ دین میں فساد نہ آوے چنانچہ حدیث شریف میں وارد ہوا ہے کہ کسی شخص کے جواب میں آنحضرت ﷺ

لی فرمایا کہ تو عورت دیندار کیساتھ نکاح کرنا لازم جانے پس عورت کا دیندار ہونا سب اوصاف پر مقدم جانے اور عورت
غیر متدین کے ساتھ نکاح کرنے سے پرہیز کرے اور دوسرا یہ کہ عورت خوبصورت اور خوش خلق اور کم مہر والی ہو حدیث میں
آیا ہے کہ عورت کی خوش خلقی اور اسکا مہر قلیل اور سبک ہونا موجب اسکی برکت کا ہے اور تیسرا یہ کہ عورت حسب و نسب میں
افضل ہو یعنی آباواجداد اسکے دیندار اور پرہیزگار اور صاحب تقویٰ کے ہوں تاکہ انکی صلاحیت اور تقویٰ اسکی
اولاد میں سرایت کرے چوتھا یہ کہ عورت اس خاندان کی ہو جسکی اکثر عورتیں صاحب اولاد ہوا کرتی ہیں یعنی عقیم اور
بانجھ اور نہیں ہوتی ہوں الا ماشاء اللہ پس حسب تعین کہ عورت پسندیدہ موصوف باوصاف حمیدہ مذکورہ
میسر ہو تو سبحان اللہ نور علی نور اسواسطے کہ جو عورت شوہر دوست اور صالحہ اور خوش خلق اور پارسا اور خوبصورت
ہے جس گھر میں قدم رکھے گی اسکی روشنی سے وہ گھر روشن تر از آفتاب ہو جائیگا ؎ صلاح دنیا و دین ست صحبت
زن نیک ؛ زہی سعادت آنکس کہ زن چنین دارد ؛ ہمنشین نکو کام دل تواند یافت ؛ کسیکہ طالع فرخندہ
ہمچنین دارد ؎ روی خوب ہست و کمال ہنر و دامن پاک ؛ لاجرم ہمت پاکان دو عالم با اوست ؛ زن
خوب فرمانبر و پارسا ؛ کند مرد درویش را بادشاہ ؛ اور جو عورت ہر چند کہ خوبصورت اور خوش طبیعت ہو لیکن
خوی خصلت میں بد ہو وہ عورت بلائے جان ہے اور عذاب جان ہے اسکی تزویج و مصاحبت سے کنارہ کرنا اور دور
رہنا لازم جانے اور خوش خلق نیک سیرت کو تلاش کرے ؎ زن پارسا سازگار و ہمدم و نیک شود در خوب و بد یار
بپرہیز از رفیق ناموافق ؛ دگر ہست از جمالش خانہ گلشن ؎ زن بد در سرای مرد نکو ؛ ہم درین عالم است دوزخ او
زنہار از قرین بد زنہار ؛ وقنا ربنا عذاب النار ؛ غرضکہ حتی الوسع والامکان وہ عورت تلاش کرے جسمیں خصائل
خوب سب موجود ہوں اور عیبوں سے پاک ہو اور جو سب طرح کی بھلائی رکھتی ہو دیندار اور پرہیزگار بھی ہو لازم ہے اور مرد
میں بھی رعایت ان اوصاف ممدوحہ کی اولی اور انسب ہے یعنی اگر لڑکی کا یعنے دختر کا کسیکے ساتھ نکاح کرنا منظور ہو
تو مرد فراخ ہمت اور خوشخو اور دیندار موصوف باوصاف حمیدہ کے ساتھ نکاح کرے لیکن ہر حق یعنی اتباع
سنت جناب سرور انام خیر البریہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اور متابعت طریقہ صحابہ کرام اور اولیائے عظام علیہم الرحمۃ والرضوان
کی سب باتوں پر مقدم رکھے پس بعد تعین شخص موصوف الذکر میں استخارا کرے اسطور پر کہ اول وضو کرکے دو رکعت نماز نفل پڑھے
بعدہ حمد خدا اور درود بجناب حضرت محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آل کے پڑھے بعد اسکے دعا پڑھے اللہم
اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُکَ بِعِلْمِکَ وَاَسْتَقْدِرُکَ بِقُدْرَتِکَ وَاَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ الْعَظِیْمِ فَاِنَّکَ
تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ اَللّٰہُمَّ اِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ہٰذَا الْاَمْرَ

خَیْرٌ لِّی فِی دِیْنِی وَمَعَاشِی وَعَاقِبَةِ اَمْرِی اَوْ عَاجِلِ اَمْرِی وَآجِلِهٖ فَاقْدُرْهُ لِی
وَیَسِّرْهُ لِی ثُمَّ بَارِکْ لِی فِیْهِ وَاِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّی فِی دِیْنِی
وَمَعَاشِی وَعَاقِبَةِ اَمْرِی اَوْ عَاجِلِ اَمْرِی وَآجِلِهٖ فَاصْرِفْهُ عَنِّی وَاصْرِفْنِی عَنْهُ وَاقْدُرْ لِیَ
الْخَیْرَ حَیْثُ کَانَ ثُمَّ رَضِّنِی بِهٖ + اور جسوقت لفظ ہذا الامر کا پڑھے تو دل میں عقد نکاح کا
ارادہ کرے اسواسطے کہ صحیح بخاری و مسلم میں جابر انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ جب
میں سے کسیکو کوئی امر مہم پیش آوے تو بطریق مسطور استخارہ کرے اور استخارہ کرنیسے فائدہ یہ ہے کہ بعد نماز استخارہ
کے جو کچھ کہ اسکی حقیقت میں صلاح و بہتر ہوگا وہی ظہور میں آویگا اور خلاف صلاح کے انشاء اللہ تعالی سرزد نہوگا بعد
اس سبب کے جبکہ جانبین میں نسبت مقرر ہو چکی اور عقد نکاح کا وقت قریب آپہونچا تو زوجہ اور زوج خود یا انکی طرف
کے ولی اسمیں تعین اور فیصلہ مہر کا کریں امام اعظم رضی اللہ عنہ کے مذہب میں دس درم سے کمتر جائز نہیں جسکا
وزن انگلیش ماشہ اور چار رتی چاندی ہوتا ہے اور مہر کی زیادتی کو کوئی حد مقرر نہیں ہے جسقدر بیش و کم
زیادہ ہو سو جائز ہے لیکن بنیت فخر اور ناموری کے اپنی مقدور اور طاقت سے زیادہ مہر مقرر کرنا مکروہ ہے اور جو خیال کریں
کہ مہر دینا نہیں پڑیگا سواسطے زیادہ استطاعت سے مہر مقرر کریں لیکن نکاح صحیح ہو ایسے باتوں سے پرہیز کرنا چاہیے
عورت کے خوبی اور نکاح میں برکت یہ ہے کہ قلت مہر میں ہے اور سب مہر و نقل ولی اور مسنون پانچسو درم مطابق مہر
ازواج مطہرات امہات المومنین کے یا چار سو مثقال چاندی موافق مہر بنات طیبات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و علیہن
کی ہو آنحضرت کے بنات طاہرات کا مہر زیادہ اس سے نتھا اور مہر حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کا بھی چار سو مثقال چاندی مقرر
ہوا تھا مگر مہر حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا چار سو دینار تھا نجاشی نے آنحضرت کیطرف سے وقت نکاح کے
مقرر کر کے اپنے پاس سے اسیوقت ادا کر دی تھی الغرض بعد تقرر مہر کے ایکدن عقد نکاح کا مقرر کریں اور شوال کا
مہینا ہو تو مسنون ہے پھر نکاح کے وقت خویش و اقربا اور دوست و آشنا کو اکٹھا کریں اظہار و اعلان نکاح کے
صورت پذیر ہو اگرچہ انعقاد نکاح دو شاہد عادل کے روبرو سے بھی کافی ہے لیکن اسمقدمہ میں اجتماع جماعت کثیرہ کا
واسطے شہرت کے بہتر ہے یہانتک کہ حدیث شریف میں وارد ہوا ہے کہ نکاح کو ظاہر کرو اگرچہ دف کے ساتھ ہو لیکن جسمیں
رسوم شرک کفر اور بدعت اور معصیت اور حضور آلات لہو یعنی ڈھولک اور ستار اور سارنگی اور باجے تاشہ نقارہ وغیرہ امور
و معازف پر پرہیز و اجتناب لازم جانیں پھر ایک جگہ واسطے عقد نکاح کے معین کریں کہ سب لوگ طرفین کے وہاں بیٹھیں لیکن
واسطے حصول خیر و برکت اور ادا سنت کے انعقاد نکاح مسجد میں ہو تو اولی اور مستحب ہے پھر اگر دولہا اور دلہن

نی اور مجلس میں حضار مجلس کے روبرو الفاظ ایجاب وقبول کہکر باہم عقد نکاح کر لیا تو فہو المراد اور جو بذات خود مستعد
اس امر جلیل القدر کی نہوئی تو اس صورت میں وکالت عقد کی ولی طرفین یا سلطان یا نایب سلطان یا قاضی یا نایب
قاضی پر قرار پاوے تو سب سے بہتر اور جو بغیر تقرر دونو طرف سے ایسا شخص وکیل مقرر کیا جاوے جو عروس و داماد میں نکاح
باندھنے کی لیاقت اور صلاحیت رکھتا ہو اور ایجاب وقبول کے الفاظ اور تفصیل مہر سے اور ناکح اور منکوحہ کے نام سے
بخوبی واقف ہو کہ موافق کتب فقہ کے جو باتیں کہ اُس وقت اظہار اونکا ضرور ہے صاف صاف ادا کرے پس مستحب ہے
کہ وقت شروع کرنے عقد نکاح کے عاقد اور ناکح اور منکوحہ یہ کلمات پڑھیں بسم اللہ والحمد للہ و
الصلوٰۃ والسلام علیٰ رسول اللہ بعد ازان ولی منکوحہ یا جو شخص کہ اُسکی طرف سے تعقید نکاح کو وکیل مقرر ہوا ہے
یہ خطبہ نکاح کا بحضور ناکح اُس مجلس میں بیٹھکر قبل نکاح کے پڑھے بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ
نحمدہ ونستعینہ ونؤمن بہ ونتوکل علیہ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن
سیئات اعمالنا من یہدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ہادی لہ ونشہد ان
لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ ونشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ اما بعد فان
خیر الحدیث کتاب اللہ وخیر الہدی ہدی محمد صلی اللہ علیہ وسلم وشر الامور
محدثاتہا وکل بدعۃ ضلالۃ وکل ضلالۃ فی النار من یطع اللہ ورسولہ فقد رشد
ومن یعصہما فانہ لا یضر الا نفسہ نسأل اللہ ان یجعلنا ممن یطیعہ ویطیع
رسولہ ویتبع رضوانہ ویجتنب سخطہ فانما نحن بہ ولہ بسم اللہ الرحمن الرحیم
یا ایہا الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدۃ وخلق منہا زوجہا
وبث منہما رجالا کثیرا ونساء واتقوا اللہ الذی تساءلون بہ والارحام ان
اللہ کان علیکم رقیبا یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ حق تقاتہ ولا تموتن الا وانتم مسلمون
یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ وقولوا قولا سدیدا یصلح لکم اعمالکم ویغفر لکم ذنوبکم ومن یطع اللہ
ورسولہ فقد فاز فوزا عظیما قال اللہ تعالی وان خفتم الا تقسطوا فی الیتامی فانکحوا ما
طاب لکم من النساء مثنی وثلث ورباع فان خفتم الا تعدلوا فواحدۃ او ما ملکت ایمانکم
وانکحوا الایامی منکم والصالحین من عبادکم وامائکم ان یکونوا فقراء یغنہم اللہ
من فضلہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم النکاح من سنتی فمن رغب عن سنتی

فلیس منی وقال تزوجوا الودود الولود فانی اباهی بکم الامم بعد ختم اس خطبے کے دولہہ
اور دولہن اصالۃ بذات خود الفاظ ایجاب و قبول کی اور ذکر تعین مہر کا ادا کریں یا اونکی وکیل کا اونکے
طرف سے حضار مجلس کے سامنے الفاظ ایجاب و قبول کے اون دونو نکا نام لیکر اور تعین مبلغ مہر کا بیان کر
بخوبی ادا کریں اور جو عربی بولی سے واقف ہیں تو الفاظ ایجاب و قبول کی عربی زبان مین ادا کرنا
مستحب ہے آپ جاننا چاہیے کہ الفاظ ایجاب و قبول کے کہنے والے کئی طور پر ہین ایک یہہ کہ زوج در زوجہ
بحضور گواہان باہمین عقد نکاح باندہین دوسرا یہہ کہ دولہن کیطرف سے وکیل ہو اور دولہہ خود اصالۃ
موجود ہو چنانچہ اکثر اور متعارف اس بارے مین یہی صورت ہے تیسرا یہہ کہ دولہہ کیطرف سے وکیل آوے اور دولہن
بذات خود اصالۃ حاضر ہو چوتھا یہہ کہ دونون کیطرف سے دو شخص علیحدہ علیحدہ وکیل ہون پانچوان یہہ کہ دونو
کیطرف سے صرف ایک ہی شخص وکیل ہو چونکہ اس ملک مین حاضر ہونا زوجہ کا مجلس عقد مین شاذ و نادر بلکہ
مطلق معدوم ہے اور سوای صورت ثانیہ مذکورہ کے اور کوئی صورت متعارف اور رائج نہین اسواسطے اسی
صورت مروجہ کی ایجاب و قبول کا طریق اور الفاظ بیان کرتا ہون وہ یہہ کہ جب زوجہ کا وکیل نکاح کا خطبہ پڑہ
چکے تو اگر عربی دان ہو تو عربی زبان مین علی رؤس الاشہاد زوج سے مخاطب ہو کر یہہ الفاظ کہے انکحتک
نفس موکلتی فلانۃ بنت فلان علی ہذا الصداق اور فلانہ کی جگہہ نام زوجہ کا اور فلان کی جگہہ
اوسکی باپ کا نام اور ہذا الصداق کی جگہہ نام تعین مہر کا بیان کرے اور اگر بجای انکحتک کی لفظ زوجتک
یا ملکتک یا وہبتک کا کہے تو بھی روا ہے اور جو عربی نجانتا ہو تو فارسی مین یون کہے۔ نکاح کردہ دادم
بتو نفس موکلہ خود کہ فلانہ بنت فلان است بدین قدر مہر اور جو فارسی بھی نجانتا ہو تو ہندی مین یون بولے
کہ نکاح کر دیا مینے تیرے ساتھہ نفس اپنے موکلہ کا جو فلانی بیٹی فلان کی ہے اس قدر مہر پر پھر زوج اگر عربی دان ہو تو
اوسکی جواب مین یون کہے قبلت نکاح موکلتک وتزوجتہا لنفسی علی ہذا الصداق والا فارسی
مین کہے قبول کردم نکاح موکلہ ترا بالنفس خود بدین قدر مہر اور نہین تو ہندی مین کہے قبول کیا مینے تیری
موکلہ کا نکاح اپنے ساتھہ اس قدر مہر پر پھر جبکہ طرفین سے یہہ ایجاب و قبول ہو چکی تو عاقد کو چاہیے کہ دولہہ و
دولہن کی حق مین دعا خیر و برکت کی کرے اور کہے کہ اللہ تعالی تمہاری پراگندگی کو اور خیر کو جمع کرے وغیرہ
کرے اور درصورتیکہ مہر سابق سے مقرر نہین ہو لیا تھا اور اتفاقا نکاح کیوقت بھی بیان مین نہ آیا تو اگر زوجہ
[illegible] اقل مہر یعنی دس درہم شرعی یعنی اکتیس [illegible] سے زیادہ اور چار رپی

چاہئے آپ اتنا اور بھی جاننا چاہیئے کہ مجیب ممدوح یعنی مولانا **ابو سلیمان محمد اسحٰق** ابقاہ اللہ تعالے علی سر
اہل الحق والاحقاق نے جو طریق عقد نکاح کا بائیسوین سوال کی جواب کے ذیل مین بیان کیا ہے اُسکا
ترجمہ بھی اس مقام مین بعض تنبیہات کے ساتھ لکھہ دینا مناسب ہے کیونکہ ایک بات کو جگہہ جگہہ ذکر کرنا موجب
انتشار طبیعت قاری و سامع کا اور مطلق قلم انداز کرنا باعث نقصان کتاب کا ہوتا ہے سو وہ یہہ ہے
کہ نکاح کے مقدمے مین اولی یہہ بات ہے کہ دولہن کا وکیل ایسا شخص ہو جو دولہا اور دولہن مین نکاح باندہنے کی
لیاقت رکھتا ہو اور ایجاب و قبول کے الفاظ جو کتب فقہ کے موافق دونون سے بوجہہ احسن ادا کرادے تاکہ نکاح انکا
چارون مذہب مین صحیح ہو اور اگر سوا وکیل کے قاضی یعنی عاقد کوئی اور شخص ہو اور وکیل کے روبرو وہ عاقد
دونون سے ایجاب و قبول کروادے تو بھی علمای حنفیہ کے نزدیک جائز ہے چنانچہ فتاوی حمادیہ مین فتاوی خانیہ سے یہہ
منقول ہے کہ جو شخص نکاح کر دینے کو وکیل مقرر ہوا ہی اسکو مناسب نہین کہ اپنی طرف سے دوسرے کو وکیل مقرر کرے
اور جو کردیا اور اُس دوسرے نے پہلے کی سامنے نکاح باندہ دیا تو بھی جائز ہے انتہی اسلیے اس صورت مین وکیل کو
لازم ہے کہ عاقد سے کہدے کہ مین اپنے طرف سے تجہکو عقد نکاح کیواسطے وکیل کیا اور اپنے سامنے اُس عاقد سے عقد نکاح کرواد
اور عروس اور ولی عروس کو چاہئے کہ جسکو عاقد کرنا منظور ہو اوسی کو وکیل کرین تاکہ وہ بحسب عہدہ وکالت اپ
کی عقد نکاح کا متولی ہو اور جس کام کیواسطے مقرر ہوا ہے اُسکا اثر ظاہر و ثابت ہو ایسی کو وکیل نکرے جو وہ خود
محتاج دوسرے وکیل اور عاقد کا ہو اور فی الحقیقۃ احتیاط اسی مین ہے فقط **قولہ لیکن سنت یون ہے** کہ دولہن کا
ولی نکاح کا خطبہ جو مسنون ہے آپ پڑہے اور دولہا اور دولہن سے ایجاب و قبول کروادے کہ پیغمبر صاحب صلعم نے
حضرت فاطمہ زہرا اور علی مرتضی رضی اللہ عنہما کے نکاح مین ایسا ہی کیا تھا چنانچہ مواہب لدنیہ مین لکھا ہے
کہ ابو حاتم نے اور مناقب مین احمد نے بیان کیا کہ انس رضی اللہ عنہ نے ذکر کیا کہ اول ابو بکر بعد اونکے عمر رضی اللہ
عنہما آنحضرت صلعم کی جناب اقدس مین حاضر ہوئے اور دونون نے اپنے واسطے حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ
عنہا کی درخواست کی تب آپ صاحب چپ رہے اور کسیکو کچھہ جواب ندیا تو اُن دونون صاحبون نے حضرت علے
مرتضی کرم اللہ وجہہ سے آکر کہا کہ تم آنحضرت صلعم سے اپنی واسطے فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کی درخواست کرو
حضرت علے رضی اللہ فرماتے ہین کہ مین بموجب ایما ان دونو کے اُٹھکر اپنی چادر گہسیٹتا ہوا نبی صاحب صلعم کے
حضور مقدس مین حاضر ہوکر عرض کیا کہ یا رسول اللہ فاطمہ کو میرے نکاح مین دیجئے آپ نے فرمایا تیرے پاس کچھ ہے
مینے عرض کیا کہ میرا گہوڑا اور زرہ موجود ہے آپ نے فرمایا کہ تمکو گہوڑے کی ہر وقت حاجت ہے زرہ کو بیچ ڈالو

تو تنہی چار سو اسی ۴۸۰ درم کو ذرہ بیچکر حضرت کی جناب میں حاضر کئی آپنے وہ درم لیکر اپنی گودی میں رکھ لئے پھر اُن میں سے ایک مٹھی بھر درم اٹھا کر بلال رضی اللہ عنہ کو دیکر فرمایا کہ ہمارے واسطے اسکی خوشبو خرید کر لاؤ اور اہل بیت کو ارشاد کیا کہ فاطمہ کیواسطے جہیز طیار کرو تب انکیواسطے ایک پلنگ یعنے چارپائی کھجور کی بانوں سے بنا ہوا اور توشک کھجور کے چھال سے بھر کر تیار ہوئے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے فرمایا کہ جب فاطمہ تمہارے پاس آوے تو جبتک کہ میں تمہارے پاس نہ پہنچوں تم فاطمہ سے کچھہ کلام نکیجیو حضرت علی فرماتے ہیں کہ پھر فاطمہ حضرت ام ایمن کے ساتھ اندر آئیں اور گھر کی ایک کنارے میں بیٹھیں اور میں علیحدہ دوسرے کنارہ میں بیٹھا تھا اسی عرصہ میں جناب سرور عالم صلعم نے تشریف لا کر فرمایا کیا یہاں میرا بھائی ہے ام ایمن نے عرض کیا تمہارا بھائی موجود ہے کیا آپ نے اپنی بیٹی اُسکے ساتھ بیاہ دی ہے آپ نے فرمایا البتہ پھر آپ اندر کو تشریف لائے اور فاطمہ سے فرمایا تھوڑا پانی لاؤ فاطمہ اٹھکر گھر میں سے لکڑی کا پیالہ لیکر اوسمیں پانی لائیں آنحضرت نے وہ پانی لیکر تھوڑا لعاب مبارک اُسمیں ڈالکر فاطمہ کو اپنے پاس بلایا جب فاطمہ پاس کو آئیں تب آپنے تھوڑا پانی اپنے ہاتھہ میں لیکر فاطمہ کے سینہ پر اور سر پر چھڑکا اور فرمایا الٰہی میں اسکو اوسکی اولاد کو تیری پناہ میں دیتا ہوں شیطان مردود سے پھر فاطمہ سے کہا کہ اپنی پیٹھ میری طرف کو پھیر فاطمہ رضی نے اپنی طرف کو اپنی پیٹھ پھیری تب آپنے تھوڑا پانی اُنکی دونوں مونڈھوں کے درمیان چھڑکا پھر یہی معاملہ علی کے ساتھہ بھی کیا پھر مجھسے فرمایا کہ اب تو اپنی بی بی کے پاس اللہ تعالی کے نام پاک کے ساتھہ اور برکت کے ساتھہ داخل ہو اور ابوالخیر قزوینی حاکمی کے نزدیک انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں یوں روایت ہے کہ بعد درخواست حضرت ابوبکر و عمر رض کی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم سے فاطمہ رضی اللہ عنہا کی نکاح کا پیغام اپنے واسطے دیا تو آپنے جواب فرمایا کہ میرے رب نے مجکو یہی حکم کیا ہے انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ پھر مجکو آنحضرت نے کئی روز کے بعد بلا کر فرمایا کہ اے انس تو ابوبکر اور عمر اور عثمان اور عبدالرحمن کو اور کچھہ لوگ انصار کو بلا لا پھر جب سب صاحب آکر جمع ہوئے اور اپنی مقام پر بیٹھے اور علی اُسوقت موجود وہاں نہیں تھے پھر آنحضرت نے یہ خطبہ پڑھا

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْمَحْمُوْدِ بِنِعْمَتِهِ الْمَعْبُوْدِ بِقُدْرَتِهِ الْمُطَاعِ بِسُلْطَانِهِ الْمَرْهُوْبِ بِعَذَابِهِ وَسَطْوَتِهِ النَّافِذِ أَمْرُهُ فِيْ سَمَائِهِ وَأَرْضِهِ الَّذِيْ خَلَقَ الْخَلْقَ بِقُدْرَتِهِ وَمَيَّزَهُمْ بِأَحْكَامِهِ وَأَعَزَّهُمْ بِدِيْنِهِ وَأَكْرَمَهُمْ بِنَبِيِّهِ مُحَمَّدِ نِ الْمُصْطَفٰى صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ اسْمُهُ وَتَعَالَتْ عَظَمَتُهُ جَعَلَ الْمُصَاهَرَةَ سَبَبًا لَاحِقًا وَأَمْرًا مُفْتَرَضًا أَوْشَجَ بِهِ الْأَرْحَامَ وَأَلْزَمَ الْأَنَامَ پھر فرمایا مقتدی قائلہ وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ مِنَ الْمَاءِ بَشَرًا فَجَعَلَهُ نَسَبًا وَصِهْرًا وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيْرًا

فأمر الله يجري إلى قضائه وقضاؤه يجري إلى قدره ولكل قضاء قدر ولكل قدر أجل
ولكل أجل كتاب يمحو الله ما يشاء ويثبت وعنده أم الكتاب

بعدہ فرمایا کہ بیشک اللہ تعالی نے مجھکو فاطمہ کا نکاح علی کے ساتھ کر دینے کو حکم کیا ہے سو تم سب لوگ اس بات پر گواہ رہو کہ اسکا نکاح علی کے ساتھ کر دیا اور چار سو مثقال چاندی اسکا مہر ٹھہرایا بشرطیکہ علی بھی اسپر راضی ہو بعد اسکے آنحضرت نے ایک طبق بھر کر خشک چھوہارے منگوائے اور حضار مجلس سے فرمایا کہ انکو لوٹ لو انس رضی اللہ کہتے ہیں کہ بموجب ارشاد تعالی کے ہم نے وہ سب چھوہارے لوٹ لیے اتنے میں علی بھی آ پہنچے تو آنحضرت علی کے روبرو مسکرائے پھر فرمایا کہ مجھکو اللہ تعالی نے حکم بھیجا ہے کہ فاطمہ کو تمہارے ساتھ بمقابلہ چار سو مثقال چاندی نکاح کر دوں کیوں علی تم اسپر راضی ہو تو انہوں نے کہا البتہ یا رسول اللہ میں اسپر راضی ہوا پھر آنحضرت نے فرمایا کہ اللہ تعالی تم دونوں کی پراگندگی کو دور کرے اور تمہاری کوشش عزیز کرے اور تمپر برکت نازل کرے اور تمکو اچھی اور بہت اولاد دے انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ قسم خدا کی ان دونوں سے اللہ تعالی نے بہت اور پاکیزہ بہتر اولاد پیدا کی انتہی یعنی یہ ہے مواہب لدنیہ کی عبارت کا ترجمہ تمام ہوا جو بائیسویں سوال کے جواب میں محبوب روح سلمہ اللہ تعالی نے لکھا تھا آدھم پر سہر

مطلب تیئیسویں کا

یعنی جب طرفین سے ایجاب قبول ہو چکے اور عقد نکاح سے فراغت حاصل ہو تو عاقد یعنی نکاح خوان دولہا اور دولہن کے حق میں یہ دعا خیر و برکت کی کرے کہ اللہ تمپر برکت نازل فرماوے اور تمہاری پراگندگی کو دور کرے اور خیر پر جمع کرے چنانچہ حدیث شریف میں بعینہ الفاظ وارد ہیں

بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ وَفِيكَ وَعَلَيْكَ وَجَمَعَ بَيْنَكُمَا عَلَى الْخَيْرِ

بعد اسکے چھوہارے یا بادام اور شکر یا جو کچھ کہ شیرینی کی قسم سے موجود ہو نثار کریں اور حاضرین مجلس اسکو لوٹیں کہ سنت صحابہ آنحضرت کے عہد شریف میں اور بعد اسکے اسی طرح تھی چنانچہ خزانۃ الروایۃ وغیرہ سے ثابت ہے اور اسوقت اعلان نکاح کیواسطے اگر دف بغیر جھانجھ کا بجایا جاوے تو کچھ مضائقہ نہیں اور واسطے اظہار سرور اسوقت اگر غنا بلا مزامیر واقع ہو بشرطیکہ زبان امرد و جوان عورت یعنی مشتہاۃ سے نہو اور مضمون بد اور بیان خال و خط زن معین کا اور ہجو مسلم یا ذمی کی اور حضور وقت نماز کا نہو اور غنا اجرت سے مشروط نہو تو بالاتفاق جائز ہے اور غنا با مزامیر بالاتفاق حرام ہے اور غنا با دف کے جلال میں اختلاف ہے لیکن غنا اور نوازش دف مسجد سے باہر چاہیے کہ غنا اور لہو اور حضور آلات لہو مسجد میں سخت حرام ہے تعظیم و آداب مسجد کا ہی پھر جسجگہ دولہن کو اپنے گھر میں لاویں تو دولہا اسکے دونوں پاؤں اپنے ہاتھ سے دھوکر وہ پانی گھر کے چاروں کونوں میں ڈالے تاکہ سب شر نکلیں اس گھر میں اور رحمتیں اس دولہن سے نازل ہوں اور گھر رحمت الٰہی سے مالامال ہو جاوے

اور دودھ کے بیماری جذام اور دیوانگی اور بادہ ہامی زبون سے جو آدمی کی بدن میں عارض ہوتی ہیں سب سے محفوظ رہے
بعد میں اوسکی چادر کے گوشہ پر دولہ دو رکعت نماز پڑھے اور اوسکی پیشانی پر ہاتھ رکھکر یہ دعا پڑھے اللھم
اللّٰھم انّی اسئلک خیرھا و خیر ما جبلت علیھا و اعوذ بک من شرھا و شر ما جبلت پھر جسوقت کہ
خلوت حاصل ہو اور آپس میں رغبت غلبہ کری تو قبل مجامعت کے بسم اللہ پڑھیں یا سورہ اخلاص اور معوذتین
پڑھ کر اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر و للہ الحمد پھر بسم اللہ کہکر یہ دعا پڑھے
اللّٰھم صل علی محمد و علی آل محمد و بارک و سلم اللّٰھم جنبنا الشیطن و جنب الشیطن
ما رزقتنا اللّٰھم فان قضیت شیئا من رحمھا فاجعلہ ذکرا نقیا مسلما سویا
ولا تجعلہ شرکا للشیطان پھر بسم اللہ کہکر مجامعت میں مشغول ہو اور کہے اللّٰھم ان ترزقنی
بھذہ الوقعۃ ولدا فسمہ محمدا پھر جسوقت انزال کی نوبت پہنچی تو کہے اللّٰھم جنبنا الشیطان
وجنب الشیطان ما رزقتنا ۔ تو بموجب اس حدیث کے اگر اس جماع سے فرزند مقدر ہو تو ہرگز اوسکو
شیطان ضرر نہ پہنچاوے شیخ عبدالحق کہتے ہیں کہ اس سے معلوم ہوا کہ اگر جماع کیوقت یہ دعا نہ پڑھے تو مقرر شیطان
کو دخل ہوتا ہے اور اسی سبب سے اولاد میں فساد اور شرارت کاری ہوتی ہے اور منقول ہے کہ اگر بسم اللہ کہنا اول میں
بھول جاوے تو بعد انزال کی اگر یاد آوے کہہ لے اور جو بسم اللہ کہنا مطلق ترک ہو تو وقت مباشرت شیطان اپنے
ذکر کو مرد کے ساتھ ملاکر داخل میں شریک ہوتا ہے سو اسواسطے قبل مجامعت کے بسم اللہ کرنا ضرور ہے نہیں تو بہت
قباحتیں درپیش ہونگی اور بسبب آمیزش نطفہ شیطان مرد دا در ہو تو خبیث اولاد خراب و بدچال پیدا ہوگی اور
بابین سعی اور احتیاط بہت ضرور ہے اور مہینے کی پہلی و پچھلی و درمیانی راتیں مجامعت مکروہ ہے بعضے کہتے ہیں کہ
ان راتوں میں شیاطین حاضر ہوکر مباشرت میں شریک ہوتی ہیں اور حالت جماع میں بہت باتیں بھی نکرے کہ فرزند
گونگا پیدا ہوتا ہے اور حتی المقدور ایک دوسرے کی شرمگاہ کو نہ دیکھے اگرچہ مباح ہے بعض نے لکھا ہے کہ عورت کی
شرمگاہ دیکھنے سے نظر کم ہوتی ہے اور ننگے ہوکر جماع کرنا موجب نقصان کا ہے اور مناسب ہے کہ شروع شب میں بعد نماز
عشا کے فوراً وطی نکرے بلکہ بعد نماز عشا کے اول شب میں باوضو سو رہے پھر اٹھکر وطی کرے حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو شخص
باوضو سوتا ہے اور اس رات میں مر جاوے تو درجہ شہادت کا پاوے اور شب چہارشنبہ اور شب عیدین میں اور اس شب میں کہ صبح کو ارادہ
سفر کا ہو صحبت کرنیسے فرزند میں کچھ عیب عارض ہوتا ہے اور حضرت علی نے وصایا میں لکھا ہے کہ دوشنبہ کو جماع کرنیسے فرزند
قاری پیدا ہوتا ہے اور شب سہ شنبہ میں جماع کرنیسے سخی اور شب پنجشنبہ میں عالم اور پنجشنبہ میں قبل دوپہر عالم اور

حلیم پیدا ہوتا ہی اور شیطان اوس سے بھاگتا ہے اور بروز جمعہ قبل نماز کی واسطی وطی کریسے فرزند سعید پیدا ہوگا اور جب مریگا تو
شہید مریگا اور شب جمعہ اگر وطی کریگی تو فرزند مخلص پیدا ہوا ہے اور جبکہ فارغ یعنی خلاص ہو تو چاہیے کہ عورت سے
جلد علیحدہ اور جلد اٹھو جاوے بلکہ اتنا توقف کرے کہ وہ خلاص ہو جاوے نہیں تو عورت اوسکی دشمن ہو جاویگی پھر جبکہ
دونون فراغت پا چکین تو دونو علیحدہ علیحدہ کپڑے سی اپنے اپنے اندام کو پاک و صاف کرین دونونکو ایک ہی
کپڑی سی پاک کرنا نہ چاہئی کا ہے اور بعد وطی کے مرد البتہ پیشاب کری نہیں تو مرد ولادہ وا پیدا ہوگا ذکر کو آب
نیمگرم سے دہووی کہ بدنکو صحیح کرتا ہے اور آفات سے دور رکھتا ہے اور جو گرم پانی نہو تو تھوڑی دیر کے بعد پانی سی کہ سرد نہو
مضائقہ نہیں اور حالت حیض و نفاس مجامعت حرام ہے اور جب کبھی ارادہ مباشرت کا ہو تو اس نیت سے
کیا کرے کہ زنا سے باز رہوگا اور دلکو ادہر ادہر بھٹکنے سے فراغت ہوگی اور اولاد نیکبخت پیدا ہوگی اور چاہیے کہ چار
روز کی عرصے مین ایکدو بار مجامعت کیا کرے اور جو عورت کو خواہش ہو تو زیادہ بہی مضائقہ نہین اسواسطی کہ
اوسکی خاطرداری واسطی تحصیل اور حفاظت فرجکی واجب ہے کہ مبادا طبیعت اسکی اور کیطرف راغب ہو جاوے
اور خیال بد گذری اور بغیر اذن زوجہ کی اور بے اذن اوس شخص کے جسکی باندی اوسکے نکاح مین ہو عزل بھی نکرے
اور اپنی حملوکہ سی عزل بلا اذن جایز ہے یعنی نہ چاہیے کہ حالت مجامعت مین وقت انزال کے عورت سے علیحدہ ہو کر
آب منی کو باہر ڈالی مگر باذن زوجہ حرہ خود یا باذن سید زوجہ کہ مملوکہ غیر ہی نہین تو حال اسکا مانند اوس شخص کے
ہی کہ مسجد مین بیٹھا ہی اور عبادت نہین کرتا یا مکہ معظمہ مین ٹھیرا ہی اور حج سی محروم ہی اب جاننا چاہیے کہ جب دولہا
اور دولہن کو صحبت صحیحہ حاصل ہو اور زفاف سے فارغ ہو چکین تو انکو یا دنکو طعام ولیمہ بطریق و شرائط کہ
اٹھائیسوین سوال کی جواب مین مذکور ہوگا طیار کرکے دوستون اور عزیزون اور ہمسایہ اور فقیروں اور مسکینونکو
کھلاوے بعد اسکی زوج کو لازم ہی کہ نکاح کی باقی رہنی کے وقت تک زوجہ کی حقوق ادا کرین یعنی اوسکی ساتھ
اچھی طرح معاشرت اور اوقات بسر کرین اور کھانا اور پوشاک اور مکان اور خادم دیتے رہین اور شریعت کے
احکام اور آداب سکھاتے رہین جیسی المقدور قصور نکرے ذخیرۃ الملوک مین لکھا ہی کہ ہر ایک مسلمان پر واجب ہے
کہ اپنی جورو کو عقائد اسلام اور طریق اہل سنت و جماعت احکام شریعت تعلیم کرے اور عاقبت کی گرفتاری اور عذاب
سی ڈراتا رہی اور اللہ تعالی کی مخالفت کی عقوبت سے اور اوسکی بندگی و عبادت مین سستی کرنیکی خطر سی مطلع
کردی اور احکام و موجبات وضو اور غسل کے اور مسائل نماز و روزہ اور حیض و نفاس کے سکھا دے اور جو آپ نا واقف ہو تو
پوچھکر تعلیم کرے انتہے اور جس شخص کی کئی عورتین ہون تو کھانا اور لباس وغیرہ دینے مین اور شب باشی مین سبکی

ساتھ برابر برتاؤ واجب ہے اگرچہ ان میں کوئی غنی اور کوئی محتاج ہو لیکن اگر مجامعت میں کہ بہنی اور پیار کی بہی اور
زیادہ محبت میں کرنے اختیاری ہو گی اور زیادہ کرنا قباحت نہیں اور عورتونکو لازم ہے کہ خاوند کی حقوق
ادا کریں مثل حسن معاشرت اور اطاعت شوہر اور عفت عصمت اور حسن طلب و اور پردہ نشینی اور حفظ ناموس حاضر و
وغائب اور نگہداشت مال و اسباب خاوند میں غفلت اور کوتاہی نکرے بلکہ بدیانت تمام حفاظت کرے اور ہر وقت اپنے
پاک و صاف رکھے اور جسوقت خاوند اسکو مباشرت کیواسطے بلاوے بے عذر شرعی فوراً حاضر ہو انکار نکرے اسلئے کہ
اگر انکار کریگی تو حقتعالی کی اور فرشتوں کی لعنت میں گرفتار ہوگی و بیلا بغیر اذن اوسکے گہر سے قدم باہر نرکہے بلکہ
والدین اور خویش و اقارب کے گہر بہی بغیر اسکی حکم نجاوے اور خویش اقارب کو بغیر اذن شوہر کے اپنے گہر میں آنیکو
پروانگی ندے مگر ماں باپ بشرط عدم خوف فتنہ و فساد اسکی دروازہ پر آ سکتے ہیں اگر علما یا کرین کہ انکا بہی طرح حق ہی اگرچہ
خاوند کی مرضی ہو اور بعضے لکہتے ہیں کہ خاوند کے حق جورو پر دس ہیں ایک یہہ کہ جسوقت خاوند کو مجامعت کی رغبت
جسمانی ہو منع نکرے مگر حیض و نفاس میں دوسرا یہہ خاوند کی گہر سے کوئی چیز بغیر اوسکے کسیکو ندے تیسرا
نفل کا روزہ بغیر اسکی حکم کی نرکہے چوتہا بے اذن اوسکے گہر سے باہر نجاوے پانچواں خاوند کا عیب کسیکے آگے بیان نکرے
چھٹا قدر طاقت سے زیادہ کوئی چیز اس سے نہ مانگی ساتواں اوسکی خوشی سے خوش اور اوسکے اندوہ سے اندوہگین ہو
آٹھواں خاوند کو کسی بات میں غیرت ندلاوے نواں ہمیشہ آپکو پاکیزہ رکھے اور جو کام اسکو مکروہ معلوم ہو سو نکرے دسواں
اولاد کو بد دعا نکرے اور بعضون نے زیادہ بیان کئے ہیں چنانچہ انیس الواعظین میں اکیس حق مرد کے جورو پر اور اسے
قدر جورو کے حق مرد پر لکہے ہیں سواون اکیس میں جو جورو پر ہیں یہہ لکہا ہے کہ اگر خاوند کسی سے کچہہ لیا چاہے تو منع کرے کہ
سوال کرنا موجب تنگی خرچ کا اور محل غضب میں جواب سخت اور درشت نکرے اور فقر و فاقہ کیوجہ اسکے تئین حقارت نکرے
بلکہ بہتر ہے قناعت کرے اور شاکر رہے اور اگر خاوند بیمار ہو تو اوسکے خدمتگذاری میں دریغ نکرے اور جسکا خاوند محتاج اور
پیر و ضعیف ہو تو آپ پیسا اور محنت کر اوسکیواسطے کہانا حاضر کرے اور ہمیشہ اوسکی لئے خیر و برکت کی دعا کرتی رہے
اور ہمیشہ نماز اول وقت پڑہا کرے اور ذکر الہی میں مشغول رہے اور دہلیز کی نزدیک نبیٹہا کرے اور بالاخانے پر چہرہ کر
ادہر ادہر نہ دیکہے اور باہر کو نہ جہانکے اور بعد خاوند کے چار مہینے اور دس دن سوگ کرے کہ واجب ہے یعنی بناو سنگہار تو ترک کرے
مہندی چوڑی سرخ اور زعفرانی کپڑا استعمال نکرے سر میں تیل آنکہوں میں کاجل سرمہ نہ لگائے اور خاوند کے گہر سے
باہر نجاوے اور صبر و سکوت سے بیٹہی رہے چلا کر رونا اور نوحہ کرنا سر پیٹنا چہاتی کوٹنا سب حرام ہے جب چار مہینے اور
دس دن تمام ہوں سوگ دور کرے یعنی مہندی سرمہ وغیرہ استعمال کرے اس مدت سے زیادہ سوگ کرنا حرام ہے

پہر بعد سوگ کے اگر چاہے تو کسی نیک مرد خوش وضع کیساتھ نکاح کرے اور جو سوائے خاوند کے کوئی اور مرے تو
تین دن تک سوگ کرنا چاہیے واجب نہیں چاہے کرے چاہے نکرے تین دن سے زیادہ کسیکو اور کسیواسطے سوگ کرنا حرام ہے اور مرد
پر ان ایسے حقوق پر یہ ہے لکھا ہے کہ مہر اسکا جلد ادا کرے اور اسباب غسل کا مثل کنگہی اور تیل وغیرہ کے ہر مہینے میں
بفراغت مہیا کر دیا کرے اور مقدور ہو تو زیادہ زیور چاندی اور سونے کا اور موتی جواہر جو کچہ میسر ہو سو اسکو پہناوے
اور درصورتیکہ اسکی عورت کو بسبب بے مائگی اوسکے باپ نے جہیز کم دیا ہو یا کچہہ بہی ندیا ہو اور غیر عورتونکو جہیز میں زیور
اور اسباب وغیرہ بہت ملا ہو تو چاہیئے کہ ان عورتونکی جہیز کا احوال اسکی روبرو بیان کرکے شرمندہ نکرے
اور اسکے ماں باپ اور بہن اور بہائی کے ساتہہ احسان کرتا رہے اور کبہی اونکو گالی نہ دے نہیں تو فرشتے اوسپر لعنت کرینگے
اور اگر جورو کوئی چیز بغیر کہے خاوند کے ہمسایہ کو دے تو چپ رہے اور جب سفر سے آوے تو اسکی لئے کچہہ تحفہ ہدیہ لاوے
اور اسکو تلطف اور مہربانی اور میٹہی باتوں سے خوش رکہے اور تعلیم احکام شرعیہ بموجب زور کے کرے بلکہ اگر وہ سیکہنے میں
تساہل کرے تو پہلی بیر واہستگی پند ونصیحت کرے بعد ازان علحدہ سووے لیکن اوسی گہر میں پہر اگر اسپر بہی نسمجہے
اور بے پروا کرے تو مارے لیکن اس طرح سے کہ زخم نہو اور منہہ پر نہ مارے اگر مارنا بہی مفید اور سود مند نہو اور
موافقت نہو آدے تو آخر تو طلاق دے غرضکہ بہر حال مرد کو عورت کے خاطر دار اور ادا حقوق ضروریہ شرعیہ
ضرور اور عورت کو امور شرعیہ میں اطاعت خاوند کی لازم اطاعت و فرمانبرداری خاوند کی موجب دخول بہشت کا
اور نافرمانی اوسکی باعث نکالے جانیکا ترمذی میں ام سلمہ رض سے روایت ہے کہ آنحضرت نے فرمایا ہو جو عورت مری
اور خاوند اوس سے راضی ہے تو وہ عورت بہشتی ہے اور ابو نعیم نے حلیہ میں انس رض سے روایت کی ہے کہ آنحضرت
علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا جو عورت کہ پانچون وقت کی نماز اور ماہ رمضان کے روزے ادا کرے اور پاکدامنی اور خاوند کی
اطاعت اختیار کرے جس دروازہ سے چاہے بہشت میں داخل ہو اور ترمذی اور ابو داود نے قیس بن سعد اور
احمد نے حضرت عائشہ اور ابو ہریرہ اور معاذ رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا ہے کہ اگر
میں کسی حکم دیتا کہ کسی اور کو سوائے خدا کی سجدہ کرے تو مقرر عورت کو حکم دیتا کہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے اگر
خاوند عورت کو حکم دے کہ کالے پہاڑ کے پتہر سفید پہاڑ پر اور سفید کالے پر پہنچاوے تو اسکو چاہیے کہ ایسا کرے فقط اور
ترمذی ابن ماجہ نے معاذ رض سے نقل کیا کہ رسول اللہ علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا جو عورت کہ اپنے خاوند کو ایذا دے
اور ناراض رکہتے تو اوس سے بہشت کے حوریں کہتی ہیں کہ اے عورت لعنت اللہ کی تجہپر یہ شخص تو تیرے پاس چند روز کا
مہمان ہے تجہسے جدا ہوکر ہمارے پاس آویگا اب بعد اسکے یہہ بہی دریافت کیا چاہیے کہ جب اولاد پیدا ہو تو اولاد کے

پرورش اور اپنی ہاتھ سے انکو کھلانا اور کپڑے پہنانا اور قضائے حاجت یعنی جائے ضرور و پیشاب کروانا اور شفقت اور محبت سے
تا بحد بلوغ پالنا ماں کے ذمہ ہے اور دودھ پلانا بھی حق ماں کا ہے اگر وہ قبول نکرے تو باپ کو چاہئے کہ کسی عورت
مسلمان نیکبخت پاکدامن سے دودھ پلواوے لیکن ان سب چیزوں کا لینے کھانے پلانے کا اور دوا دارو کا اور لباس
پوشاک کا اور دودھ پلانے کا خرچ اور اسباب موجود کر دینا باپ کا ذمہ ہے اور اولاد کا نام اچھا رکھنا اور عقیقہ اور ختنہ
کرنا اور کلام اللہ وغیرہ علوم دینی پڑھانا اور تربیت و تادیب اور نماز روزے کی تاکید کرنا اور کتابت و تیر اندازی
اور شنا وری سکھانا اور جس کتاب میں حدیث عشق اور اوصاف حسن و جمال عورتوں کی ہوں انکی پڑھانے سے اور دیکھنا
اور جو استاد ادیب کیا دوسکو شعر و شاعری سکھاوے اوسکی صحبت سے بچانا آخرش جب سولہ سترہ برس کا ہو تو کسی نیکبخت
بھلے مانس کے ساتھ نکاح کر دینا یہ سب باتیں باپ پر واجب ہیں باپ نہو تو دادا پر وہ بھی نہو تو بترتیب
عصبات کے اور وارثوں پر پھر جبکہ اولاد جوان اور عاقل و بالغ ہو تو اوسے حقوق والدین اولاد پر واجب ہے
کسی وقت اور کسی حال میں انکی اطاعت اور خدمت گزاری میں حتے الوسع امکان کسیطرح کا قصور نکرے اور بعد وفات اپنے
حقوق حقتعالی کے سب کے حق پر ماں باپ کا حق مقدم رکھے حقتعالی نے قرآن مجید میں جگہ جگہ انسان کو والدین کی اطاعت
اور فرمانبرداری کا حکم فرمایا ہے از انجملہ ایک جگہ فرمایا کہ ہمنے حکم کیا انسان کو اوسکی ماں باپ کے ساتھ نیکوئی کرنیکا ماں نے
اسکو پیٹ میں رکھا بمشقت دو برس تک دودھ پلایا شکر کر میرے واسطے اور اپنے ماں باپ کے واسطے اور رسول
اللہ نے شرک کو اور ماں باپ کے ایذا دینی کو کبائر میں ذکر کیا ہے اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت نے دس
چیزوں کی وصیت فرمائی انمیں یہ بھی ہے کہ شریک مت ٹھہرا اللہ کے ساتھ کسیکو اگرچہ تجھکو مار ڈالیں یا جلا دیں
اور ماں باپ کی نافرمانی مت کر اگرچہ وہ تجھکو حکم کریں کہ اپنی جورو لڑکوں کو اور مال و اسباب کو چھوڑ کر نکل جا اور مسلم نے ابی ہریرہ
سے روایت کی ہے کہ آنحضرت نے تین بار فرمایا خاک آلودہ ہو جیو ناک اوس شخص کی جسکو ماں باپ بڑھاپے میں ملیں ایک یا دونو
ہوں اور وہ اونکی خدمتگزاری میں قصور کر کر بہشت سے محروم رہے اور یہ حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص اللہ تعالی کی
حکمبرداری کے لحاظ سے ماں باپ کی فرمانبرداری کرے تو اوسکے واسطے دو دروازے بہشت کے کھولے جاویں اور جو اکیلا ماں یا باپ ہو تو
ایک کھولا جاوے یاروں نے پوچھا یا رسول اللہ جو ماں باپ اوسپر ظلم کریں آپنے تین بار فرمایا اگرچہ ماں باپ ظلم کریں یہ بھی آنحضرت
نے فرمایا ہے کہ جو نیک بیٹا اپنے ماں باپ کیطرف مہر کی نظر سے دیکھتا ہے تو اللہ تعالی اوسکے واسطے ہر نظر کے بدلے ایک ایک
حج کا ثواب لکھتا ہے جسمیں کوئی گناہ نہوا ہو یعنی ایسا حج کہ گناہ سے خالی ہو یاروں نے عرض کیا یا رسول اللہ اگرچہ
ہر روز سو بار دیکھے تو بھی ہر روز سو حج کا ثواب پاوے فرمایا ہاں البتہ اللہ بہت بڑا اور بہت خوب ہے اوسکی ہاں کسی چیز

لکھی ہے اور یہ کیا بڑی بات ہے ترمذی اور ابو داؤد نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ ابن عمر نے آنحضرت سے
عرض کیا یا رسول اللہ میرے نزدیک جورو ہے کہ میں اوسکو بہت چاہتا ہوں اور میرا باپ اوس سے ناراض ہے آپ نے
فرمایا تو اوسکو طلاق دے ایک شخص نے حضور میں آکر عرض کیا یا رسول اللہ میرا باپ چاہتا ہے کہ میرا مال مجھ سے چھین لے
آپ نے فرمایا تو اور تیرا مال سب تیرے باپ کا ہے پھر فرمایا کہ اولاد تمہاری تمہارے کسب کے سب چیزوں میں اچھا
کسب ہے تم کھاؤ اپنی اولاد کی کسب و کمائی میں سے ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ میرا ارادہ جہاد کا ہے آپ نے
پوچھا تیرے ماں زندہ ہے فرمایا تو اوسکی خدمت گذاری میں رہ کر بہشت اوسکی قدموں کے پاس ہے ترمذی نے عبد اللہ
بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا حقتعالی کی رضامندی باپ کے رضامندی میں اور
اوسکی ناخوشی اوسکی ناخوشی میں اور کلام قدسی میں وارد ہے کہ اے رسول میرے جو شخص ماں باپ کے اطاعت میں ہے تو اوسکو
کہدے کہ تو چاہے سو برے کام کیا کر اللہ تجھکو بخشیگا اور جو کوئی انکو ستاتا ہے اوس سے کہدے کہ تو چاہے بھلے کام کیا کر اللہ
تجھکو نہیں بخشیگا اور یہ بھی کلام قدسی میں ہے کہ جس شخص سے اوسکا ماں باپ راضی ہیں تو میں بھی اوس سے راضی
ہوں کسی شخص نے پوچھا یا رسول اللہ ماں باپ کا کیا حق ہے فرمایا وہ دونوں تیری بہشت و دوزخ ہیں یعنے اگر تو
اونکی اطاعت اور خدمت کریگا بہشتی ہوگا نہیں تو دوزخی آدمی یافت کیا چاہیے کہ نفقہ ماں باپ کا اور دادا دادی
ماں باپ کا جو مفلس ہوں اگرچہ کمائی کی طاقت رکھتے ہوں اُس اولاد پر جو آزاد عاقل و بالغ ہو واجب ہے لیکن
اولاد کو کسب پر طاقت اور قدرت بھی ہو اور چاہیے کہ جب انکو طاقت نہ رہے اور نشست و برخاست سے عاجز ہوں
تو فرزند ارجمند اونکو اوٹھا کر جائے ضرور اور پیشاب کرواوے اور بول و براز کو دیکھکر اف نکرے اور کراہت سے
اور ناک نہ پکڑے اور اپنی لڑکائی کو یاد کرے کہ اسکے واسطے اونھوں نے کیا کچھ تکلیفیں اوٹھائیں اور مدتوں جانے
و پیشاب اسکا اپنے ہاتھوں سے پاک کرتی اور دھوتے رہے اور کبھی ہرگز دم نہ مارا بلکہ بہت خوشی و محبت سے اونکو لئے
ایذا اور رنج اوٹھایا کئے اور لازم ہے کبھی اُنسے ناخوشی سے آواز سخت نہ بولے اور اونکی گھر میں بغیر حکم کے چلا آوے اور نام
لیکر نہ پکارے اور اونکی آگے بڑھ کر نہ چلے اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر میں آہستہ نرمی سے سمجھاوے
اگر ایک دو بار کے کہنے سے قبول کرلیں تو خیر نہیں تو چپ رہے کہ اللہ تعالی سے نیک توفیق کی دعا مانگے اور استغفار کرے غرض
انسان کو چاہیے کہ ماں باپ کی اطاعت اور ادائے خدمت کو موجب نجات کا اور اونکی خلاف مرضی و ایذا رسانی کو باعث
عذاب دنیا اور آخرت کا جانکر کبھی حالمیں شر ماں ذکر ہے اور جمیع امور شرعیہ میں انکی خاطرداری اور
خدمتگذاری سب پر مقدم رکھے لیکن اگر کوئی امر خلاف حکم خدا اور رسول فرماویں تو اوسکو ہرگز نہ کرے کہ اونکا

اون کا حق ور اطاعت باپ کی حق اور طاعت پر مقدم ہے حق تعالی نے فرمایا ہے کہ میرا شکر کر اور اپنے ماں باپکا اور
اگر جنگ کرین اور لڑین تیرے ماں باپ تجھسی اس بات پر کہ تو شریک ٹہیراوے میرا اس چیز کو جسکا تجھکو علم اور خبر نہین
یعنی علم توحید کا رکھتا ہو سو اس بات مین تو اونکی طاعت مت کر اور دنیا مین اونکی ساتھہ مصاحبت رکھہ
جسطرح شریعت مین روا ہے اور حاکم اور احمد نے عمران اور حکیم نے عمرو الغفاری سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا
کہ حق تعالی کی نافرمانی مین کسیکی فرمانبرداری نہین اور صحیح بخاری و مسلم مین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
کہ فرمانبرداری کسی بندے کی اللہ تعالی کی نافرمانی مین درست نہین انتہی اور ماں باپکے حقوقمین ایک حق یہہ بھی ہے
کہ اونکی اولادکی ساتھہ یعنی اپنی بہائیون اور بہنون کے اور اونکی اولاد کے ساتھہ اور ماں باپکے بہائیون
اور بہنون اور چچون اور پہوپہیون اور خالاؤن اور ماموؤن کے ساتھہ اور اونکی اولاد کے ساتھہ اور ماں باپکے
دوستون کے ساتھہ دوستی اور نکوئی اور صلہ رحم کرتا رہے لیکن جو ان مین زیادہ قریب ہے اسکا حق زیادہ ہے اور جو قرابت مین
کمتر ہی اسکا حق بہ نسبت زیادہ قریب کے کمتر سمجھے چنانچہ حق تعالی نے فرمایا کہ صاحب قرابت کا حق ادا کر اسی واسطے
ہر غنی پر نفقہ ذی رحم محرم کا واجب ہے بشرطیکہ ذی رحم محتاج ہو اور طاقت کسب کی نرکہتا ہو اور مسلمان بہی ہو فرمایا
اللہ صاحب نے وارث پر نفقہ واجب ہے مثل نفقہ اولاد کے اور ایک حق والدین کا یہی ہی کہ جبتک زندہ رہین تا کہ
اونکی خدمتمین حاضر ہوا کرے اور بعد وفات کے ہر ہفتے مین ایک دو بار اونکی قبر کی زیارت کیا کرے حدیث شریف مین آیا ہے
کہ جو شخص ماں باپکی یا دونون مین ایک کے ہر ہفتہ مین زیارت کیا کریگا اوسکی گناہ بخشی جاوینگی اور فرمانبردارون مین
لکہا جائیگا اور جو کوئی آگے پیچہے اونکی بد گوئی اور عیب جوئی کرے تو اوسکو چاہیئے کہ بد گوئی سے باز رہے اور اگر
بتقدیر اتفاق از راہ بشریت کوئی امر خلاف مرضی اونکی اس سے صادر ہو جاوے یا کسی نوع کا قصور اور حرف
نامناسب اونکے ساتھ نکلے ویا اونکی خدمتگذاری خاطر خواہ ادا نہوئی ہو تو لازم ہے کہ اون کے حال مین
جلد سعی و فکر کرے حدیث مین آیا ہی کہ والدین کا فرمانبردار دوزخمین اور نا فرمان بہشت مین داخل نہوگا
اور اگر ماں باپ فوت ہوئے ہون تو ہمیشہ اونکے واسطے دعا مغفرت اور علو درجت کی کیا کرے اور اونکے ساتھ صلہ رحم اور
دوستون کے ساتھہ دوستی کرے اور بقدر طاقت اونکی طرف سے صدقہ و خیرات کرے تو نام اسکا نیکون و فرمانبردارون مین
لکہا جاوے اور اگر ہو سکے تو بعد اشراق کی دو رکعت نماز اونکی بخشنے کے واسطے پڑھکر اونکو ثواب بخشے ہر رکعت مین بعد الحمد چارون قل
ایک ایکبار یا آیۃ الکرسی اور قل ہو اللہ تین بار بعد سلام چند بار درود پڑھکر یہہ دعا پڑہے یا لطیف الطف بی فی سوا
لدی فی جمیع الاحوال کما تحب وترضی رب اغفر لهما وارحمهما کما ربیانی صغیرا پس اسی

ہی کہ حق تعالی انکو اس شخص سی راضی کردی آمین ثم آمین پہیلوان **سوال** نکاح کی ظاہر کرنیکو برات کی ساتھ نقارہ
بجاتی ہوئی دولھن کی گھر کو جانا درست ہی یا نہین **جواب** نکاح کا نقارہ بجانا حرام ہی ہدایہ مین لکہا ہے کہ مسئلے سے ثابت
ہی کہ ملاہی سب حرام ہین اور فتاوای کبری مین لکہا ہی کہ نقارہ کا بجانا اور سننا حرام ہے کہ ملاہی مین داخل ہے
لیکن صرف جہاد مین اسواسطے درست ہے کہ اسکی آواز سے جو غازی لوگ ادہر ادہر متفرق ہوون سو جمع ہو جاوین
پس ایسی مقام مین نقارہ بجانا گناہ نہین بلکہ عبادت ہے اور ڈھول تاشے کا اور نقاری کا ایک حکم ہے کہ یہ سب آلات
لہو مین داخل ہین اور فتاوی حمادیہ مین مذکور ہی کہ جس باجی کی آواز سے بغیر گائی طرب و سرور کیا جاوی اسکا بجانا
حرام ہی جیسے بربط اور طنبور اور معرفہ یعنی رباب و نقارہ اور مزمار یعنی نای اور مجاہد رضی اللہ عنہ نی نقل کیا ہے
کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نی نقاری کی آواز سنکر اپنی دونو کانونمین انگلیان دے لین اور فرمایا کہ مین نے دیکھا ہے
پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ایسے وقت اسیطرح دیکہا ہی یعنی آپصاحب بھی کانونمین دیے لیتی تہی اور مکحول
رضی اللہ عنہ نی روایت کی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا کہ ملاہی سننا گناہ ہی اور جس مجلس مین ملاہی
موجود ہو وہان بیٹہنا فسق ہی اور اس سے لذت اٹھانا اور مزہ لینا کفر ہی تائید اور در مختار مین فتاوی بزازیہ سی لکھا ہے
کہ ملاہی کی آواز سننا معصیت اور اسپر بیٹھنا فسق اور اوس سے لذت لینا کفران نعمت الہی ہی کہ حق تعالی نی اعضای
بشری کو ان کاموں کی واسطی نہین بنایا ہی **قولہ** اور تصحیح جو رسالہ منظومہ کی شرح ہی اس سے فتاوای حمادیہ مین بہی لکھا ہے
کہ جس نکاح کی مجلس مین راگ رنگ یا کچھ اور ملاہی ہو تو اس نکاح کی درست ہونیمین علما کا اختلاف ہے یعنی بعض علما کی
نزدیک وہ نکاح درست نہین دو وجہ سے ایک وجہ یہ کہ دولھا اور دولھن کی اولیانی راگ رنگ اور معارف و
مزامیر وغیرہ اسباب ملاہی کی حاضر کرنیکو حکم دیا اور گانی بجانی والونکو اجرت دی اس سبب سے دونو طرف کی ولی فاسق
ہوگئی اور دوسری وجہ یہ کہ حاضرین مجلس ان آلات ملاہی کی سننی اور دیکہنی سی سب فاسق ہوئے پس
کوئی لایق ولایت اور کوئی حاضرین مجلس مین لایق گواہی کے نرہا تو نکاح بغیر
ولی اور بغیر گواہون کے ہوا اور ایسا نکاح بعض علما کے نزدیک جائز نہین
حال انکہ نکاح ایسا چاہیے کہ بالاتفاق سبکے نزدیک جائز ہو اور خزانۃ الروایۃ مین
فتاوای ظہیریہ سے منقول ہے کہ اسطرح کے مسائل تین قسم ہین بعض اونمین وہ ہین جنکو عمل مین
لانا سبکے نزدیک خطا ہے کفر نہین اسصورتمین فقط توبہ و استغفار کافی ہے **تنبیہ** بشرطیکہ توبہ خالص
نیت کے ساتھ ہو اور اسوقت پھر ایسا کام کرنے کا ارادہ اور خیال مطلق دل مین نرہے فقط **قولہ**

اور بعضے نہیں وہ اعمال ہیں جنکو عمل میں لانا بعض عالم کے نزدیک کفر اور بعض کے نزدیک خطا ہے اس صورت میں چاہیے
کہ احتیاط کیواسطے بعد توبہ اور استغفار کے نکاح کی بھی تجدید کرے اور بعض عمل ہیں جنکو عمل میں لانے سے بالاتفاق
علماء کے نزدیک کفر لازم آتا ہے پس جو شخص قصداً ایسا کام کرے یا ایسا کلمہ اور بات بولے جسکے کرنے اور بولنے
سے کفر لازم آتا ہو تو فوراً اوسکے اعمال نیک سب حبط اور باطل یعنی ناچیز ہوگئے اور نکاح ٹوٹ گیا اسواسطے
اوسپر فرض ہے کہ جلد توبہ اور استغفار کرے اور کفر کے ہوجانے سے انکار کرے اور از سرنو صاف نیت سے مسلمان ہوجاوے
خواہ عورت ہو خواہ مرد ہو سب کیواسطے یہی حکم ہے اور بعد اسکے اگر حج کرچکا تھا تو پھر اعادہ کرے اور نکاح از سرنو باندھے نہیں تو
زنا ہوگا اور اولاد حرام کی پیدا ہوگی جبتک کہ توبہ نکریگا اور پھر تو مسلمان سمجھا جائیگا اور کفر کی بات کو نہ چھوڑیگا
کفر اوسکا برطرف نہوگا اور خدا کے نزدیک ہرگز مسلمان نہیں اگرچہ موافق عادت کے کلمہ شہادت کہا کرے اور نماز
روزہ ادا کرتا رہے کچھ فائدہ نہیں اور یہی مذہب مختار ہے اہل سنت کا جیسا چنانچہ اپنے رسالہ ہندی میں مولانا محمد و
مولوی عبد المجید دام ظلہم نے لکھا ہے کہ آدمی کو چاہیے ہمیشہ شکر خدا کا بجا لاتا رہے اور جو بات باعث
کفر کا سبب ہے اوس سے پرہیز کرے کہ آنحضرت نے فرمایا ہے کہ میری امت پر ایک ایسا زمانہ آویگا کہ صبح کو آدمی گھر سے
با ایمان مسلمان نکلیگا اور کافر ہو رہیگا اس سبب سے کہ اسوقت میں علم کم ہوجاویگا آدمی کلمات کفر کے بولینگے اور فتنہ
نکرینگے اگرچہ قصداً کفر کا نہوگا کافر ہوجاوینگے اسواسطے کہ نہ پہچاننا عذر نہیں ہر مسلمان کو فرض ہے کہ مذہب اور
اون چیزوں سے جو سبب کفر کا ہے پرہیز کرتا رہے اور کفر کے سببوں کے پہچاننے سے اوس وقت ہوگا کہ ایمان کی شرطیں یاد رکھے
اور شرطیں ایمان کی دس ہیں اگر کسی شخص میں ایمان کی دس شرطوں میں ایک شرط بھی کم ہو یا ایسی بات
بولے کہ اوس شرط کے نہونے پر دلالت کرے اور وہ اوسکا اعتقاد رکھتا ہو وہ شخص بسبب حاصل ہونے اوس شرط کے
ضد کے کافر ہوا اگرچہ موافق عادت کے کلمہ کہے اور نماز روزہ بجا لاوے جبتک کہ دل سے اوس شرط کی ضد کو دور نکریگا
اوس شرط سے موصوف نہوگا اوسکو ایمان سے کچھ حصہ نہیں اسواسطے ہر مرد مسلمان اور عورت مسلمان پر فرض ہے کہ دس
شرطیں ایمان کی یاد رکھے تاکہ اوسکی ضد سے پرہیز کرے اور ایمان اپنا سلامت لیجاوے اور جس شخص کو حاجت
ہو تو وہ شرطیں اور تفصیل انکی ضدوں کی اوس رسالہ ہندی یا رسالہ سعادت دارین تالیف اس بندہ گنہگار
میں تفصیل تمام یاد کرے اس رسالہ مختصر میں انکا لکھنا موجب طوالت کا ہے اسواسطے یہاں صرف وہ دس شرطیں ضرور
جانکر لکھتا ہوں پہلی شرط حق تعالی کی بندگی اور بڑائی عظمت نگاہ رکھنا دوسری شرط اللہ کو اور اوسکے دوستوں کو
دوست رکھنا تیسری شرط امر من اللہ تعالی پر توکل و اعتماد کرنا چوتھی اللہ تعالی کی دیدار شریف کا شوق

رکھنا پانچوین اللہ تعالیٰ کے فضل ورحمت کا امیدوار رہنا چھٹی اوسکے قہر اور عذاب سے ڈرتے رہنا
ساتوین سب احکام شریعت کے قبول کرنا آٹھوین جو چیز اللہ تعالیٰ نے حلال کی ہین انکو حلال جاننا
نوین جو چیز اللہ تعالیٰ نے حرام کی ہین اونکو حرام جاننا دسوین اللہ تعالیٰ کے ذکر سے آرام پانا یہہ
دس شرطین ایمان کی ہین انکے خلاف وضد کا اعتقاد کرنا اور عمل مین لانا کفر ہے قولہ اجابا چاہیے
کہ صرف دف بجانا اعلان نکاح کیلئے مباح ہے اور تفصیل دف بجانے کی جسطرح آنحضرت کے زمانہ متبرک مین
معمول تھا چوبیسوین سوال کے جواب مین لکھی جاویگی انشاء اللہ تعالیٰ اکیسوان سوال شادی نکاح
وغیرہ مین تھوڑی یا بہت آتشبازی چھوڑنا درست ہے یا نہین جواب آتشبازی چھوڑنا بیشک اسراف ہے
اور اسراف کسی چیز مین ہو شریعت مین ممنوع ہے اللہ صاحب نے سورہ بنی اسرائیل مین آنحضرت کو فرمایا کہ دے
توناتی والیکو اسکا حق اور محتاج کو اور مسافر کو اور مت اوڑا بکھیر کر یعنی بیجا خرچ کر کر خراب بیشک
اوڑانیوالے بھائی ہین شیطانونکی اور شیطان ہے اپنے رب کا ناشکر یعنی مال بڑی نعمت ہے اللہ کی جس سے عبادتین
خاطر جمع ہو اور بہشت مین درجے ملتے ہین سو اوسکو بیجا اوڑانا بڑی ناشکری تھی چنانچہ سولھوین سوال کے جواب مین
مولانا شاہ عبدالعزیز قدس سرہ کی تحریر سے معلوم ہو چکا اور اسراف مین تھوڑا ہو یا بہت سو برابر ہے سو مسلمان
دیندار کو لازم اور واجب ہے کہ جسمین خدا اور رسول کی ناخوشی ہو اوسکو ترک کر دے اگرچہ بھائی بند اوسکے ترک
کرنے سے ناخوش ہو جاوین یا طعن وتشنیع کرین جو لوگ خدا اور رسول کی اطاعت مین خواہش نفس و کفار کی لعنت
اور نام کے مسلمانون کی ملامت کو خیال نہین لاتے وہ لوگ قیامت کے دن اپنے اعمال نیک سے چہرہ منور کیا ہوا
ہونگے اور اونکی مخالف اپنے بداعمال کے سزا پاکر اندوہ وملامت اور شرمندگی وندامت اٹھاینگے اور واحسرتاہ
اور واندامتاہ پکارینگے بائیسوان سوال اس ملک مین معمول ہے کہ قاضی یعنے خوان ایجاب و
قبول سے پہلے دولہہ کو کلمہ طیب و آمنت باللہ اور دعای قنوت وغیرہ پڑہاتے ہین یہہ طریق مسنون ہے یا نہین
اور ایجاب وقبول کے الفاظ ایکبار کہنا کافی ہے یا تین بار تکرار ضرور ہے اور متولی نکاح کو ایجاب وقبول سے
پہلے خطبہ پڑھنا مسنون ہے یا نہین اور کونسا خطبہ پڑھنا مسنون ہے جواب طریق مسنون اسطرح ہے کہ اول
نکاح کا ولی خطبہ پڑھے بعد اسکے الفاظ ایجاب وقبول کے دونو طرف سے کہے جاوین جسطرح کہ انیسوان سوال کے
جواب کے ضمن مین یہہ سب احوال بخوبی تمام مذکور ومرقوم ہوا اور ایجاب قبول ایکبار کہنا کافی ہے کچھہ تکرار کی حاجت
نہین جیسا کہ بیع وشرا وغیرہ عقود مین تکرار ضرور نہین اور دولہا ودولہن کو نکاح کیوقت کلمہ طیب وغیرہ

پڑھنا اصحاب اور علمای سلف سے منقول نہین لیکن درصورتیکہ اُنکے عقیدے مین کچھ خلل اور فساد آگیا ہو دونون
کی یا ایک کی تو دونون کو عقیدہ صاف اور درست کروا کی تجدید ایمان کی واسطے امنت باللہ وغیرہ کی مطالب آگاہ
کر کی طریقہ اسلام کا سمجھا دینا ضرور ہی اور باوجود درستی عقیدہ اور سلامت ایمان کی نکاح کے وقت کلمہ طیب وغیرہ پڑھانے
کو لازم ٹھرانا جہالت سے خالی نہین اور کتب احادیث و تواریخ سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ نکاح کا خطبہ پڑھنے مین جو معمول
صحابہ و صلحای متقدمین کا تھا وہ تین خطبے ہین ایک وہ جو انحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ اور علی رضی اللہ
عنہما کی نکاح کی وقت پڑھا تھا جو انیسوین سوال کی جواب مین مذکور ہوا دوسرا وہ جو نجاشی بادشاہ حبشہ نے
حضرت ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کی نکاح کی وقت حبشے مین بوقت انعقاد نکاح انحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی پڑھا تھا چنانچہ مواہب مین اسکا بھی حوال مفصل منقول ہی یہان پر اسکا خلاصہ بطور اختصار
لکھا جاتا ہی جاننا چاہیی کہ جب عبداللہ بن جحش حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا پہلا خاوند انکو لیکر حبشے کو ہجرت کر گیا وہان
پہونچکر شومی طالع سی نصرانی ہوگیا اور وہان ہی فوت ہوا جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی نے یہ خبر پہنچائی
اور عرض کیا کہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا اپنی ایمان و اسلام پر بدستور قائم ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ بات
سنکر اپنی نکاح کا پیغام ام حبیبہ کے ساتھ کو نجاشی کی پاس عمرو بن امیہ کی ہاتھ بھیجا نجاشی نے اُسوقت اپنی چھوکری
ابرہہ نام کی زبانی ام حبیبہ کو کہلا بھیجا کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنا نکاح تمہارے ساتھ کرنیکو پیغام کہہ بھیجا ہے
سو اگر تمکو منظور اور قبول ہو تو مین تمہارا نکاح انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ساتھ پڑھ دون یہ خبر سنتی ہی وہ بہت خوش
ہوئی اور اپنی ہاتھ کی دونون کنگن اور ایک انگوٹھی اس خبر کی انعام مین ابرہہ کو دی اور نکاح کی مقدمے مین خالد بن سعید
کو اپنی طرف سی وکیل کر کی نجاشی کی پاس بھیجا اوسنی شام کیوقت جعفر بن ابیطالب کو ایک جماعت مہاجرین رضی اللہ عنہم
سمیت بلوا کر حقیقۃ الحال بیان کیا پھر یہ خطبہ پڑھا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الْمَلِکِ الْقُدُّوْسِ السَّلَامِ الْمُؤْمِنِ
الْمُهَيْمِنِ الْعَزِيْزِ الْجَبَّارِ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَرْسَلَهٗ بِالْهُدٰى
اس خطبے کی بعد نجاشی نے کہا کہ بعد حمد و صلوۃ کے سنا چاہیی کہ جسکام کا رسول کریم علیہ الرحمۃ والتسلیم نے مجھکو پیغام بھیجا تھا سو مین نے
اسکو اجابت کیا پھر چارسو دینار زر سرخ ان سب جمع ہونیکی آگے ڈال کر کہا کہ اسقدر مہر مین نے مقرر کیا بعد اوسکی خالد بن سعید وکیل ام حبیبہ
نے کہا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اَحْمَدُهٗ وَاَسْتَعِيْنُهٗ وَاَسْتَغْفِرُهٗ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ
وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَرْسَلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ
اما بعد پس قبول کیا مین نے اس امر کو جو پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم نے درخواست کیا ہے اور سینے

پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح ام حبیبہ بنت ابی سفیان کے ساتھ کردیا سو اللہ تعالی نے یہ نکاح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مبارک کری بعد اسکی نجاشی نے وہ سب دینار خالد کو حوالے کئے خالد نے لیکر اپنی گانٹھہ باندہی لوگوں نے چاہا کہ اٹھکر اپنے اپنے مکانکو چلے جاویں تو نجاشی نے کہا کہ تم سب صاحب ذرا دیر اور بیٹھو کہ سنت و طریق انبیا علیہم الصلوۃ والسلام کا یوں ہے کہ بعد نکاح کے کچھہ کھانے کی قسم سے دوستوں کو کھلاویں پھر کھانا منگوا کر سبکو کھلا کر رخصت کیا پھر نجاشی نے حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کو شرجیل بن حسنہ کے ساتھہ پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں روانہ کیا یہ سب احوال مواہب لدنیہ میں مذکور ہے اور تیسرا خطبہ وہ ہے جو مشکوۃ شریف میں عبد اللہ بن مسعود کی روایت سے منقول ہے اور اسی کو اب بھی قبل نکاح کی پڑھنا علما کا معمول ہے اور بعد اس خطبے کے ایجاب قبول کرواتے ہیں وہ خطبہ یہ ہے **اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ**

ونستعینہ ونستغفرہ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا من یہدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ہادی لہ واشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ حق تقاتہ ولا تموتن الا وانتم مسلمون یا ایہا الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدۃ وخلق منہا زوجہا وبث منہما رجالا کثیرا ونساء واتقوا اللہ الذی تساءلون بہ والارحام ان اللہ کان علیکم رقیبا یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ وقولوا قولا سدیدا یصلح لکم اعمالکم ویغفر لکم ذنوبکم ومن یطع اللہ ورسولہ فقد فاز فوزا عظیما

بعد اسکے قاضی یا وہ شخص جو تعقید نکاح کیواسطے مقرر ہوا ہے حاضرین جماعت کے روبرو دولہہ سے کہے کہ فلانی عورت فلانی کی بیٹی اسقدر مہر کے عوض میں تیری نکاح میں دی میں نے دولہہ اسکے جواب میں کہے میں نے اسکو قبول کیا لیکن جبتک یہ ایجاب و قبول دو نفر سے وقوع میں آیا تو نکاح منعقد ہوگیا اب یہی دریافت کیا چاہیے کہ ان الفاظ کو جنہیں نکاح خوان نے بعد خطبے کے دولہہ سے یا اسکے ولی سے کہے ہیں اسکو ایجاب کہتے ہیں اور وہ جو دولہہ نے نکاح خوان کے جواب میں اقرار اسکو قبول کہتے ہیں اور جو الفاظ کہ دولہہ یا اسکا ولی دولہن سے یا اسکے ولی سے درخواست نکاح کی کرے اسکو بھی ایجاب کہتے ہیں اور اسکے جواب میں جو دولہن نے یا اسکے ولی نے کہا اسکو بھی قبول کہتے ہیں غرض کہ پہلے کے قول کو ایجاب اور دوسرے کے قول کو قبول کہتے ہیں **تینتیسواں سوال** نکاح کے بعد قاضی کو یعنی نکاح خوانکو یا وکیل اور شاہدونکو جو دولہن کیطرف سے نکاح کرانے کو آتے ہیں اپنی خوشی سے بغیر مانگے کچھہ دینا درست ہے یا نہیں **جواب** ان لوگونکو بغیر مانگے کچھہ دینا مباح ہے اور اگر جبر کریں اور کدّ و اصرار سے مانگیں تو مباح نہیں چنانچہ خزانۃ الروایات میں لکھا ہے کہ جو یہ قاضیوں نے اہل اسلام میں مقرر کر لیا ہے کہ پہلے اولیائے ناکح و منکوحہ سے کچھہ لینا ٹھہرا لیتے ہیں تب اجازت نکاح پڑھ دینے کی

کی دیتی ہین اور جبتک کہ راضی نہین ہوتی ہین نکاح کردینے کو حکم نہین دیتے ہین یہ بات ظلم صریح اور
حرام ہے قاضی کو بہی اور نکاح خوان کو بہی یعنی قاضی کو اور نکاح خوان کو اور وکیل اور شاہدونکو دولہہ اور
دولہن کے اون لینا اونکی بغیر خوشی اور رضامندی کی بزور و جبر کچھہ لینا حرام ہے اور بخوشی خاطر اگر کچھہ دیوین
تو مضائقہ نہین **چوبیسوان سوال** ڈومنیونکو دف کے ساتھہ عورتونکی مجلس مین گانا اور
اوسکی عوض مین انکو کچھہ نقد یا کپڑے یا کچھہ اور دینا جایز ہے یا نہین **جواب** جو راگ کہ بغیر مزامیر وغیرہ کے
گاوین اوسکی گانی اور سننی مین علماؤنکو اختلاف ہے چنانچہ درمختار مین لکہا ہے کہ بعض علما مطلق مباح کہتے ہین اور
بعضے مطلق حرام لیکن بحر الرایق مین یون ہے کہ اصل مذہب مین مطلق حرام ہے پس اختلاف موقوف اور منقطع
ہوگیا بلکہ ظاہر ہدایہ سے ثابت ہے کہ وہ گناہ کبیرہ ہے اگرچہ صرف اپناہی جی خوش کرنیکو گاوے انتہی یعنی درمختار کا مطلب
تمام ہوا اور فتاوی حمادیہ مین لکہا ہے کہ پیغمبر خدا علیہ التحیۃ والثنا نے فرمایا ہے کہ جو شخص گانیکو اسطے اپنی آواز بلند
کرتا ہے تو اللہ تعالی دو شیطان اوسکی دونون کندہون پر سوار کرتا ہے پہر وہ دونون شیطان اوسکو اپنی دونون پاون
سے ایڑی مارتی اور ٹہکراتی ہین جبتک کہ وہ گانا موقوف کرے انتہی اب جاننا چاہیے کہ صرف دف بجانا بغیر راگ کے نکاح کے
ظاہر کرنیکو مباح ہے ہدایہ مین لکہا ہے کہ جہاد مین نقارہ بجانا اور نکاح کے مشہور کرنیکو دف بجانا یہ دونون بالاتفاق
مباح ہین اگر کوئی شخص غازی کی نقارہ کو یا نکاح کی دف کو ضایع کرے تو اوسپر تاوان ہے بالاتفاق بلا خلاف
انتہی پس مختار اور ہدایہ کی عبارت سے ثابت ہوا کہ اصل مذہب مین راگ حرام ہے اور نکاح کے مشہور کرنیکو صرف
دف بجا دینا مباح ہے اور تنبیہ الانام مین فتاوی سراجیہ سے یون نقل کیا ہے کہ نکاح کے راتکو صرف اعلان نکاح کیواسطے صرف
دف بجا دینا مضایقہ نہین بشرطیکہ دف مین جلاجل یعنی جہانجہ نہ لگے ہوا اور اوسکا بجانا کہیل اور خوشی کی نیت سے
نہووے [illegible] یعنی کہیل اور راگ دونون ممنوع اور مکروہ ہین اور تنبیہ الانام مین بہی لکہا ہے کہ ملاہی کا سننا اور اسمین
بیٹہنا گناہ اور فسق ہے لیکن دف کا بجانا صرف نکاح کے مشہور کرنیکو مباح ہے سو وہ بہی اسطرح بجانا چاہیے جیسا
نقارہ بجاتی ہین تائید اور رسالہ مدینہ مین لکہا ہے کہ ملاہی اور مزامیر اور طنبور اور ڈہول اور نقارہ اور دف
وغیرہ سب بالاتفاق حرام ہین مگر غازیونکا نقارہ اور اعلان نکاح کے واسطے دف مباح ہے انتہی اور فتاوی
حمادیہ مین لکہا ہے کہ مطلع نے بیان کیا کہ ابو المہاجر نے کہا کہ آبان بن عباس نے مغیرہ ابن شعبہ سے نقل کیا آنحضرت
نے فرمایا کہ اللہ تعالی نے تمہاری واسطے شراب قمار اور مزامیر و طبل اور دف مکروہ رکہا اور حرام کیا مطلع
کہتے ہین مینے ابو المہاجر سے پوچہا کہ آنحضرت کی عہد شریف مین دف کو کسطرح بجاتی تہی ابو المہاجر نے کہا کہ صورت

تھی جب کسیکی شادی ہوتی تو وہ عورت ایک چلنی اور ایک چوب لیکر ایک لڑکی سکا ہر خچہ کرتی ہوئی چلنی پر لکڑی
تاکہ اوسکی آواز سنکر جانین کہ یہ شادی نکاح ہے قولہ اور ڈومنیون کا دف کے ساتھ گانا اگرچہ صرف دف تو ان
کی محفلین بجانا تو بھی جائز نہین اسواسطے کہ اس صورت مین مباح اور حرام کا جمع کرنا ہے اور قاعدہ اصول فقہ کا یون
مقرر ہے کہ جسجگہہ مباح اور حرام جمع ہون ہان حرام کو ترجیح ہے چنانچہ اشباہ والنظائر مین لکھا ہے اگر حلال اور
حرام جمع ہون تو حرام غالب ہوتا ہے اور اسی معنی مین حکم اجتماع مبیح اور محرم کا بھی ہے یعنی کوئی چیز مباح کردینے
والی اور دوسری حرام کردینے والی دونون جمع ہون تو حرام کردینے والی چیز غالب ہے مباح کردینے والی پر انتہی
پس جبکہ اس صورت مین مباح پر حرام غالب ہے تو نقد یا کپڑا وغیرہ ڈومنیون کو دینا راگ کی اجرت ہوئی اور
راگ پر اجرت لینا دینا حرام ہے چنانچہ ہدایہ کی کتاب الاجارہ مین لکھا ہے کہ گانے بجانے یا کسی اور ملاہی یا نوحے
پر اجارہ کرنا درست نہین اسواسطے کہ یہ اجارہ اوٹھیگا گناہ پر ہوگا اور گناہ کی چیز اجارہ وغیرہ عقود کی مستحق اور
لایق نہین انتہی اور جبکہ صرف دف بجانا نکاح کی شہرت کو مباح ہے تو اوسکی اجرت دینا لینا مباح ہے غرضکہ
خلاصہ مین جو لکھا ہے کہ مغنی اور مغنیہ یعنی ڈوم اور ڈومنی اگر دف بجا کر راگ کیساتھ جمع کرین یعنی گانا اور بجانا اور اوسکے
۲۵
اجرت مین کچھ نقد یا کوئی اور چیز لینا دینا سب حرام ہے پچیسوان سوال برات کی رخصت کیوقت یا اس
سے پہلے دولہا کیطرف سے اپنے مقدور کے موافق دولہن کیطرف کی کمینون کو یعنی حجام اور سقہ کو اور دھوبی وغیرہ کے
وغیرہ کو کچھ نقد وغیرہ دیا کرتے ہین درست ہے یا نہین جواب ایسی وقت مین مال خرچ کرنا اگر احسان
اور سلوک کی نیت سے ہو تو درست ہے اور اگر اپنے نام و نمود کو اور لوگون کی دکھلائی اور سنانے کو دین تو درست نہین اور
اکثر لوگ ایسی وقت مین صرفہ اور خرچ کرنے پر پابند رسومات مروجہ کی ہوتے ہین اس سبب سے اپنی ناموری و شہرت
اور رواج رسم و دستور کی راہ سے خرچ کیا کرتے ہین حالانکہ مشکوۃ شریف کے باب الریا والسمعہ مین لکھا ہے کہ پیغمبر صاحب
نے فرمایا ہے جو شخص کہ خلق کو دکھلانے یا سنانے کو کچھ کام کرے تو اللہ تعالی اوسکو رسوا کریگا اور نمایش کر دیگا یعنی
اللہ تعالی اس شخص کو قیامت کے دن رسوا اور فضیحت کریگا نعوذ باللہ من شرور انفسنا ہمین
بچا دے اور کلام مجید مین بھی سورہ شوری مین اللہ صاحب نے فرمایا ہے جو کوئی چاہتا ہو آخرت کی کھیتی بڑھا دین
ہم اوسکو اوسکی کھیتی اور جو کوئی چاہتا ہو دنیا کی کھیتی اوسکو دین ہم کچھ اوس مین اور اوسکو آخرت مین کچھ
حصہ نہین غرضکہ سارا کارخانہ نیک اعمال کا نیت پر موقوف ہے چنانچہ مثل مشہور ہے جیسی نیت ویسی برکت
اور حدیث شریف مین بھی ہے انما الاعمال بالنیات چھبیسوان سوال برات کی رخصت کیوقت فقرا

اور مساکین قوم ہنود اور مسلمین کی جمع ہو کر دولھہ کی ولی سی کچھہ مانگتے ہین تو اُسوقت اُنکو کچھہ دیا کرتی ہین بلکہ
بعضے لوگ اپنی مقدور موافق پیسے اور روپی بانٹتے ہین اور بغیر مانگے لٹایا کرتے ہین جائز ہے یا نہین **جواب** اگر اُسوقت
بہ نیت ادای شکر و تصدق دونون گروہ کی فقرا و مساکین کو دین اور نثار کرین تو جائز بلکہ مستحب ہے مشکوۃ
مین لکھا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا جو کوئی خدا کی نام پر کچھہ مانگے تو اُسکو دو اور جو اپنی ناموری کیواسطے
یا معمول و رسم جانکر دیوین تو درست نہین ہو واسطے کہ ایسے امور مین اعتبار نیت کا ہے مشکوۃ شریف مین ہے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا اعمال مین نیت شرط ہی **قولہ** اور فقرا و مساکین کو للہ دینا اور تصدق
کرنا کسی حال مین منع نہین چنانچہ مشکوۃ شریف مین لکھا ہی کہ بہیسۃ نے ذکر کیا کہ میری باپ نی عرض کیا یا رسول اللہ
وہ کیا چیز ہی جسکا منع کرنا حلال نہین فرمایا پانی پھر کہا یا نبی اللہ اور کیا چیز ہی جسکا منع کرنا حلال نہین فرمایا وہ
نمک ہی پھر پوچھا یا نبی اللہ اور کیا چیز ہے جسکا منع کرنا حلال نہین فرمایا تیرا اچھا کام کرنا تجکو بہتر ہے یعنی بھلا کر بھلا
ہوگا اور کلام قدسی مین بھی وارد ہی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نی کہا کہ اللہ صاحب نے فرمایا ای ابن آدم
تو خرچ کرین تجپر خرچ کرون **ستائیسوان سوال** برات کی رخصت ہوتے وقت دولھن کیطرف والے
دولھہ کو بطریق سلامی اور اسیطرح دولھن کو دولھہ کی گھر پہونچنی کی بعد دولھہ کیطرف والی بطور رونمائی
یعنی منھہ دکھلائی نقد و زر زیور وغیرہ دیا کرتی ہین یہ رسمین جائز ہین یا نہین **جواب** شریعت محمدی مین ان باتونکی
کچھہ اصل پائی نہین جاتی لیکن حسب ظاہر مباح معلوم ہوتا ہے اور لازم کرلینا امر مباح کا ضرور نہین لیں جو کوئی
اپنی خوشی سی دیوی تو مباح ہی اور جو نہ دیوی تو اُسپر کچھہ طعن و ملامت کی بات نہین اور جس چیز کا لازم دلائل اربعہ
یعنی کتاب و سنت اور اجماع اور قیاس سی ثابت نہو اسکو اپنی ذمی پر لازم کرلینا جائز نہین بلکہ بدعت اور احداث
فی الدین ہی **اٹھائیسوان سوال** طعام ولیمہ برادری کی لوگونکو قبل نکاح کی کھلانا سنت ہے یا
بعد نکاح کی **جواب** طعام ولیمہ مین سنت یون ہی کہ نکاح کی بعد دولھہ یا اسکا ولی دوستون آشناؤنکو کھانا
کھلاوی اور جو نکاح سی پہلی کھلاوی تو سنت ادا نہوتا سید العلما عین العلم مین لکھا ہی کہ ولیمہ کرنا قول و فعل آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم کی سی ثابت ہے چاہیے کہ بعد نکاح کی پہلی ہی دن ولیمہ کرین اور اگر دوسرے دن ہو تو بھی مشروع ہی اور تیسرے
دن سے ریا فقط **قولہ** اور زین العرب نی مشکوۃ شریف کے حاشیہ مین لکھا ہے کہ ولیمہ بعد دخول کی مسنون ہی اور
بعض کے نزدیک دونون وقت مسنون ہی انتہی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ ولیمہ اُس کھانیکو کہتی ہین کہ عقد نکاح کی وقت یا بعد
دخول یا دونون وقت بہ طریق ادای شکر نعمت طیار کیا جاوے اور یہ جو رواج ہے کہ بعد نکاح کی دولھن کیطرف سے دولھہ کو اور

برادریونکو کھانا دیتے ہین وہ بھی اگر بہ نیت ضیافت دیوین تو درست ہے اگرچہ سنت نہین بشرطیکہ وہ مجلس منکرات
طبلہ اور راگ رنگ سے اور جمیع منہیات سے خالی ہو قولہ اور امام غزالی علیہ رحمۃ نے احیاء العلوم مین منکرات
ضیافت ولیمہ وغیرہ کی بہت لکھے ہین انہین ستار اور تار کا یعنی باجون اور ساز کا اور ستار و دفون وغیرہ کی راگ کا
اور عورتون کو چھت پر جمع ہو کر مردون کیطرف دیکھنا بھی لکھا ہی اسواسطے کہ مرد وہین اگر جوان
بھی ہوتے ہین تو البتہ خوف فتنہ وفساد کا ہی پس یہ سب چیزین ممنوع اور منکر ہین ان سے بچنا اور ایسی
چیزونکو دور کرنا اور تا بمقدور خود مٹا دینا لازم ہی اور جو دور نہ کرسکی تو وہان بیٹھنا درست نہین بلکہ وہان سے
اٹھ جانا واجب ہے شریعت مین خلاف شرع چیز کی دیکھنی اور سنی کو بیٹھنا حرام ہی تھی یعنی امام محمد غزالی
قول کا مطلب تمام ہوا جاننا چاہیے کہ طعام ولیمہ کا کھلانا اور اس کی دعوت قبول کرنا امام اعظم رضی اللہ عنہ کے نزدیک سنت ہے
اور امام شافعی رضی اللہ عنہ کے نزدیک واجب ہے اور نہ کھانا یا دعوت قبول نکرنا گناہ لیکن اسمین بھی شرط ہی کہ وہان کوئی چیز خلاف شرع
نہو یعنی وہ مقام منکرات شرعیہ وبدعات شرکیہ سے خالی ہو تو دعوت قبول کرے اور چلا جاوے اور جو کوئی چیز خلاف شرع وہان موجود ہو تو دعوت قبول
کرنا اور اس طعام کو کھانا درست نہین چنانچہ شرح وقایہ مین لکھا ہی کہ اگر سابق ہی معلوم ہو کہ وہان اسباب منکرات مخالف شرع
جمع ہین تو وہان ہرگز جاوے ہی نہین جاننا چاہیے کہ ایسی جگہ جانا گناہ ہے اور جو وہان پہونچنے کی بعد دریافت کری تو اس صورت
مین اگر یہ جانے والا مقتدی ہی یعنی لوگ اسکی چلن وطریق کو سند پکڑتے ہین اور شریعت کے مقدمی مین اسکی پیروی کرتے
ہین تو اسکو لازم ہی کہ اس خلاف شرع چیز کو اپنی ہاتھ سے دور کرے یا زبان سے منع کر کے دور کروادے
تو بیٹھے اور جو خود دور نہین کرسکتا اور زبان سے منع بھی اثر نہین کرتا تو ناخوش ہو کر وہان سے چلا آوے اور ہرگز
نہ بیٹھے اور اگر یہ شخص جانے والا عوام الناس مین ہے کہ اسکے قول وفعل کی کچھ سند نہین اور منع بھی کر نہین سکتا تو
دل سے برا جانے اور ناچاری کو بیٹھکر کھانا کھالیوی عامی کو نہ چاہیے کہ بدعت کے لحاظ سے سنت کو ترک
کرے جیسے جنازہ ہی پر اگر عورت نوحہ گر حاضر ہو تو بھی جنازے کی نماز ترک نکرین انتہا یعنی شرح وقایہ
کا مطلب تمام ہوا لیکن باوجود جواز کے اس عامی کو بھی واجب ہے کہ ایسے مقام مین حاضر ہونے کو دل سے
مکروہ اور برا جانے اگر بخوشی خاطر وہان بیٹھے گا اور دل مین کراہت نرکھے گا تو خوف زوال
ایمان کا ہے حدیث شریف مین آیا ہے کہ اگر شی غیر مشروع کو ہاتھ سے دور کرنے کی اور زبان سے
منع کرنے کی طاقت نہ ہو تو دل مین ضرور ہی کراہت رکھے اور ایسا شخص بڑا ضعیف الایمان
ہے اور یہ بھی معلوم کیا چاہیے کہ فقط راگ رنگ ہی اسباب منکرات شرعیہ

سی نہین ہے بلکہ جو چیز خلاف شرع ہو وہ منع و منکر ہے چنانچہ انمین ایک یہ بھی ہے کہ صرف دولتمندونکو ولیمہ کی
دعوت مین بلاوین اور فقیرون اور محتاجونکو ترک کرین مشکوۃ شریف مین بخاری و مسلم سے روایت ہے کہ آنحضرت
نے فرمایا سب کھانون مین برا کھانا اوس ولیمہ کا ہے جسمین دولتمندونکو بلاوین اور فقیرون غریبونکو محروم
چھوڑین اور جو شخص دعوت کو یعنی ولیمہ کو ترک کرے وہ خدا اور رسول اوسکے کا گنہگار ہوا انتہی اور تاملے دیلمی مین
لکھا ہے کہ جس شخصکو کھانا کھانیکو سیطی بلاوین اوسکو واجب ہے کہ قبول کرے اگر قبول نکریگا گنہگار ہوگا
بشرطیکہ وہان کوئی چیز گناہ اور بدعت کی نہین اگر ہے تو ہرگز نجاوے بلکہ اوسکے بانی مین فعل نکرنا
ادہی لیکن اگر خوب یقین ہو کہ وہان کوئی چیز خلاف شرع نہین تو البتہ قبول کرنا چاہیے بہذا جاننا چاہیے کہ
سب احکام پر عمل کرین مرد اور عورت سب برابر ہین یعنی جیسا کہ مردونکو بری جگہہ جانا اور منکرات و منہیات
سے کنارہ کرنا اور احکام شرع کو سیکھنا سکھانا اور حق و باطل اور درست و نادرست کو ہر ایک پر صاف صاف ظاہر
کردینا فرض ہے ویسا ہی عورتونکو بھی فرض ہے پس جس گھر کی شادی مین ڈھول وغیرہ منکرات اور
ممنوعات شرعیہ موجود ہون یا غمی مین نوحہ وغیرہ رسومات اہل جاہلیت و بدعت کے ہون وہان عورتین بھی
نجاوین اور نہ جھک کر دیکھین بلکہ ہمیشہ ایسی مقام مین جانیسے پرہیز کرتی رہین اور گناہ کبیرہ جانا کرین تو قیامت
کے دن دوزخ کی عذاب سے بچین گناہ کی مقام مین بغیر عذر شرعی جانیکو درست سمجہنا کفر ہے اور باوجود گناہ جاننے
کے بعذر شرعی جانا کبیرہ گناہ ہے اور کبیرہ گناہ پر اصرار قریب بکفر ہے اگرچہ اوس جگہہ صرف عورتین ہی ہون یا
کسی اور عورت مسلمانکو جانا نچاہیے اور اگر بنا دستگی ایسی جگہہ کسی عورتونکو جانیکا اتفاق پڑجاوے اور بعد
پہونچنے کے کوئی امر خلاف شرع وہان دیکھی یا معلوم کرے تو اسکو شادی اور غمی سب تونکو جو اوس امر نامشروع پر جمع ہین ایسے
حرکات سے منع کردے اگر باز آوین تو آپ بھی بیٹھی نہین تو ناخوش ہو کر چلی آوے ورنہ یہ بھی انکی برابر اوس گناہ
کی عذاب مین گرفتار ہوگی اور جو بغیر حکم خاوند کی جاوے گی تو بموجب روایت محیط اور کفایہ کی مہر اور نان نفقہ
وغیرہ اوسکا خاوند کی ذمہ سے ساقط ہوگا اور جو خاوند اور اولیا اوسکی اپنی رضامندی سے اوسکو وہان بھیجینگے
تو بموجب روایات فتاوی خانیہ اور خزانۃ الروایات کے دیوث ہو جاوینگے انکی پیچھے نماز درست نہین اگرچہ عالم
اور قاری ہون علی ہذا القیاس یہی حکم تعزیت کا بھی ہے یعنی مردے کی تعزیت کو اہل مصیبت کے پاس باوجود منکرات
شرعیہ کے مرد اور عورت کو جانی مین یہہ سب قباحات مذکورہ موجود ہین واللہ اعلم بالصواب
والیہ المرجع والمآب انتیسوان سوال کچھہ نقد یا کھانا پکا ہوا یا غلہ محتاجونکو دینی کو جنازہ میت کے

ساتھ لیجانا درست ہے یا نہیں جواب جو کوئی میت کے ثواب پہنچانیکی نیت سے کچھ نقد یا غلہ کھانا محتاجوں
اور مسکینوں کو اپنے مال میں سے للہ تقسیم کرے تو بہر حال درست ہے اور اگر اوس میت کے ترکہ میں سے اسکو ثواب دیوے
تو اس شرط سے درست ہے کہ وارث اوسکے سب بالغ ہوں اور سب کی مرضی بھی پائی ہو اور جو اوسکے وارث نہیں
نابالغ بھی ہوں یا بعض جو انکی مرضی میں دینا منظور رکھو تو چاہیے کہ اوس ترکے کو بعد ادا کرنے ان حقوق کے
جو میراث پر مقدم ہیں باقی کو بموجب فرائض اللہ تقسیم کر کے چھوٹوں کا حق علیحدہ کر کے جو ان میں جو
چاہے جتنا چاہے محتاجوں کو خالصاً للہ دیکر ثواب اسکا میت کو بخشے قبل تقسیم کسیکو دینا جائز نہیں ہے اور ان خیرات کا
میت کے ساتھ قبر پر لیجانا جاہلیت کی رسم ہے شرع شریف سے ثابت نہیں اور جس چیز کی نظیر اصل شریعت میں
پائی نجاوے اوسکا کرنا حرام ہے یا مکروہ اور میت کے ثواب کے واسطے محتاجوں و مسکینوں کو دینا جائز ہے لیکن جنازے
کے ساتھ قبر پر ہرگز نہ لیجاویں اسواسطے کہ جو چیز میت کے ثواب کی نیت سے محتاجوں کو دیں تو مستحب ہے کہ خالصاً
لوجہ اللہ دیوے ریا بلا تعیین روز اور وقت کے دیویں نہیں تو بدعت ہو جائیگی اور ان صورتوں میں اس طرح سے انکا
دینا کراہت سے خالی نہیں اللہ تعالیٰ ہر ایک کو نیک توفیق دے آمین تنبیہ جاننا چاہیے کہ جو چیزیں میت کے ترکہ میں میراث
پر مقدم ہیں وہ تین ہیں تجہیز و تکفین میت ادائے دین میت اور اجرائے وصیت تا ثلث باقی یعنی سب سے پہلے
میت کے ترکہ میں سے اوسکی تجہیز و تکفین یعنی گور و کفن وغیرہ اسباب ضروریہ بغیر افراط و تفریط کی کریں بعد
اوسکے جو باقی رہا اوس میں سے اوسکے ذمے قرض جو ہوں سو ادا کریں اور جورو کا مہر بھی قرض میں داخل ہے بعد ادائے
قرض کے اگر میت وصیت کر مرا ہو کہ میرے بعد اسقدر میرے مال میں سے فلانے کو دینا تو اس مال میں سے جو بعد ادائے دین
بچا ہے وصیت جاری کریں تہائی مال تک بشرطیکہ غیر وارث کے واسطے وصیت ہو پھر جو ان تینوں کاموں
کے بعد بچ رہا اوسکو علی فرائض اللہ وارثوں پر تقسیم کریں تیسواں سوال عبادت بدنی اور مالی کا ثواب
جو زندہ لوگ مردوں کو پہنچاتے ہیں تو پہنچتا ہے یا نہیں جواب علمائے حنفیہ کے نزدیک ثواب عبادت
بدنی اور مالی کا میت کو پہونچتا ہے ہدایہ میں لکھا ہے کہ انسان کو اپنے اعمال نیک کا ثواب دوسرے کو دینا جائز نزدیک
اہل سنت و جماعت کے جائز ہے نماز ہو یا روزہ صدقہ ہو یا حج اور ہو اور سیوطی نے شرح الصدور میں لکھا ہے کہ
طبرانی نے اوسط میں نقل کیا کہ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ سنا میں نے رسول اللہ کو فرماتے تھے کہ جو شخص مرجاتا
ہے اور بعد اوسکے اوسکے وارث اوس کی طرف سے کچھ تصدق و خیرات کرتے ہیں تو جبرئیل اوس صدقہ کے ثواب کو ایک
نور کے طبق میں رکھ کر اوس میت کی قبر کے کنارے پر کھڑے ہو کر کہتے ہیں اے گہری قبر والے یہ تحفہ تجھکو تیرے گھر والوں نے

بھیجا ہی تو اسکو قبول کرکے وہ ہدیہ اُس میت کے پاس پہونچتا ہی تو وہ خوش ہوتا ہی اور خوشخبری پاتا ہی اور وہ مردے
جو اسکے ہمسایہ ہیں اور انکے وارثوں نے انکو کچھ ہدیہ تحفہ نہیں بھیجا ہوتا ہی وہ مردے انکو دیکھکر غمناک اور دلگیر ہوتے ہیں
اور شرح الصدور میں یہ بھی ہی کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ
اپنی کسی بندے کا درجہ بہشت میں بلند کریگا تو وہ بندہ عرض کریگا خداوندا یہ درجہ مجکو کہاں سے اور کیونکر ملا یعنی میرے
اعمال تو اس لایق نہیں تھے حق تعالیٰ فرمایگا کہ تیرے بیٹے نے تیرے واسطے استغفار کیا تھا اس سبب سے تجکو یہ درجہ ملا
اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی قدس سرہ نے جامع البرکات میں جو مشکوۃ شریف کی شرح کا منتخب ہے قول شیخ ابن الہمام
رحمہ اللہ کا لکہا ہی کہ عبادت مالی کا ثواب اور اُسکا فایدہ جو کوئی کسی میت کو پہنچاوے تو بالاتفاق پہونچتا ہی اور عبادت
بدنی کی ثواب پہونچنے میں اختلاف ہے اور قول اصح یہ ہی کہ پہونچتا ہی پس بہتر انسان کو چاہیے کہ اپنے والدین اور اقربا کے
واسطے بلکہ جمیع مومنین اور مومنات کیواسطے حق تعالیٰ کی جناب میں دعا اور استغفار کیا کریں اور حتی المقدور
کسیطرح کی حاجت والے محتاجونکو محض بہ نیت للہ کچھ دیکر اُسکا ثواب انکو پہنچایا کریں تو قیامت کے دن عذاب سے
نجات بھی پاویں اور درجات عالیات کو بھی پہنچیں **اکتیسواں سوال** یہ ہی کہ جو کوئی مرجاتا ہی تو اسکے خویش و اقربا
اور ہمسایے اُس میت کے وارثونکو کھانا پکاکر بھیجتے ہیں یہ کھانا بھیجنا کئی روز تک درست ہے جواب انکا یہ ہے شرح مواہب
الرحمن میں لکھا ہی کہ میت کے ہمسایونکو اور قریبونکو اور بعیدونکو مستحب ہے کہ اسکے وارثونکو یعنی جو اہل مصیبت ہیں انکے
واسطے کھانا پکاکر اسقدر بھیجیں کہ ایک دن اور رات انکو اور انکے واسطے کفایت کرے کہ اپنے غم میں کھانا پکانے کی حاجت نہ پڑے
یعنی وہ لوگ وقت پیٹ بھر کہا لیں انتہی اور صحیح ترمذی میں عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جس وقت
جعفر کے شہید ہونیکی خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آئی تو آپ نے لوگوں سے فرمایا کہ جعفر کے گہر والونکے
واسطے کھانا تیار کرو کہ انکو اس مصیبت میں کھانا پکانے کی فرصت نہیں اور مشکوۃ شریف میں بھی یہ حدیث
منقول ہی مگر کچھ لفظوں کا فرق ہی اور شیخ عبد الحق رحمۃ اللہ علیہ نے جامع البرکات میں لکہا ہی کہ اس حدیث
سے معلوم ہوا کہ میت کے ہمسایوں اور قریبوں کو اور دوست آشنا کو مستحب ہے کہ اہل میت کے واسطے
کھانا تیار کریں اور بعضوں نے لکھا ہی کہ اہل مصیبت کے واسطے پہلے دن کھانا بھیجنا جایز ہی اسواسطے کہ
انکو اُس دن میت کی تجہیز و تکفین کے سبب کھانا پکانے کی فرصت نہیں ہوتی اور دوسرے دن مکروہ ہی مگر اگر
اُنمیں عورات نوحہ گر جمع ہوں تو اسواسطے کہ نوحہ گر کو کھانا دینا گناہ پر مدد کرنا ہی اور اہل مصیبت سوا
کسلئے رکھ دو طعام کھانا بعض علما کے نزدیک جایز ہی اور بعض کے نزدیک مکروہ ہی اور ابو القاسم نے کہا ہی کہ اگر غیر آدمی یعنی علاوہ میت کے تجہیز و تکفین

مین مشغول ہوا اور اپنے گھر تک جانیکی فرصت نہ پاوے تو اُسکو بھی وہ کھانا مضایقہ نہین چنانچہ مطالب المؤمنین مین ایسا ہی لکھا ہے **بتیسوان سوال** میت کی تعزیت اور ماتم پرسی کیواسطے اہل میت کے پاس جانا اور دونو ہاتھ اٹھاکر فاتحہ پڑھنا درست ہے یا نہین **جواب** میت کی تعزیت کو اہل میت کے پاس جانا اور میت کیواسطے دعا مغفرت کی اور اہل مصیبت کیواسطے دعا حصول صبر کی کرنا مستحب ہے فتاوی عالمگیری مین لکھا ہے کہ تعزیت مین اہل مصیبت کیواسطے دعا حصول صبر و خیر کی کرنی کو مستحب ہے کہ اہل مصیبت سے یون کہے کہ اللہ تعالی تیری میت کی مغفرت کرے اور اسکے گناہون سے درگذر کرے اور اوسکو غریق رحمت کرے اور تجھکو اس مصیبت پر صبر عنایت فرماوے اور اوسکی موت پر تجھکو اجر دے اسیطرح مضمرات مین بھی فتاوی حجہ سے منقول ہے اور عالمگیریہ مین لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تعزیت کیوقت وہ الفاظ فرماتے تھے جنکا ترجمہ یہ ہے اللہ ہی کا ہے جو کچھ کہ اوسنے لے لیا اور جو کچھ کہ اوسنے دیا اور ہر ایک چیز کا اللہ کے پاس وقت مقرر ہے سو یہ الفاظ کہنا بہت خوب ہی ہے تشابہ لیکن کافر کی تعزیت کسی وقت مین جائز نہین اسواسطے کہ تعزیت کے وقت مردے کیواسطے دعا مغفرت کی کرنا چاہیے اور کافر مستحق استغفار کا نہین قولہ اور حدیث شریف سے مطلق دعا مین ہاتھ اوٹھانا ثابت ہے پس اُس وقت بھی مضایقہ نہین لیکن تخصیص اسوقت کی حدیث سے منقول نہین کہ اوسوقت کیواسطے ضرور ہاتھ اوٹھانا چاہیے **تینتیسوان سوال** میت کی تعزیت کب تک درست ہے **جواب** مرنیکے وقت سے تین دن کے اندر ایکبار تعزیت کرنا جائز بلکہ مستحب ہے ایکبار سے زیادہ اور تین دن کے بعد ماتم پرسی مکروہ ہے لیکن اگر تعزیت کرنیوالا یا اہل مصیبت کہین گئے ہوے ہون تو جب پہر آوین تو تعزیت کرنا مضایقہ نہین عالمگیری مین لکھا ہے کہ حسن نے زیاد سے روایت کی ہے کہ جو شخص ایکبار اہل مصیبت کے پاس تعزیت کر چکا ہو تو پھر دوسری بار تعزیت کو جانا سزاوار نہین اور وقت اسکا مرنیکے وقت سے تین دن تک ہے بعد تین دن کے تعزیت کرنا مکروہ ہے مگر جبکہ تعزیت کرنیوالا یا اہل مصیبت یعنی جنکے پاس تعزیت کو جاوین وہ مرنیکے وقت سے تین دن اندر وہان نہو تو جب پہر آوین تب تعزیت کرنا جائز ہے اور جامع البرکات مین لکھا ہے کہ تعزیت کرنا مرنیکے وقت سے تین دن تک مستحب ہے اور تعزیت کے معنے اہل مصیبت کو صبر اور تسلی دلاسا فرمانا اور غم کی سینہ صبر کرنا اور اہل مصیبت کو یہ مکروہ ہے کہ اپنے دروازہ پر بیٹھیں اور لوگ جمع ہوکر تعزیت کرین بلکہ یون چاہیے کہ جسوقت مردے کو دفن کر چکین تب وہان سے پھر کر سب لوگ اپنے اپنے کام کو جاوین اور اہل میت اپنے کام لگین اور ہندستان کی بعض مشایخ نے لکھا ہے کہ تعزیت حاضر کی تین دن اور غائب کی ایکبار دل ہے اور بعضی کہتے ہین کہ اہل مصیبت کو تین دن تک دروازے پر بیٹھنا مضایقہ نہین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جب جعفر ابن ابیطالب اور زید بن حارثہ اور عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم کی شہادت کی خبر پہنچی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد مین بیٹھے اور آدمی

آتی تھی اور تعزیت کرتے تھے اور یہہ اس زمانہ کے لوگ تکلفات کرتے ہین جیسا کہ تیسرے دن فرش فروش بچھانا
اور شامیانے وغیرہ کھڑے کرنا اور خوشبو تقسیم کرنا اور اسیطرح کچھہ اور واہیات کرنا بدعت شنیعہ اور حرکات
منہیہ سے اللہ تعالی اونکی مغفرت کرے اور انکو توفیق ترک کی دے انتہی یعنی جامع البرکات کی عبارت کا مطلب تمام
ہوا تاکید اور فتاوی ظہیریہ مین خانیہ اور محیط سے یون منقول ہے کہ اہل میت کو جائز ہے کہ تین دن تک اپنے
گھر مین بیٹھے اور لوگ اسکے پاس آکر تعزیت کرین اور نہ بیٹھنا افضل ہے اور بیٹھنا دروازے پر مکروہ ہے یہ عمل
جاہلیت کا ہے اور آنحضرت نے اس سے منع فرمایا ہے چنانچہ نصاب الاحتساب مین بھی اسیطرح منقول ہے چوتھا سوال
سوال دستور ہے کہ مرنے کے تیسرے دن لوگ جمع ہو کر تعزیت کیواسطے میت کے گھر جا کر کلمہ طیبہ اور سورہ فاتحہ اور سورہ
اخلاص وغیرہ پڑھکر ثواب بخشتے ہین اور اہل میت شیرینی وغیرہ اوسوقت حضار مجلس مین تقسیم کرتے ہین جائز ہے یا
نہین اور تیجا اور دسوان اور بیسوان اور چالیسوان وغیرہ مقرر کرنا درست ہے یا نہین جواب تعزیت
کرنیکی اصل تو شریعت سے ثابت ہے جیسا کہ اوپر معلوم ہو چکا لیکن تیسرے دن جاننے والون اور قاریون کو تمام کلام اللہ
یا کوئی سورہ پڑھنے کیلئے جمع کرنا مکروہ ہے نصاب الاحتساب مین لکھا ہے کہ قرآن شریف کا بلند آواز سے جماعت کے
ساتھہ پڑھنا جسکو سیپارہ خوانی کہتے ہین مکروہ ہے تنبیہ اور اکثر چیزین مکروہ ہونگی اونمین لکھین ہین اس
مختصر مین اونکا لکھنا بخوف طوالت نامناسب ہے قولہ اور تیجا اور دسوان وغیرہ مقرر کرنا اور ان
دنونمین کھانا پکانا اور قرآن پڑھکر اہل میت سے دعوت لینا مکروہ ہے فتاوی بزازیہ مین لکھا ہے کہ پہلے اور تیسرے
دن یا ہفتہ کے بعد کھانا طیار کرنا اور موسم کے دنون مین قبر کے پاس کھانا یا شیرینی لیجانا اور قرآن پڑھکر دعوت
لینا اور صالحون اور قاریون کو تمام کلام اللہ یا سورہ انعام یا سورہ اخلاص پڑھنے کو جمع کرنا مکروہ ہے اور اہل مصیبت سے
ضیافت لینا بھی مکروہ ہے اسلئے کہ ضیافت لینا شادیمین جائز ہے غمی مین نہین جائز ہے کہ بدعت قبیحہ ہے اسیطرح مستملی
شرح منیۃ المصلے اور فتح القدیر مین لکھا ہے کہ اہل مصیبت سے ضیافت لینا بدعت قبیحہ ہے کیونکہ یہ شادیون
مین مشروع ہے نہ کہ ماتمون مین اور نوادر الفتاوی مین آیا ہے کہ جو کھانا مردے کیواسطے تیسرے دن یا سات دن
یا چہلم کو پہنچے کو طیار کرین وہ کھانا علما اور فضلا کو کھانا مکروہ ہے حضرت پیغمبر صاحب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا ہے کہ مردہ کا کھانا دلکو مردہ کرتا ہے اور مریض کا کھانا مرض کو پیدا کرتا ہے اور نوادر الشامی مین لکھا ہے کہ جو کھانا مردے
کے واسطے طیار کیا ہوا اوسکا قبول کرنا مکروہ ہے اور یہی مضمون دیگر فتاوی مین بھی ہے بلکہ سب معتبر فتاوی مین
مغرب سے مشرق تک مشہور اور معلوم ہے لیکن بلا تخصیص بلا تعین اون دنونکی اور کسی اور دن حسب استطاعت میت کی طرف سے

کھانا پکا کر محتاجوں اور مسکینوں کو دینا بہت خوب ہے چنانچہ بزازیہ میں لکھا ہے کہ اگر کھانا محتاجوں کے واسطے تیار
کیا جاوے تو بہتر ہے اور جامع البرکات میں مذکور ہے کہ جو کھانا مردوں کی طرف سے محتاجوں پر تصدق کریں تو ان کو
کر ثواب اسکا مردوں کو پہنچے وہ کھانا سوائے محتاجوں اور فقیروں کے کسی اور کو کھانا درست نہیں کیونکہ تصدق
تو فقیروں ہی پر ہوتا ہے اور اغنیا کے واسطے ہدیہ مقرر ہے اور یہ جو ہمارے ملک میں رسم ہے کہ طعام وغیرہ سامنے رکھ کے دونوں
ہاتھ اٹھا کر سورہ اخلاص وغیرہ بطور رواج اس دیار کے پڑھتے ہیں یہ طریق اور دستور علمائے سلف سے منقول
نہیں بلکہ حرمین شریفین میں ابتک کوئی اہل فضل و کمال جو آنحضرت کے عہد شریف سے ابتک اس دیار میں
الوارد ہیں یہ آتے ہیں طعام یا شیرینی پر کہا چکنے سے پہلے اس فاتحہ مروجہ مذکورہ کے طریق سے واقف بھی نہیں
مگر جو لوگ ہندوستان کے حرمین شریفین کی زیارت کو جا کر وہاں رہ گئے ہیں اور اقامت اور بود و باش وہاں کی
اختیار کی تھی وہ البتہ ہندوستان کی رسم اور عادت کے موافق اپنے گھروں میں مرتکب اس امر کے ہوتے ہیں سوا ان کا
کچھ اعتبار نہیں بلکہ وہاں کے علما ان ہندوستانیوں کی ان حرکات پر خبردار ہو کر ان کو زجر اور توبیخ کرتے ہیں اور
جامع البرکات میں منقول ہے کہ طریق علمائے سلف کا یوں تھا کہ کھانے کے بعد اہل ضیافت کے واسطے دعا مغفرت
کی کرتے تھے اور شرعۃ الاسلام میں لکھا ہے کہ مہمان کو چاہیے کہ کھانا کھا کر صاحب طعام کو اس طرح دعا کرے
اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُ وَيَسِّرْ لَهُ اَنْ يَفْعَلَ خَيْرًا مِنْهُ وَقَنِّعْهُ بِمَا اَعْطَيْتَهُ وَاغْفِرْ لَهُ وَارْحَمْهُ
وَاجْعَلْنَا وَاِيَّاهُمْ مِنَ الشَّاكِرِيْنَ اور یہ بھی اس کتاب میں ہے کہ کھانے سے پہلے بسم اللہ کہے اور بعد فراغت کے
قل ہو اللہ احد پڑھے اور جو پہلے بسم اللہ کہنا بھول جاوے تو جب یاد آوے تب کہے اور جو بعد کھانے کے یاد آوے تو یوں کہے
بسم اللہ اولہ و آخرہ اور جو کچھ کہ علمائے سلف سے بروجہ عبادت منقول نہیں اسکو عمل میں لانا بدعت ہے اور جو بدعت ہے گمراہی ہے سو
یہ بھی کھانے کے آداب سے ہے کہ جس وقت کھانا سامنے رکھا جاوے تو بسم اللہ کہکر جلد کھانا کھانے میں مشغول ہو جاویں توقف
روا نہیں یہانتک کہ اگر کھانا حاضر ہووے اتفاقاً اور نماز کے واسطے تکبیر اقامت شروع ہو تو لوگ کھانا کھاویں
اور اپنی نماز تاخیر کریں مشکوۃ شریف میں حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ کہا انھوں
نے سنا میں نے رسول اللہ صلعم کو فرماتے تھے لا صلوۃ بحضرۃ الطعام یعنے جبکہ کھانا موجود ہو تو نماز کو توقف کیا
چاہیے انتہی اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول خدا نے فرمایا جس وقت کہ تم میں کسی کے سامنے کھانا رکھا
جاوے اور نماز کے واسطے تکبیر شروع ہو جاوے تو وہ شخص پہلے کھانا شروع کر دے تا کھانے سے فراغت ہووے الا بعد فراغت
کے ادا کرے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کی عادت تھی کہ اگر کھانا انکے سامنے رکھا جاتا اور ادھر اتفاقاً نماز کے واسطے

تکبیر شروع ہوتی تو جبتک کہ کھانی سی فراغت ہوتی نماز کو نہ آتی اور امام کی قراءت کو سنتی رہتی اور فتاوی بزازیہ مین اور نیز
فتاوی تاتارخانی مین لکھا ہی کہ کچھ کھانا یار و ساتھ آوی تو کھانا شروع کر دی اور سالن کا انتظار نکری تتمہ جواب جاننا چاہیے
کہ اس ملک ہندوستان مین رواج ہی کہ جب کبھی کسی کو کسی بزرگ یا کسی اور میت کے واسطے شیرینی کا یا کھانی وغیرہ کا ثواب
پونہچانا منظور ہوتا ہی تو پہلی اگر امیر ہی تو اونکو اور اپنی برادری کے لوگونکو بلا کر وہ کھانا او شیرینی وغیرہ انکی روبرو رکھدیتی
ہین پھر گھڑی دو گھڑی تک یا کم و بیش اُس کھانی او شیرینی پر فاتحہ مصطلحہ مروجہ اس ملک کی پڑہتی ہین بعد اُسکی
وہ کھانا وغیرہ اُن لوگونکو کھلاتی ہین یعنی جبتک کہ فاتحہ مذکورہ تمام ہو عمل مین آوی اُسوقت تک وہ کہانا
او شیرینی وغیرہ کسی کو دینا او کھلانا یا اُس مین کسی طور پر تصرف کرنا روا نہین جانتی اور یہ بات او عادت
اوپر کی حدیثون اور روایتون کی صریح خلاف ہی مناسب ہے کہ جو کھانا کسی کو ثواب پونہچانی کی لئی پکاوین تو فقیرون او
محتاجون کو کھلا کر پھر ثواب اُسکا مردے کی روح کو بخش دین اور چاہین تو الحمد قل ہو اللہ وغیرہ پڑہ کر اُس کھانا کھلائی
ہوئے کا اور ان سورتون وغیرہ کا سب کا ثواب اکٹھا بخش دین راہ نجات مین لکھا ہی کہ جس کسیکو ثواب پونہچانا
منظور ہو کھانا یا پانی محتاجونکو دیکر ثواب اُسکا مردے کی روح کو بخش دین زیادہ بکھیڑا ہو فقط تینتیسوان

سوال دستور ہی کہ حافظون کو نوکر رکھ کر میت کی قبر پر مقرر کرتی ہین کہ وہان بیٹھکر کلام اللہ پڑہا کرین اُسکا
ثواب میت کو بخشین یہ طور جائز ہی یا نہین جواب اس مسئلہ مین اختلاف ہی اور روایتین مختلفہ اس باب مین منقول ہین فقہ کی
بعض کتابون سی ایسا معلوم ہوتا ہی کہ حافظونکو قرآن پڑہنی کی واسطی قبر کی پاس بٹھانا مکروہ ہی چنانچہ خزانۃ الروایات مین فتاوی
شاہان سی نقل کیا ہی کہ اگر کوئی شخص کسیکو اس واسطی نوکر رکھی کہ قبر کی پاس بیٹھ کر کلام اللہ پڑہا کری تو اُس پڑہنی
کا ثواب میت کو نہ پونہچی نہ اُس پڑہنی کو ہی انتہی اور مصابُ الاحتساب مین لکھا ہی کہ قبہ کی پاس قرآن شریف پڑہنی کو
قاری مقرر کرنا بدعت ہے اور اوسکی عوض مین قاری کو کچھ دینا بی معنی بات ہی اور یہ کام کسی نی خلفا اور صحابہ مین
نہین کیا اور درمختار سی معلوم ہوتا ہی کہ قبر پاس قاری بٹھلانا مکروہ نہین بلکہ یہی مذہب مختار ہی اب جاننا چاہیے کہ
کہ قاعدہ اصول فقہ کا یون مقرر ہو رہا ہی کہ اختلاف کی صورت مین احتیاط پر عمل کرین تو اب اس صورت مین بھی
احتیاط کی لحاظ سی حافظ اور قاری کو قبر پاس نہ بٹھانا اولی تر ہی اور مجالس واعظیہ مین خوب لکھا ہی کہ اگر کوئی
شخص اپنی گھر مین کلام اللہ پڑھکر کہی کہ یا الٰہی مین نی اپنی اس پڑہنی کا ثواب فلانی بزرگ کو یا فلانی اہل قبر کو بخشا سو تو
اسکا ثواب میرے بدلی اُسکو پونہچا دے تو مقرر اُنکو وہ ثواب پونہچتا ہی اس واسطی کہ یہ دعا ثواب پونہچانیکی واسطے ہے
اور دعا بلا خلاف پونہچتی ہی پس قبر کی پاس بیٹھکر کلام اللہ پڑہنا کیا حاجت ہے تتمہ مسائل مین لکھا ہے کہ

فقہا کا یون مقرر ہے کہ اجرت دینا لینا طاعت اور بندگی کی عوض مین جائز نہین اور ورد ختم یا چار ختم کے
عوض مین ایک روپیہ یا دو روپیہ مثلاً مقرر کر دینا صریح اجرت ہوا اور جو پہلے سے اجرت مقرر نہین کیے
اور بعد ختم کی کچھ دیا تو یہہ دینا بھی اجرت ہوا اور حدیث شریف سے صریح معلوم ہوتا ہے کہ قرآن پڑھکر اوسکی
عوض کچھ کھاوے پیوے خواہ مقرر کیا ہو یا نہ کیا ہو چنانچہ شرح وقایہ مین لکھا ہے کہ ہمارے نزدیک اصل اور
قاعدہ یون ٹھیر رہا ہے کہ بندگی اور گناہ کے کام پر اجارہ کرنا جائز نہین اور مشکوۃ شریف مین بریدہ سے روایت
ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کلام اللہ پڑھکر اسکو دنیا کمانیکا وسیلہ مقرر کرے تو وہ
شخص قیامت کے روز محشر مین اس شکل سے آویگا کہ منہ اسکا صرف ایک استخوان کا ہوگا جسپر کچھ گوشت نہوگا
پس اس حدیث کی وعید سے معلوم ہوا کہ قرآن شریف پڑھکر یا پڑھوا کر اجرت لینا دینا اور کھانا کھلانا گناہ کبیرہ ہے
انتہی اب اسمقام مین ایک بات بڑی فایدہ کی ضرور جانکر لکھتا ہون وہ یہ کہ مولنا شاہ عبد العزیز قدس سرہ العزیز نے
تفسیر فتح العزیز مین تفسیر آیہ کریمہ اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا لکھا ہے کہ اس آیت سے اور ان حدیثون سے جو اس آیت کی
تفسیر اور معنی مین وارد ہین علما محققین نے استنباط اور ثابت کیا ہے کہ مزدوری اور اجرت علم دین کے پڑھانے اور سکھانے پر
لینا حرام ہے کیونکہ پڑھانا اور بتلانا علم دین کا فرض ہے لیکن اگر کوئی شخص کسی شخص کے گھر جا کر قطع مسافت
کر کے اسکو علم دین کا پڑھاوے یا اگر کوئی اونکو صبح سے شام تک یا کم سوا علم دین کی تعلیم کے واسطے قید مین کیے یا اپنی
مین تعلیم کے واسطے مقید ہو کر بیٹھے تو بیشک ہے کہ یہ اجرت لینا اوس قطع مسافت کی عوض مین ہے نہ مقابل
تعلیم علم دین کے اور وہ جو بعض علماء متاخرین نے تعلیم قرآن مجید پر اجرت لینا جائز رکھا ہے وہ یہی صورت ہے اور
یہی تعلیم ہے اور جو کوئی شخص کسی کے پاس آ کر کہے کہ فلانی آیۃ مجھکو سکھاوو پھر وہ اوس سے مزدوری طلب کرے
بالاتفاق علماء متقدمین و متاخرین کے نزدیک حرام ہے انتہی محصلہ چھتیسوان سوال عرس کا دن مقرر کرنا
اور اوس دن کھانا وغیرہ محتاجونکو اور برادری کے لوگونکو بطور بہاجی کی تقسیم کرنا درست ہے یا نہین اور یہہ جو مشہور ہے کہ
وغیرہ مین مردونکی روحین اپنے اپنے گھرونمین آکر آواز زم سے کہتی ہین کہ اے میرے وارثو تم میرے واسطے کچھ صدقہ دو
یہہ روایت حدیث کی معتبر کتابون سے ثابت ہے یا نہین جواب عرس کا دن مقرر کرنا درست نہین قاضی ثناء اللہ پانی پتی
نے تفسیر مظہری مین لکھا ہے کہ اولیا اور شہدا کی قبرونکو سجدہ کرنا اور اونکی گرد پھرنا اور اونپر چراغ روشن کرنا اور انپر مسجدین
بنانا اور سب روشنی کی بعد عید کیطرح جمع ہو کر عرس کرنا کچھ جائز نہین یہ افعال جاہلون کے ہین انتہی تعین قرن
مردونکو ثواب کے پہونچانیکی نیت سے طعام وغیرہ محتاجونکو بانٹنا جائز ہے اسکو کوئی منع نہین کرتا لیکن وقت کا نا جو مردی کے

ابعد طیار کرکی خانہ بخانہ برادری مین بھاجی کیطرح بھیجتی ہین اُسکا کچھہ اعتبار نہین اسلیئے کہ ایسی چیزونمین ثواب کی
امید مطلق نہین کیونکہ اسمین نام و ریا اور نمود منظور ہے چنانچہ شیخ عبد الحق دہلوی نے جامع البرکات مین لکھا ہی
کہ جو کھانا چہلم یا ششماہی یا برسی کی نام کا اسملک مین نکالکر برادری مین تقسیم کرتی ہین اور اوسکو بھاجی کہتے ہین
سو کچھہ قابل اعتبار کی نہین اوسکا نکھانا بہتر ہی مناسب ہے کہ نکہاوین انتہی اور شیخ الاسلام نے شیخ کی اس تحریر
پر تمسک اور اعتماد کرکی بعینہ عبارت شیخ قدس سرہ کی اپنی کتاب کشف الغطا مین نقل کی ہی تنبیہ اور شیخ عبد الحق
قدس سرہ نے ما ثبت بالسنہ فی ایام السنہ مین لکھا ہی کہ مین نے پوچھا اصل حقیقت اس عرس کی جو ہر سال اس زمانہ مین اولیا
اور مشایخکے وفات کی دنون مین ہوا کرتا ہی اپنی اوستاد امام شیخ عبد الوہاب المتقی المکی سے پوچھی تو جواب دیا کہ یہہ
تقرر عرسکا طریق اور عادات مشایخ کا ہی اور اونکو اسمین دینی و دنیوی نیتین ہین پہر کہا کہ سوا اسکی اور دنون انہین
دنون کی تخصیص و تعیین کیا وجہہ تو فرمایا کہ ضیافت تو علی الاطلاق بلا قید مسنون ہے پس اگر تعیین دنکی بھی ہوا تو
خیر اس سے قطع نظر کیا چاہی اور اس تعیین کیواسطی نظرین اور مثالین ہین جیسے مصافحہ بعض مشایخکا بعد نمازون
کی اور جیسی سرمہ آنکہونمین لگانا بروز عاشورا کہ یہہ باتین سنت مین علی الاطلاق اور بدعت مین از راہ خصوصیت
کی پہر فرمایا کہ بعض مشایخ متاخرین سیاہ لباس مغرب نے بیان کیا ہی کہ مقرر کرنا عرسکا ان دنون مین اسسبب سی ہی کہ سلسلہ ان
بزرگ لوگونکی طرف جناب عزت الہی حضرت قدس اصل ہوتے ہین سو اسسبب سے اسدن حاصل ہونا خیر و برکت اور
نورانیت کا بنسبت دنونکی زیادہ تر متوقع ہی جبکہ شیخ ممدوح یہہ تقریر فرما چکی تو تہوڑی دیر سر جہکا کر متامل ہوئی پہر
سر اوٹھا کر کہنی لگی کہ حق بات تو یہہ ہی کہ یہہ طریق عرسکا زمانہ سلف مین کچھہ نہ تھا صرف مشایخ متاخرین نے اپنی پسند
کر کر ایجاد کر لیا ہی واللہ اعلم انتہی پس جبکہ یہہ طریق عرسکا اور فاتحہ مصطلحہ اہل ہند کا صحابہ و تابعین
ائمہ مجتہدین اور مشایخ متقدمین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین سے اصلاً مطلقاً ثابت نہین پہر اسقدر اہتمام اور تاکید اسکی
کیجی ایکبار بھی ترک نکرین بلکہ الٹی ترک کرنیوالونپر طعن و تشنیع کرین نماز اور روزہ وغیرہ جو فرض عین ہین اگر
اونکی قضا ہو تو کچھہ غم نہو اور اس عرس فاتحہ مخترعہ کی ایک قید اور شرط اگر کم ہو وی تو گویا موت آگئی استغفر
اللہ ثم استغفر اللہ اور یہہ جو بعض روایات مین آیا ہی کہ میت کی روح شب برات اور شب عرفہ اور شب روز جمعہ و عید
کو اپنی گہر مین آتی ہی سو یہہ روایت کتب صحاح ستہ مین منقول نہین اور جو روایت کہ صحیح مرفوع متصل الاسناد نہو وہ روایت
درجہ اعتبار سے ساقط ہی اگرچہ بعض لوگ اسکو اپنی کتابمین نقل کرین بلکہ بعض علماء محدثین مثل ملا علی قاری اور
شیخ الاسلام وغیرہ کے ان روایات کو ضعیف کہتے ہین اور شیخ عبد الحق رحمۃ اللہ نے جامع البرکات مین اس روایت کو بعبارت

کہ لکھا ہے کہ بعض روایات غریبہ میں آیا ہے کہ روح میت کے شب جمعہ کو اپنے گھر میں آکر دیکھتی ہے اور منتظر رہتی ہے
کہ کوئی میرے لیے بھی کچھ تصدق کرتا ہے یا نہیں واللہ اعلم انتہی **سینتیسواں سوال** قبر اور چبوترہ اور چار
دیواری اور گنبد اینٹ اور چونے سے بنانا درست ہے یا نہیں اور اگر قبر کو اوسی حالت پر کچا رکھیں اور گرد
قبر کا چونے سے پختہ کر دیں تاکہ پانی کی صدمہ سے قبر بیٹھ اور دھسک نجاوے یوں درست ہے یا نہیں **جواب** قبر کو پکا کرنا
اور اوس پر گنبد بنانا اور گرد پیش قبر کی چار دیواری اور چبوترہ تعمیر کرنا جائز نہیں چنانچہ صحیح مسلم میں لکھا ہے
کہ آنحضرتؐ نے قبر کو گچ کرنے اور اوس پر عمارت بنانے اور اوس پر بیٹھنے سے منع فرمایا ہے اور مرشد الرحمن میں لکھا ہے
کہ زینت کے واسطے قبر پر عمارت بنانا حرام ہے اور بعد دفن میت کے قبر کو محکم او مضبوط کرنا مکروہ ہے اور فتاوی عالمگیری
میں بھی ایسا ہی لکھا ہے اور تحفۃ الملوک میں لکھا ہے کہ پانی کی صدمے سے بچنی کے واسطے قبر کے گرد چونے سے بنانا مکروہ ہے
اسواسطے کہ قبر اور جو چیز کہ قبر کے تابع ہے وہ پختہ کام اور مضبوط کرنیکی جگہہ نہیں ہیں جیسا کہ قبر کو کچا رکھنا بہتر ہے ویسا ہی
اوسکے گرد بھی کچا رکھنا بہتر ہے انتہی لیکن ٹوٹی قبر کو صرف مٹی سے مرمت کر دینا مضائقہ نہیں عالمگیری میں ہے کہ
جب کوئی قبر خراب ہو جاوے تو اوس پر مٹی ڈالدینا یا مٹی سے مرمت کر دینا مضائقہ نہیں اسیطرح فتاوی تاتارخانیہ
میں ہے انتہی **تنبیہ** جو مٹی کہ قبر سے نکالی گئی ہے اوس سے زیادہ قبر پر ڈالنا مکروہ ہے اسلیے کہ یہ زیادتی بمنزلہ بنا کے
ہے چنانچہ بحر الرائق اور درمختار اور عینی شرح کنز میں ایسا ہی لکھا ہے۔ **قولہ** اور شیخ عبدالحق نے جامع البرکات
میں بیان کیا ہے کہ حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ نے ذکر کیا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھکو فرمایا کہ اے علی تو
جسجگہہ کوئی تصویر دیکھے تو اوس کو مٹا کر معدوم اور نامعلوم کر دینا اور جہاں کہیں کوئی قبر بلند یعنی اونچی دیکھے
تو اوسکو پست اور ہموار کر دینا ایسا کہ زمین سے نزدیک ہو جاوے اور جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے قبر کو گچ
کرنیسے منع فرمایا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ اگر قبر کو کھگل کر دیں اس لحاظ سے کہ ویران اور خراب نہ ہو جاوین تو درست ہے
تنبیہ مالابد منہ میں لکھا ہے کہ قبر میں کچی اینٹیں یا نے رکھکر خاک سے بھریں اور بہ باشند کوہان اونٹ کی قبر کو مٹی سے بنا دیں
پکی اینٹ اور چونا اور گچ اور لکڑی قبر میں رکھنا مکروہ ہے اور اولیا کی قبروں پر جو عمارتیں اونچی اونچی بناتی ہیں
اور روشنی کرتی ہیں اور چراغ جلاتی ہیں سوا اسکے اور جو کچھ اسطرح کی باتیں کرتی ہیں سب حرام ہیں یا مکروہ
اور مفاتیح میں بیچ بیان بدعت ضلالت کے لکھا ہے کہ بڑی بدعت ہے وہ چیز جسکو برا کہا ہے ائمہ مسلمین نے جیسا کہ قبر پر
گنبد بنانا اور قبر کو گچ کرنا اسواسطے کہ نبی صاحب صلی اللہ علیہ وسلم نے ان باتوں سے منع فرمایا ہے **اڑتیسواں**
سوال جنازہ کو چار پائی پر رکھکر اوسکی نماز پڑھنا اور جنازہ کے ساتھ آہستہ یا پکار کر بلند آواز سے کلمہ طیبہ

چلنا اور قبر مین مردے کے نیچے فرش بچھانا اور بعد موت کے مردے کو تلقین کرنا اور بعد دفن کے بشمار چالیس قدم کے قبر
پاس سے ہٹ کر قبر پاس جانا اور میت کے واسطے نماز سوال پڑھنا جائز ہے یا نہین **جواب** جنازے کو چارپائی پر
رکھکر اوسکی نماز پڑھنا درست ہے اسواسطے کہ نعش مبارک آنحضرت ﷺ کو سریر پر رکھکر نماز پڑھتے تھے اور عرب کی زبان مین تخت
کو اور چارپائی وغیرہ کو سریر کہتے ہین چنانچہ قاموس مین لکھا ہے کہ کھجور کے پتون کی بان بناکر اوس سے سریر کو بنتے ہین
اور اوس سریر کو زبان فارسی مین چارپائی اور ہندی مین کھاٹ کہتے ہین اور شیخ عبد الحق قدس سرہ نے بھی مشکوٰۃ
شریف کی ترجمے مین سریر کے معنی کھٹ لکھے ہین پس لفظ سریر کا لغت عرب مین عام ہے یعنی تخت اور چارپائی وغیرہ سب معنی
آتا ہے پس جو شخص جنازے کی نماز چارپائی پر رکھکر پڑھنا منع کرے محاورہ اہل عرب سے واقف نہین اور کلمہ طیب جنازے کے ساتھ آہستہ
آہستہ پڑھنا کرو دوسرا نہ سنے تو مضایقہ نہین پکار کر پڑھنا مکروہ ہے عالمگیری مین شرح طحاوی سے لکھا ہے کہ جنازے کے ساتھ
والونکو چاہیے کہ خاموش یعنی چپکے چلین بلند آواز سے اللہ اللہ کہتے یا قرآن شریف پڑھتے ہوے چلنا مکروہ ہے اور عالمگیری مین
فتاوی قاضی خان سے منقول ہے کہ جو کوئی جنازے کیساتھ کلمہ طیب پڑھنا چاہے تو آہستہ پڑھنا چاہیے انتہی اور قبر مین میت
کے نیچے فرش بچھانا چارون مذہب مین ممنوع ہے یعنی کسی مذہب مین درست نہین اور مواہب لدنیہ مین لکھا ہے کہ پیغمبر
صاحب صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف مین جسم مبارک کے نیچے جو چادر بچھائی تھی سو یہ بات صرف آپکو مخصوص تھی
اور ملا علی قاری نے مشکوٰۃ شریف کی شرح مختصر مین بیان کیا ہے کہ سب علماء کے نزدیک قبر مین فرش بچھانا
مکروہ ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مین شقران نے بغیر کہے صحابہ رضی اللہ عنہم کے چادر بچھائی تھی اور
بعضے کہتے ہین کہ یہ امر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص مین ہے جامع البرکات مین ابن عباس
رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر شریف مین چادر سرخ بچھائی تھی سو اوسکی
نیت یہ تھا کہ شقران جو آنحضرت کا مولی تھا اوسنے بغیر حکم اور بلا استرضای صحابہؓ کے صرف اس لحاظ سے بچھائی
تھی کہ بعد آنحضرت کے کوئی شخص اوسکو استعمال نہ لاوے اور علماء کچھ کپڑا قبر مین مردے کے نیچے ڈالنے کو اسراف
کی لحاظ سے مکروہ کہتے ہین اور بعضے کہتے ہین کہ یہ امر نبوت کی خصوصیت سے ہے اسلیے کہ آنحضرت اپنے مزار مبارک
مین بعد حیات جلوہ افروز ہین اور ایک روایت مین یون بھی آیا ہے کہ بعد دفن آنحضرت دریافت
کرکے چاہا کہ اوس چادر کو نکال لین لیکن مزار مبارک کا پھر کھولنا مناسب سمجھا نا واللہ اعلم بالصواب انتہی
اور مریض قریب الموت کو یعنی محتضر کو وقت نزاع کے تلقین کرنا اجماع سے ثابت ہوا ہے اور بعد موت کے
تلقین کرنے مین علماء کا اختلاف ہے ظاہر روایت مین ہے کہ بعد موت کے تلقین نکرین اور بعضی روایت مین ہے کہ

وقت نزاع کی اور بعد فوت کے دونون وقت تلقین کرین چنانچہ عالمگیری مین لکہا ہی کہ مریض قریب الموت کو کلمہ شہادتین تلقین کیا
جاوی اور طریق تلقین کا یہہ ہے کہ وقت نزع کی قبل غرغرہ یعنی جان کندنی کیوقت پہلے اسبات سے کہ روح اوسکی
حلقوم مین آوی اور آواز گلی مین آئے درد شدید کری اوسکی پاس والے پکار کر آواز بلند پڑہین اور اوسکو سناوین اَشْهَدُ اَنْ
لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ یعنی گواہ ہون مین اسبات پر کہ اللہ ایک ہی کوئی اوسکا
شریک نہین اور گواہی دیتا ہون مین کہ محمد بندہ خدا کی ہین اور رسول خدا کی ہین لیکن اوسے یون نکہین کہ تو کلمہ پڑہ اور بہت
تکرار اور الحاح بھی نکرین کیونکہ مبادا اشتداد سختی جان کندنی کیجا لیتین تنگ ہو کر کچہ اور کہہ بیٹہے اور اگر ایکبار اوسنے
کلمہ شہادت پڑہ لیا پہر دوبارہ اوسکی تلقین کی حاجت نہین مگر اس صورت مین کہ بعد اوسکی پہر کچہ اور کلام کری تو البتہ حاجت
تکرار کی ہے جوہرہ نیرہ مین اسطرح منقول ہے اور یہہ تلقین علما کی نزدیک مستحب ہے اور بعد موت کی تلقین کرنا ظاہر روایت
مین منع ہی جیسا کہ عینی شرح ہدایہ مین ہے اور معراج الدرایہ مین مضمرات سے نقل کیا ہی کہ ہم تو قریب تہے اوس وقت
دفن کے دونو وقت تلقین کیا کرتے ہین انتہی یعنی عالمگیری کا مطلب تمام ہوا اور مستملی شرح منیۃ المصلی مین ہی کہ تلقین
کرنیوالا وقت نزع کی کلمہ شہادت بطور یاد دلانے کی کہی تاکہ وہ سنکر آپہی کہنے لگی نہ بطور خطاب اور حکم کی کہ کہی کہ اے فلانے کلمہ پڑہ
کیونکہ شاید نزع کیوقت سختی مین کوئی اور کلمہ نامناسب نکل آوی انتہی اور سید مولنا شاہ عبدالعزیز قدس سرہ نے رسالہ فیض عام مین
بیان کیا ہی کہ مریض جب اس حالت کو پہنچے کہ امید زندگی کی نرہی اور قریب نہ مرنیکا ثابت اور متحقق ہو تو اوسکی وارثونکو
چاہیے کہ اول اوسکو غسل یا وضو یا تیمم کروا کر اچھی طرح سے پاک کرین اور روبقبلہ اوسکی چارپائی کو بچہاوین اور اوسکی
آس پاس گرد و پیش بہت اچھی طرح لوبان جلاوین پاک اور صاف اور شستہ شو کر کی گلاب اور عطر وغیرہ سے خوشبو کرین
بعد ازان دنیا کا ذکر اور جورو لڑکونکا فکر اوسکی سامنی کہنا موقوف کرین اور رونا پیٹنا اور نوحہ اور بیان نا
ہرگز روا نرکہین اور جن لوگونکی ساتہہ اوسکو تعلق قوت اور روزیکا ہی جیسی زن اور فرزند سو اونکو اوسکی روبرو نہ لاوین اور
جو خود بخود اونکو یاد کری تو ایک یا دو بار سامنی لانا مضائقہ نہین اور کلمہ استغفار باواز بار بار اوسکی آگی پڑہتی رہین
کہ وہ بہی از خود یاد کر کر آپ کہنی لگی لیکن اوسے تاکید نکہین کہ تو کلمہ استغفار پڑہ بلکہ اوپر والے آپ پکار کر پڑہتی
رہین تا کہ اوسکو یاد آوی اور اسیطرح اوسکی آگی قبر کی وحشت اور حساب کا خوف اور قیامت کی سختیان بیان نکرین
بلکہ رحمت الہی کی وسعت اور گناہونکی مغفرت اور پیغمبر صاحب صلعم کی شفاعت اور ذکر ارواح صالحین اور پیران طریقت
کا اوسکی آگی بیان کرین اور گنہگارون کی گناہ معاف کرنیکا اور اعمال کی قبول ہونیکا ذکر کرین تا کہ خوف پر اوسکی رجا
غالب آجاوی اور جو کچہ کہ اوسوقت وصیت کری اوسکو خوشدلی سے قبول کر کر ضامن ہو جاوین کہ بیشک تمہاری

وصیت کو ہم بجا لاوینگے تاکہ خاطر اوسکی متردد نہو اور اوسکی پاس سورہ الحمد اور سورہ یٰس اور سورہ اخلاص پڑھین اور ذکر
آیتون اور سورتون کا گاہ گاہ کرتے رہین **قولہ** اور بعد دفن کے تلقین نکرو نہ حکم ہے نہ انکار ہے **تنبیہ** شرح
برزخ مین نقل کیا ہے کہ نزع کے وقت تلقین کرنا بالاتفاق مسنون ہے اور بعد دفن کے اکثر مشایخ بدلیل احادیث آیندہ
کے مستحب کہتے ہین اور اسی پر اعتماد ہے وہ حدیثین یہہ ہین جو نیچے بیان کیا ہے کہ حضرت علی ابن ابیطالب نے فرمایا کہ
جسوقت میت کا جنازہ قبر کے پاس پہنچے اور ساتھ کے لوگ بیٹھین تو سب بیٹھنا بایک قبر کے کنارے پر کھڑا رہنا پھر جبکہ
میت کو قبر مین رکھین تو کہنا بِسْمِ اللّٰہِ وَفِی سَبِیْلِ اللّٰہِ وَعَلٰی مِلَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ اَللّٰہُمَّ عَبْدُکَ نَزَلَ بِکَ
وَاَنْتَ خَیْرُ مَنْزُوْلٍ بِہٖ خَلَّفَ الدُّنْیَا خَلْفَ ظَہْرِہٖ فَاجْعَلْ مَا قَدِمَ عَلَیْہِ خَیْرًا مِمَّا خَلَّفَ اِنَّکَ قُلْتَ
وَمَا عِنْدَ اللّٰہِ خَیْرٌ لِلْاَبْرَارِ اور اخبار مین مروی ہے کہ جو کوئی یہہ دعا نزدیک مردہ کو گور مین رکھتے وقت پڑھے تو اللہ تعالے
منکر اور نکیر کا جواب اوسپر آسان کرتا ہے اور ضغطہ گور مین تخفیف ہوتی ہے اور تاریکی گور کی روشن ہوجاتی ہے اور مردے
کہ مردے کو گور مین رکھنے کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہہ دعا پڑھا کرتے تھے اَللّٰہُمَّ اغْفِرْ لَہٗ وَارْحَمْہُ
وَتَجَاوَزْ عَنْہُ وَعَافِہٖ وَاعْفُ عَنْہُ وَاَکْرِمْ نُزُلَہٗ وَوَسِّعْ مُدْخَلَہٗ وَآنِسْ وَحْشَتَہٗ وَارْحَمْ غُرْبَتَہٗ وَاقِلْ
عَثْرَتَہٗ یَا سَیِّدِیْ وَنَوِّرْ مَضْجَعَہٗ وَاَلْحِقْہُ بِنَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَدْخِلْہُ الْجَنَّۃَ
وَاَعِذْہُ مِنَ النَّارِ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ اور طبرانی نے ابی امامہ سے روایت کیہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ جسوقت
تم مین کوئی مر جاوے پھر تم اوسکو قبر مین دفن کر چکو تو چاہیے کہ تم مین سے کوئی شخص اسکی قبر کے سرہانے کھڑا ہو کر کہے
یَا فُلَانَ ابْنَ فُلَانَۃَ یعنی اے فلان فلانی عورت کے بیٹے تو وہ مردہ سنتا ہے لیکن جواب نہین دے سکتا پھر دوسری مرتبہ
شخص دوسری بار پھر کہے یَا فُلَانَ ابْنَ فُلَانَۃَ تو وہ مردہ سیدھا اوٹھکر بیٹھتا ہے پھر چاہیے کہ وہ شخص تیسری
بار کہے یَا فُلَانَ ابْنَ فُلَانَۃَ تو وہ مردہ کہتا ہے اَرْشِدْنَا یَرْحَمُکَ اللّٰہُ پھر آنحضرت نے فرمایا کہ اوس مردے کی بولی
کی خبر تمکو نہین ہوتی پھر چاہیے کہ وہ شخص اس مردے سے مخاطب ہوکر کہے اُذْکُرْ مَا خَرَجْتَ عَلَیْہِ مِنَ الدُّنْیَا
شَہَادَۃَ اَنْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ وَاَنَّکَ رَضِیْتَ بِاللّٰہِ رَبًّا وَبِمُحَمَّدٍ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَبِیًّا وَبِالْقُرْاٰنِ اِمَامًا بعد اوسکے آنحضرت نے فرمایا کہ جب یہہ کہنے والا یہہ تلقین کہہ چکتا ہے تو منکر ونکیر ایک دوسرے کا
ہاتھ پکڑ کر کہتا ہے کہ چل ہمارے ساتھ اب کیا کریگا اس شخص سے جسکو تو تلقین کر چکا یارون نے پوچھا یا رسول اللہ اگر
کسی کی ماں کا نام معلوم نہو تو کیا کہین آپنے فرمایا تو حضرت حوا کی طرف منسوب کرکے کہین یَا فُلَانَ ابْنَ حَوَّا
انتہی یعنی شرح برزخ کا مطلب تمام ہوا۔ **قولہ** اور صلوۃ الہول کا پڑھنا کتب معتبرہ مضبوطہ حدیث اور فقہ مین نہین

دیکھنے مین نہین آیا لیکن مشایخ صوفیہ کی بعض وظایف و رسایل مین البتہ لکھا ہی سو انکی قول او فعل سے فتوی
اور حکم جاری نہین ہوتا بلکہ دستاویز کیواسطی روایت حدیث و فقہ کی چاہیئین چنانچہ شیخ الاسلام نے بیچ کشف الغطا کی
لکھا ہی کہ عادت اور معمول مشایخ کا ہی کہ اس نماز کو بعد دفن میت کے پہلے رات کو میت کے نجات کیواسطے پڑہتے ہین اور
اسکو صلواۃ الہول کہتے ہین انتہی اور قبر کے پاس سے چالیس قدم ہٹکر پہر قبر پاس جانا یہ مسئلہ کسی فقہ اور حدیث کے کتاب
مین نہین پایا جاتا کہ اوسپر حکم جواز اور عدم جواز کا کیا جاوے لیکن ظاہر اقسام بدعت سے ہی اور شارع علیہ السلام
نے امور شرک و بدعت سے بچنے کو تاکید شدید کی ہی چنانچہ آنحضرت نے فرمایا ہی کہ جو شخص ہمارے اس امر مین نئی بات نکالی
سو وہ بات مردود ہی انتہی لیکن اس امام مترجم نے شرح برزخ مین لکہا دیکھا ہی کہ سلف سے مروی ہی جب کہ بعد دفن
میت کے خاک سے بہر چکین تو کوئی شخص قبر کے پاس سر کے برابر کہڑا رہے یا چند قدم ہٹکر کہڑا ہووے اور مقابل میت کے
بیٹھ کر پڑہے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اللّٰہُ اَکْبَرُ اللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ
اللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ یَا فُلَانَ ابْنَ فُلَانَۃَ پہر ذرا دیر ٹہیر کر کہے یَا عَبْدَ اللّٰہِ ابْنَ اَمَۃِ
اللّٰہِ اذْکُرْ مَا خَرَجْتَ عَلَیْہِ مِنْ سُرُوْرِ الدُّنْیَا اِلٰی مَضِیْقِ الْاٰخِرَۃِ مِنْ شَہَادَۃِ
اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ یَا عَبْدَ اللّٰہِ ابْنَ اَمَۃِ اللّٰہِ قَدْ جَاءَکَ
السَّائِلَانِ رَبِّیَ اللّٰہُ الْمَلَکَانِ الْکَرِیْمَانِ الْمَامُوْرَاتِ لَا یَنْفَعَانِکَ وَلَا یَضُرَّانِکَ اِلَّا
بِاِذْنِ اللّٰہِ فَلَا تَخَفْ وَلَا تَحْزَنْ یَا عَبْدَ اللّٰہِ وَابْنَ اَمَۃِ اللّٰہِ کَیْمَا لَا اَنَّکَ مَنْ رَبُّکَ فَقُلْ رَبِّیَ
اللّٰہُ الْاَحَدُ الصَّمَدُ وَیَقُوْلَانِ مَنْ نَبِیُّکَ فَقُلْ نَبِیِّیْ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰہِ الَّذِیْ ہَدَانِیْ بِالْحَقِّ
وَیُرِیْدَانِ مَا دِیْنُکَ فَقُلْ دِیْنِیَ الْاِسْلَامُ وَالْاِنْقِیَادُ لِاَحْکَامِ اللّٰہِ رَضِیْتُ بِاللّٰہِ رَبًّا وَّ
بِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَبِمُحَمَّدٍ عَلَیْہِ السَّلَامُ نَبِیًّا وَبِفِطَرِ الْاِسْلَامِ یَقِیْنًا وَبِالْقُرْاٰنِ الْعَظِیْمِ
اِمَامًا وَبِالْکَعْبَۃِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ قِبْلَۃً وَبِالْمُؤْمِنِیْنَ الصَّالِحِیْنَ اِخْوَانًا وَاَشْہَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ
اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ وَاَشْہَدُ اَنَّ الْجَنَّۃَ حَقٌّ وَالنَّارَ حَقٌّ وَاَنَّ السَّاعَۃَ
بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ انتہی اور سوای اس دعا کی شرح برزخ مین اور دعائین بہی میت کے شفاعت کیواسطے
منقول ہین کہ بعد دفن کے پڑہی جاوین اور اوسکے مولف نے اوسکی حاشیہ مین لکہا ہی کہ قبر پاس سے میت کے ہٹ کر
آنا اسواسطے ہی کہ جبتک بعد دفن میت کے کوئی ایک آدمی بہی قبر کے پاس موجود رہتا ہی اوسوقت تک فرشتے سوال
کی قبر مین داخل نہین ہوتے ہین اسواسطے مستحب ہی کہ چالیس قدم قبر کے پاس سے لوگ علیحدہ ہووین فرشتے

سوال کی قبر مین داخل ہون پہر کوئی شخص قبر کے پاس جا بیٹہی اور دعائی مرحومہ بالا تلقین کری چنانچہ
مشائخ کا اسی پر عمل ہے انتہی فقط اونتالیسوان سوال قبرونکی زیارت کرنا جیسا کہ مردونکو درست ہے
عورتونکو بہی درست ہے یا نہین جواب عورتونکو قبر کی زیارت کرنا قول اصح مین مکروہ تحریمی ثابت
ہوا ہے چنانچہ مستملی شرح منیۃ المصلی مین لکہا ہی کہ قبرون کی زیارت مردونکو مستحب ہے اور عورتونکو
مکروہ اور مجالس وعظ مین لکہا گیا ہے کہ عورتون کو قبرستان مین جانا حلال نہین سیلئی کہ مشکوۃ شریف مین
ابی ہریرہ سے مروی ہی کہ پیغمبر خدا صلعم نے لعنت کی ان عورتون پر جو قبر کی زیارت کرتی ہین اور ابن عباس سے
مشکوۃ شریف مین روایت ہے کہ جو عورتین قبر کی زیارت کرتی ہین اور جو لوگ قبرون پر مسجدین بناتے ہین
اور وہان چراغان کرتی ہین اون سب پر آنحضرت نے لعنت کی ہتی اور نصاب الاحتساب مین لکہا ہی
کہ کسی شخص نے ایک قاضی سی پوچہا کہ عورتونکو قبرستان مین جانا درست ہے یا نہین قاضی نے کہا کہ تو اس
بات کی جواز اور عدم جواز کا حال مت پوچہہ بلکہ یہہ پوچہہ کہ عورتونکو قبرستان مین جانی کسقدر لعنت
ہوتی ہے سو اب تو جان لی کہ جسوقت سی جو عورت قبر پر جانیکا قصد کرتی ہی اسیوقت سی اللہ تعالے اور فرشتونکی
لعنت مین گرفتار ہوتی ہی اور جسوقت کہ دروازہ سی باہر نکلتی ہی تو ہر طرف سی شیطان گہیر لیتی ہین اور جب
قبرستان مین پہونچتی ہی تو مردونکی روحین اُسکو لعنت کرتی ہین اور جب وہان سی پہرتی ہی تو اوسوقت تک گہر مین نہ آوے
خدا کی لعنت مین رہتی ہی معاذ اللہ من ذلک اور یہہ بہی حدیث مین آیا ہی کہ جو عورت گہر سی قبرستان کیطرف جاتی ہی
تو اوسکو ساتون زمین کی اور ساتون آسمان کی فرشتی لعنت کرتے ہین پس وہ عورت خدا کی لعنت مین چلتی ہی
اور جو عورت اپنی گہر مین بیٹہی ہوئی موی کیواسطے دعا خیر کرتی ہی اللہ تعالے اُس عورت کو ایکحج اور ایک عمری کا
ثواب دیتا ہی اور سلمان اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے نقل کرتے ہین ایکروز آنحضرت مسجد سی نکلکر دروازہ پر کہڑے
ہوئے تہی اتنی مین حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا حاضر ہوئین تو آنحضرت نے اونسی پوچہا کہ ای فاطمہ تم کہانسی
آئی ہو عرض کیا فلانی عورت جو مرگئی ہی مین اوسکے گہر تک گئی تہی آپنی فرمایا کیا تو اوس کی قبر تک گئی تہی
حضرت فاطمہ نے عرض کیا خدا کی پناہ معاذ اللہ جو مین آپسی سکی برائی سنکر پہر ایسا کام کرتی پہر
فرمایا ای فاطمہ اگر تو اوس کی قبر پر جاتی تو بہشت کی بوبہی نہ سونگہتی انتہی اور قاضی ثناء اللہ پانی پتی
نے رسالہ مالابد منہ مین لکہا ہی کہ قبرون کی زیارت کرنا مردونکو جائز ہے اور عورتونکو نہین جانا
چاہیے کہ مردونکو زیارت قبور کیواسطے جانا اس شرط سی جائز اور مستحب ہے کہ وہان جاکر کوئی عمل خلاف سنت نکرین

ثابت ہوا اس سے زیادہ نکرین اور اس مقدمہ مین سنت یون ہے کہ جب قبرستان مین پہونچے تو قبرونکی طرف موںھ اور قبلہ کی
طرف پیٹھ کر کے کہڑا ہو کر یہ کہے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَھْلَ الدِّیَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَاِنَّا اِنْشَاءَ اللّٰہُ
بِکُمْ لَلَاحِقُوْنَ اَنْتُمْ لَنَا سَلَفٌ وَنَحْنُ لَکُمْ تَبَعٌ نَسْئَلُ اللّٰہَ لَنَا وَلَکُمُ الْعَافِیَۃَ یا کوئی اور دعا
جو کتب احادیث سے منقول ہے وہ پڑہے اور اپنی واسطے اور مردونکے واسطے دعا مغفرت اور رحمت کی چاہے اسلئے جامع
البرکات مین لکہا ہے کہ عقائد مین آیا ہے کہ زندونکی دعا مردونکے واسطے اور مردونکیطرف سے کچھ خیرات اور تصدق
کرنا انکو نفع اور فائدہ دیتا ہے انتہی اور چاہیے کہ وہان جاکر عبرت پکڑے اور آنسو بہاوے اور اپنی مرنیکو یاد کرے اور
کوئی بات خلاف سنت کی عمل مین نلاوے یعنی قبر کو بوسہ ندے اور اسکی خاک کو موںھ پر نملے اور اہل قبور سے کچھ حاجت
بھی نمانگے اور قبر کو سجدہ نکرے اور اسپر ہاتھ نرکہے اور پیٹھ کو خم نکرے اور ملا علی قاری نے عین العلم کی شرح مین
لکہا ہے کہ قبرستان مین چارپائی قبر کو اور تابوت کو اور دیوار کو ہاتھ نہ لگاوے کہ ایسی باتین اوتناب سرور عالم کی تربت
بابرکت کے ساتھ بھی کرنا حدیث شریف مین منع آیا ہے پس کوئی قبر کس گنتی اور شمار مین ہے اور قبر کو بوسہ دینیکی برائی ہاتھ
لگانیسے بھی زیادہ ہے سو بوسہ دینا بطریق اولی ممنوع ہوا چاہیے انتہی اور تفصیل ان مسئلونکی اگلی سوال کے جواب مین بیان ہوگی
انشاء اللہ تعالی تائید اور عین العلم مین ہے کہ قبرونکی زیارت کیوقت مردونکو نکرے بلکہ نیکی نیت اور انکے واسطے آنسو بہنے
اور نرم دل ہونیکی نیت کرے اور کیونکہ حدیث مین آیا ہے کہ زیارت کرنا قبرونکا موت کو یاد دلاتا ہے اور آنسو بہاتا ہے اور
دلکو نرم کرتا ہے اور فتاوی عالمگیریہ مین بحر الرائق سے اور فتح القدیر مین لکہا ہے کہ جو چیز آنحضرت کی سنت سے ثابت
نہین وہ چیز قبر کے پاس کرنا مکروہ اور ممنوع ہے اور سنت سے تو یہی قدر ثابت ہوا ہے کہ قبرونکی زیارت کرے اور وہان کہڑا ہو کر
مردونکیواسطے حقتعالی سے مغفرت چاہے اور دعا کرے جیسا کہ آنحضرت بقیع مین قبرونکی زیارت کیا کرتے اہل قبور کیواسطے
حقتعالی کیجناب مین دعا فرماتے تھے انتہی اور تحفۃ الایمان مین لکہا ہے کہ گورستان مین کچھ کہانا اور پینا اور وہان سونا
اور آگ جلانا اور چراغ روشن کرنا اور قبر کو بوسہ دینا اور اُس کیطرف سجدہ کرنا اور اسکو ہاتھ سے چھونا اور اسکی گرد پہیرا اور طواف
کرنا اور صاحب قبر سے حاجت روائی چاہنا اور قبر کو پیٹنا اور چونی سے بنانا یہ سب ممنوع ہے اور کرد تحریر مین ہے قبر پر پیسہ
ڈالنا بدعت ہے اور جو کہانا کہ نذر بزرگونکی ہے اوسکا کہانا حرام ہے انتہی

چالیسوان سوال اہل قبور سے
بطریق دعا حاجت چاہنا اور گرد قبر کے پہرنا اور اسکو بوسہ دینا اور سجدہ کرنا اور قبر کے گرد روشنی کرنا اور شیرینی
ڈالنا اور پہولون کی چادر چڑہانا اور قبر پر پردہ ڈالنا اور اوسپر شامیانہ اور خیمہ کہڑا کرنا اور غیر خدا کی کسی کی منت ماننا
اور نذر کرنا اور شیرینی یا کچھ اور رکہنا انکی گور پر رکہنا جائز ہے یا نہین **جواب** اہل قبور سے استعانت اور استمداد کسی طرف

جایز نہین مجمع البحار مین لکھا ہی کہ جو شخص واسطے زیارت قبور انبیا اور صلحا کی نیت سے جاوے اور وہان جاکر ان
کی پاس نماز پڑہیگا اور دعا چاہیگا اور اہل قبور سے اپنی حاجتین مانگیگا سو یہہ تو کسی عالم اہل اسلام نزدیک جایز نہین
اسلیے کہ عبادت اور طلب حاجت اور استعانت صرف اللہ وحدہ لا شریک لہ کا حق ہی اور بغوی نے معالم مین لکھا ہی کہ
استعانت بہی ایک قسم عبادت کا ہی اور عبادت اطاعت ہی ساتھہ عجز اور انکسار کی اور بندہ کا نام عبد اسی واسطے رکھا
ہی کہ اسمین ذلت اور انقیاد ہی چنانچہ عرب مین بولا کرتے ہین طریق معبد یعنی مذلل انتہی تائید مجیب یعنی مولانا محمد اسحاق
دام ظلہ نے اپنے مسائل کی چالیسوین سوال کی جواب مین نقل کیا ہی کہ فتاوی بزازیہ وغیرہ مین بحر الرائق سے لکھا ہی کہ جو
شخص اس بات کا قایل ہو کہ ارواح مشایخ کی حاضر رہتی ہین اور معلوم کر لیتی ہین وہ کافر ہی جیسا کہ فخر الدین ابو سعید
عثمان الجیانی ابن سلیمان الحنفی نے اس رسالہ مین لکھا ہی کہ شخص ظن کرے میت کا کہ تصرف کرتا ہی کامون مین سواے
اللہ تعالی کے اور وہ شخص اسپر اعتقاد رکھے وہ کافر ہی انتہی قولہ اور مشکوۃ شریف مین بروایت احمد اور
ترمذی منقول ہی کہ ابن عباس نے بیان کیا کہ مین ایک روز آنحضرت کے پیچھے تھا آپ نے فرمایا اے لڑکے یاد رکھہ اللہ کو کہ
وہ تجھکو یاد رکھیگا یاد رکھہ اللہ کو کہ تو پاویگا اوسکو اپنے روبرو اور جب کبھی تو کچھہ چیز مانگے تو اللہ ہی سے مانگنا اور جب کبھی
تو مدد چاہے تو اللہ ہی سے مدد چاہنا اور یقین جان رکہنا تو کہ بیشک اگر سب لوگ اتفاق کرین اور اکٹھے ہووین
اسبات پر کہ تجکو فایدہ پونچاوین نہ پونچا سکینگے تجکو کچھہ فایدہ مگر جتنا کہ لکھہ دیا ہی اللہ نے تیرا واسطے اور اگر اکٹھے
ہووین سب لوگ اسبات پر کہ تجکو کچھہ نقصان پونچاوین نہ پونچا سکینگے تجکو کچھہ نقصان مگر اوسی قدر جو لکھہ
دیا ہی اللہ نے تجپر اوٹھا لی گئی قلم اور سوکھہ گئی کاغذ انتہی اور شیخ عبد الحق نے مشکوۃ شریف کی عربی شرح مین لکھا ہی کہ
سواے انبیا علیہم السلام کے اور کسی کو اہل قبور سے مدد چاہنا اکثر فقہانے منع کیا ہی اور انکار کیا ہی اور فرمایا ہی کہ
قبرونکی زیارت کرنی صرف اسیواسطے مقرر ہوئی ہی کہ وہان جاکر اپنی آخرت واسطے اور اہل قبور کیواسطے اللہ کی جناب مین
دعا اور استغفار کرین اور دعا اور کلام اللہ پڑہ کر انکو فایدہ پونچاوین انتہی جاننا چاہیی کہ شیخ کی اس عبارت سے ایسا
ثابت ہوا کہ اہل قبور سے استعانت اور استمداد ممنوع ہی لیکن انبیا علیہم السلام اس حکم مین داخل نہین بلکہ مستثنی ہین لیکن
انبیا علیہم السلام کی مقابر شریف کے پاس جاکر اونسی استعانت ممنوع نہین اس لحاظ سے کہ انبیا علیہم السلام کو عالم برزخ
مین حیات ابدی ثابت ہی کہ اور انکو سواے شہدا کی جو فی سبیل اللہ مارے گئی ہین ثابت نہین اور حقیقۃ الحال تو یہ ہی
کہ حیات عالم برزخ کی مماثل اور مانند حیات دنیا کی نہین بلکہ احکام دنیا کی اور طریق ہین اور احکام برزخ کی اور
پر سوا اسکی اہل سنت نے انکو بہی استمداد اور استعانت کیواسطے انبیا علیہم السلام کو عام الحقیقت استعانت اور استمداد اہل قبور سے مستثنی

کرنا اوپر قاعدہ فقہا کی درست نہین تا ابس حق بات یہہ ہی کہ انکار فقہا کا اس امر استعانت او استمداد مین عام ہی
یعنے کسی اہل قبور سے استعانت و استمداد جایز نہین خواہ وہ اہل قبور انبیا علیہم السلام ہون خواہ اولیا اور شہدا علیہم
الرضوان جیسا اوپر کی مشکوۃ شریف کے حدیثون سے اور مجمع البحار اور معالم کی عبارت سے معلوم ہوا ہے جسکا تفصیل
یعنے باوجودیکہ انبیا اور شہدا علیہم الصلوۃ والسلام کو عالم برزخ مین حیات بہی ثابت ہے لیکن جیسا کہ دنیا مین تکلف شرعی
مثل تبلیغ رسالت و جہاد اور صوم اور صلوۃ اور حج اور زکوۃ اور کلام اور سلام اور انجاح مطالب ہر خاص و عام
وغیرہ ذالک جاری تہی سو اب سب باتین عالم برزخ مین لنبی مرفوع اور موقوف ہین تنبیہ باتہ مسائل کے جن
سوالکی جواب مین لکہا ہی کہ اکثر حنفیہ کے نزدیک سماعت میت کی ثابت نہین چنانچہ کافی شرح وافی اور فتح القدیر حاشیہ ہدایہ
مین مستخلص شرح کنز اور کفایہ شرح ہدایہ سے بیچ احکام یمین بالضرب والقتل وغیرہا کے نقل کیا ہی کہ اگر کوئی شخص کسی سے کہی
کبہی تجکو مارون یا کبہی تجہسے کلام کرون یا کبہی تیری پاس آؤن یا کسی عورت سے کہے اگر مین تیرا [illegible] کرون یا تیرا
بوسہ لون تو میرا فلانا غلام آزاد ہی یا میری فلانی عورت کو طلاق ہی یہہ سب باتین [illegible] اور مقید بحیات کے ہین
حتی کہ اگر جس شخص سے اوسنی یہہ عہد کیا تہا اور قسم کہائی تہی وہ مر گیا اور بعد مرنے کے اس عہد کرنیوالی نے اوس مردہ کو
مارا یا اوس سے کلام کیا یا اوسکی پاس آیا یا وہ عورت مر گئی اور عہد کرنیوالی نی اسکی ساتہہ بعد مرنیکے وطی کیا یا اوسکا
بوسہ لیا تو وہ عہد کرنیوالا حانث ہوگا اور نہ وہ غلام اوسکا آزاد ہوگا اور نہ اوسکی عورت کو طلاق ہوگی اسواسطے کہ ضرب
اوس فعل کا نام ہی جس سے درد اور الم پہنچے اور مردیکو بعد موت کے کسی کی ضرب سے الم ہونا ثابت نہین اور مقصود کلام
کرنیسے کلام کا سمجہانا ہی سو وہ بہی بعد موت کی ثابت نہین لقول اللہ تعالی انک لا تسمع الموتی اور کسیکی پاس جانیسے
اوسکی تعظیم منظور ہی یا تحقیر سو وہ بہی بعد موت کے متحقق نہین اسواسطے کہ میت قبر پر جانیسے قبر کی زیارت ہوتی ہی نہ میت
کی زیارت اور مقصود وطی سی اور بوسہ لینی سی قضا شہوت ہی سو وہ بہی بعد موت کے حاصل نہین اور ان کتب مستندہ
مذکورہ مین یہہ بہی لکہا ہے کہ اگر کوئی یہہ سوال کری اور پوچہی کہ جسصورت مین یہہ سب باتین متعلق بحیات ہین یعنے بعد موت
ثابت نہین تو پیغمبر صاحب صلعم نی جو مشرکین مقتولین جنگ بدر کو سنانے کے لیے پکارا تہا اور فرمایا تہا کہ اب پایا جو وعدہ
کیا تہا تمسی تمہارے رب نی اس فرمانیسے کیا حاصل اور فایدہ تہا اسکا یہہ جواب ہی کہ اول تو اس حدیث کے صحت اور ثبوت
مین کلام ہی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نی اسکو سنکر فرمایا کہ کیونکر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہہ فرمایا اسواسطے کہ اللہ تعالی نی
فرمایا ہی انک لا تسمع الموتی اور فرماتا ہی وما انت بمسمع من فی القبور اور اگر بالفرض حدیث ثابت ہے

بعض نے یون جواب دیا ہی کہ مقصود اس کلام سے زندونکو پند اور نصیحت تہا نہ کہ سمجہانا اور سنانا مُردونکا انتہی ور مائۃ مسائل
کی تیسوین سوال کی جواب مین بروایت فقیہی ملا علی قاری کی شرح فقہ اکبر سے منقول ہے کہ جاننا چاہیے اس بات کو کہ انبیاء علیہم
السلام کوئی بات غیب کی نہین جانتے تہی مگر جسقدر کہ اللہ انکو کسی وقت کوئی چیز معلوم کروا دیتا ہی سو جو کوئی ایسا
اعتقاد رکہی کہ رسول صلعم غیب کی باتین معلوم کرلیتے تہے حنفیہ نے اُس شخص صریح تکفیر کا حکم کیا ہی لمعارضۃ قولہ
تعالی قل لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللہ وما یشعرون ایان یبعثون یعنی حکم تکفیر کا
اسواسطے کہ اللہ تو فرماتا ہی کہ سوائی اللہ کے کوئی شخص آسمانمین ہو یا زمین مین غیب کی بات کو نہین جانتا ہی اُس نے
خلاف فرمودہ حقتعالی کے کیون ایسا اعتقاد کیا انتہی یعنی مائۃ مسائل کی عبارتکا مطلب تمام ہوا اور فتاوی قاضیخان کی
فصل شرایط النکاح مین لکہا ہی کہ جو شخص کسی عورت کے ساتھہ نکاح کری اور اللہ کو اور رسول صلعم کو گواہ ٹہراوے تو وہ نکاح
باطل ہے اسواسطے کہ پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا ہی کہ نکاح بغیر گواہونکی جائز نہین لیکن تمام کہ بگواہی خدا اور رسول کی ہووے
نکاح شریعت مین لغو ہی اور فقہا نے کہا ہی کہ یہہ گواہ کرنا اور ایسی بات کرنا کفر ہے اسلیے کہ اُس نے اعتقاد کیا کہ رسول اللہ
غیب جانتے ہین اور یہہ اعتقاد کفر ہی انتہی اور اسیطرح بالائیسندا در عقاید سنیہ اور عینی اور عالمگیری اور فصول عمادی
اور خزانۃ الروایات اور در مختار اور شرح در تصنیف ملا علی قاری مین لکہا ہے یعنی یہہ اعتقاد کرنا کہ پیغمبر غیب جانتے ہین رسول
خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو گواہ کرتے ہین تو آپ صاحب نے سمجہ لیا ہوگا کہ ایسا اعتقاد کرنے سے کفر لازم آتا ہی اور دیکہی مُردون
کے عدم سماعت ہونے کو تفسیر کشاف اور مدارک اور بیضاوی اور جلالین جامع القرآن اور موضح القرآن اور شرح مقاصد
اور شامی اور نظم الدلائل اور شرح وقایہ اور علامہ قاسم اور غرایب فی تحقیق المذاہب بحر الرائق اور فصول فی تحقیق الاصول
اور مجمع البحار اور فتح القدیر وغیرہ کتب فقہ مین موجود ہی چنانچہ واسطے سند کے عبارت ان سب کتابون کی لفظا لفظا لکہی جاتی
ہین فی الکشاف قولہ تعالی انما یستجیب الذین یسمعون یعنی ان الذین تحرص علی ان یصدقوک بمنزلۃ الموتی
الذین لا یسمعون وانما یستجیب من یسمع کقولہ انک لا تسمع الموتی والموتی یبعثہم اللہ مثل
لقدرتہ علی الجائہم الی الاستجابۃ بانہ ہو الذی یبعث الموتی من فی القبور یوم القیامۃ ثم الیہ
یرجعون للجزاء فکان قادرا علی ہؤلاء الموتی بالکفر ان یحییہم بالایمان وانت لا تقدر علی ذلک وقیل
معناہ وہؤلاء الموتی یعنی الکفرۃ یبعثہم اللہ ثم الیہ یرجعون فحینئذ یسمعون واما قبل
ذلک فلا سبیل الی استماعہم انتہی وفی المدارک قولہ تعالی والذین کذبوا بایتنا یعنی
بالقران ومحمد صلی اللہ علیہ وسلم وقیل کذبوا بحجج اللہ وادلتہ علی توحیدہ صم یعنی

يعنى سماع الحق وبكم يعنى عن النطق والمعنى انهم في حال كفرهم وتكذيبهم كمن لا يسمع ولا
يتكلم فلهذا اشبه الكفار بالموتى لا تسمع ولا تتكلم كذا قال ابن الخازن العراقي الشافعي في
تفسير لباب التاويل في معنى التنزيل وقال الامام محي السنة في معنى التنزيل تحت هذه الآية
انك لا تسمع الموتى الآية انهم لفرط اعراضهم عما يدعون اليه كالميت الذي لا سبيل الى سماعه
والصم الذين انتهى وايضا في المدارك قل ادعوا الذين زعمتم انها الهتكم من دونه
من دون الله وهم الملئكة وعيسى وعزير ونفر من الجن عبدهم ناس من العرب
ثم اسلم الجن ولم يشعروا فلا يملكون كشف الضر عنكم ولا تحويلا ادعوهم فلا يستطيعون
ان يكفوا عنكم الضر من مرض وفقر وعذاب ولا ان يحولوها الى آخره انتهى وفي البيضاوي
انما يستجيب الذين يسمعون اى انما يجيب الذين يسمعون بفهم وتاويل كقوله او القى السمع وهو
شهيد وهولاء كالموتى الذين لا يسمعون والموتى يبعثهم الله فيعلمهم حين لا ينفعهم الايمان
ثم اليه يرجعون للجزاء انتهى وايضا في البيضاوي في قوله تعالى وهم عن دعائهم غافلون لانهم
جمادات واما عباد مسخرون مشتغلون باحوالهم انتهى وفي الجلالين والموتى اى الكفار
شبههم بهم في عدم السماع يبعثهم الله في الآخرة ثم اليه يرجعون يردون فيجازيهم باعمالهم
انتهى وفي جامع القرآن قوله تعالى انما يستجيب دعوتك بالايمان الذين يسمعون لا من
ختم الله على سمعه فلا يتامل ولا يفهم والموتى يبعثهم الله اى الكفار كالموتى لا يسمعون
يبعثهم فيعلمون لا ينفعهم انتهى اور موضح قرآن میں اسی آیت کے فائدے میں لکھا ہے کہ یہ کافر مثل مردوں کے
ہیں سنتے نہیں قیامت میں دیکھکر یقین کرینگے انتہى وفي شرح المقاصد اما قوله تعالى وما انت
بمسمع من في القبور فتمثيل حال الكفرة بحال الموتى ولا نزاع في ان الموتى لا يسمعون انتهى وفي
الشاشي من حلف لا يكلم فلانا فكلمه بعد موته لا يحنث لعدم السماع انتهى وفي نظم الدلائل ونحن
نعترف بان الذين في القبور لا يسمعون ما يكون من الموتى انتهى وفي الدر المنتقى للعلامة القاسم المبين لا يملك
وانما ظن ان الميت يتصرف في الامر كفر انتهى وفي الغرائب في تحقيق المذاهب انه راى الامام ابو حنيفة
رحمه الله من ياتي في القبور لاهل الصلاح فيسلم ويخاطب ويكلم ويقول يا اهل القبور هل لكم من خبر
وهل عندكم من اثر اني اتيتكم من شهور وليس سوالي منكم الا الدعاء فهل دريتم ام غفلتم + +

فسمع ابو حنیفة یقول مخاطب بهم فقال هل اجابوا لك قال لا فقال سحقا لك وتربت یداك
كیف تكلم اجسادا لا یستطیعون جوابا ولا یملكون شیئا ولا یسمعون صوتا وقرأ وما
انت بمسمع من فی القبور انتهی وفی مجمع البحار من قصد بزیارة قبور الانبیاء والصلحاء ان یصلی عند قبورهم
ویدعو عندها ویسألهم الحوائج فهذا لا یجوز عند احد من علماء المسلمین فان العبادة
وطلب الحوائج والاستعانة حق لله وحده انتهی وفی فتح القدیر فی كتاب الجنائز هذا مثال
الكنز مشكل وهو ان المیت لا یسمع عندهم علی ما صرحوا به فی كتاب الایمان فی باب الیمین بالضرب لو حلف
لا یكلمه فلانا فكلمه میتا لا یحنث لانها تنعقد علی ما حیث یفهم والمیت لیس كذلك لعدم السماع
انتهی والضافیه فی ذلك ابیات قوله وكذلك الكلام یعنی اذا حلف لا یكلمه اقتصر علی الحی
فلو كلمه بعد موته لا یحنث فان المقصود منه الافهام والموت ینافیه لانه لا یسمع فلا یفهم انتهی

اور رسالہ مذہبیہ میں لکھا ہے کہ انبیاء اور ملائکہ علیہم السلام باوجودیکہ اشرف المخلوقات اور مقربان بارگاہ ہیں لیکن مانند سائر
مخلوقات کے کچھ علم اور قدرت نہیں رکھتے ہیں مگر جسقدر کہ حقتعالی نے انکو علم دیا ہے اور قدرت بخشی ہے اور بیان ذات
اور صفات حقتعالی کی بیان کرتے ہیں جیسا کہ سب سلمان رکھتے ہیں یہہ دریافت ادراک کنہ الہی کی باتھہ عجز اور قصور کے
معترف اور مقر ہیں اور ادای حقوق بندگی اور طاعت میں بقدر وسعت اور طاعت شکر توفیق ناطق ہیں انتہی
محصلہ اور مولانا عبد القادر محدث دہلوی قدس سرہ نے موضح قرآن میں آیت کریمہ والذین یدعون من دون
اللہ لا یخلقون شیئا وہم یخلقون اموات غیر احیاء وما یشعرون ایان یبعثون کی فائدہ میں لکھا ہے شاید یہ انکو دیا
جو مری ہوئی بزرگونکو پوجتے ہیں اور موضح قرآن میں بیچ قصہ اصحاب کہف کے قالوا لبثنا یوما او بعض یوم
کی فائدہ میں لکھا ہے کہ اصحاب کہف کو اپنا سیکڑوں برس رہنا ایکدن معلوم ہوا مردہ اور سوتا برابر ہے یعنی جیسا
مردہ کچھہ سنتا جانتا نہیں ویسا ہی سوتے کو بھی کچھہ معلوم نہیں ہوتا اور موضح قرآن میں یہہ بھی لکھا ہے کہ حضرت عزیر پیغمبر علے
نبینا وعلیہ السلام کو اپنا سو برس مردہ رہنا ایکدن معلوم ہوا انتہی سو اسی سے بھی ثابت ہے کہ مردونکو جب حال احیا کی
بے فائدہ ہے اور انکو عالم الغیب اعتقاد کرنا کفر ہے اور موضح قرآن میں انما یستجیب الذین یسمعون آخرہ کے فائدہ میں ہے
کہ یہہ کافر مثال مردونکے ہیں سنتے نہیں قیامت میں جو کچھہ کہ یقین کرینگے اور بلاغ المبین میں لکھا ہے کہ شرح الصدور
میں حدیث مرفوعا ولیردنه قبیحا کما زاده قبحا کے معنے میں بیانکیا ہے کہ ظاہر حدیث سے ایسا

الحقیقۃ اگر کسی زندہ دل کو پاوے اور اس سے کچھ فایدہ باطنی حاصل نہووے تو گویا اوس نے مردہ دل کو دیکھا اور شیخ
بہاء الدین زکریا ملتانی قدس سرہ نے بھی فرمایا ہے کہ اس حدیث میں رزق علم مراد ہے خواہ فایدہ ظاہری ہو
خواہ باطنی اسواسطے کہ حدیث میں لم یرزق منہ شیئا فرمایا ہے لم یرزق طعاما نہیں فرمایا چنانچہ اکثر دعا میں کہتے ہیں
اللّٰھم زدنی علما نافعا وفھما کاملا انتھی حق وہی ہے جو مجیب ممدوح نے لکھا کہ انکار فقہا کا اس
امر استعانت اور استمداد میں علم ہے الی آخر ما قال **قولہ** اسیطرح کسی قبر کے گرد طواف کرنا اور آس پاس پھرنا
بھی جایز نہیں خواہ کسی نبی علی نبینا وعلیہ السلام کی قبر شریف ہو خواہ کسی ولی علیہ الرحمۃ کی ہو چنانچہ ملا علی قاری رحمہ
اللہ نے شرح مناسک میں لکھا ہے کہ طواف نکرے یعنی گرد پہیرے کسی مکان کے گرد بقصد تبرک کے کیونکہ طواف کرنا کعبہ شریف کو
مخصوص ہے پس قبور انبیا واولیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کے گرد طواف کرنا حرام ہے اور اس فعل کو اگر عوام جاہل عمل میں لاویں
تو انکا کچھ اعتبار نہیں اگرچہ بظاہر علما اور مشایخ کی صورتیں ہوں تنبیہ سوا حجین لکھا ہے اگر کوئی شخص سوا
کعبہ شریف کے کسی اور مسجد کا طواف کرے تو اوسپر خوف کفر کا ہے اسیطرح کفایہ حاشیہ ہدایہ میں بھی ہے **قولہ** اور اسیطرح
قبر کو بوسہ دینا اور اوسکی طرف کو سجدہ کرنا اور اوسپر چراغ جلانا بھی درست نہیں شرعۃ الاسلام میں لکھا ہے کہ گور کیطرف
کو سجدہ کرنا اور اوسکو بوسہ دینا اور ہاتھ سے چھونا اور اوسکے گرد پھرنا اور اہل قبور سے حاجت روائی چاہنا اور قبرستان
میں چراغان یعنی روشنی کرنا یہہ سب امور مکروہ تحریمی ہیں انتہی اور احیاء العلوم میں لکھا ہے کہ قبروں کی زیارت
کرنیمیں مستحب یوں ہے کہ قبلہ کو پیٹھ دیکر اور مردے کے موں کیطرف مقابل کھڑا ہو کر سلام علیک کہے اور پہر لکھا
گیا لیکن قبر کو نہ ہاتھ سے چھووے نہ بوسہ دیوے کہ یہہ عادت نصارا کی ہے انتہی اور فتنہ میں ہے کہ علما رحمہم اللہ سے منقول ہے
مشایخ بلخ کے اُن سب کو انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہہ عادت اہل کتاب کی ہے اور رسالہ مسائل کے اٹھتیسویں سوال کے
جواب میں لکھا ہے کہ ملا علی قاری نے عین العلم کی شرح میں اور سوا اسکے اور فقہا نے لکھا ہے کہ قبر کو اور تابوت کو اور دیوار کو
ہاتھ نہ لگاوے کہ آنحضرت کے مزار شریف کے ساتھ ایسی حرکت کرنے کو منع وارد ہے پس اور کسی قبر کو کیا اعتبار ہے اور جب
یہی وہ کہ بوسہ تو ہاتھ لگانے سے بھی زیادہ ہے اور حجر اسود کو مخصوص ہے **قولہ** اور شیخ الاسلام نے کشف الغطا میں
لکھا ہے کہ قبر پر ہاتھ نہ رکھے اور نہ چھووے اور پیٹھ نہ جھکاوے اور اوسکی خاک موں کو نہ ملے کہ یہہ عادت نصارا کی ہے
اور مشایخ وعلما ان سب باتوں کو بہت شدت اور تاکید سے منع فرماتے ہیں اور یہہ مضمون کتابوں میں موجود ہے
قبر پر غلاف اور چادر بھی ڈالنا درست نہیں چنانچہ نصاب الاحتساب میں لکھا ہے کہ مرد کی قبر پر غلاف ڈالنا درست نہیں
مطلقاً اور عورتوں کی قبر میں تختہ کہنے سے پہلے نامحرموں کی نظر سے عورت کا جنازہ پوشیدہ کرنا اور غلاف ڈالنا جایز ہے

بعد دفن کر چکنے کے میت کی قبر پر غلاف بھی ڈالنا جائز نہین ایکبار حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ نے ایک شخص کے
قبر پر غلاف پڑا دیکھا تو آپ نے لوگون کو اس حرکت سے منع کیا اور علی ہذا القیاس قبر پر پھول ڈالنا بھی درست
نہین اسواسطے کہ تقرب لیے غیر اللہ کے ممنوع ہے اور حرام اور چادر پھولون کی جہاری پر ڈالنا بدعت ہے اور مکروہ تحریمہ
تنبیہات مسائل کے اکتیسوین سوال کے جواب مین لکھا ہے کہ اگر واسطے تقرب میت کے اوسکی قبر پر پھول ڈالتے ہین تو
بالاجماع باطل و حرام ہو جاتا ہے کہ درمختار وغیرہ کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے اور اگر واسطے زیب و آرائش قبر کے ہو تو
بھی مکروہ ہی اسواسطے کہ قبر محل لایق زینت کا نہین بلکہ جگہ خوف و عبرت کی ہے لیکن رقت کے پاس ایسے کام کرنا چاہیئن
جنسے دنیا کا بھولجانا اور دوسری غفلتی حاصل ہوا اور عاقبت یاد آوی کہ اسیواسطے آنحضرت نے زیارت قبور کا
حکم فرمایا ہے سو جو کام کہ خلاف مقصود شرع کے ہے وہ زیارت قبور سے مطلوب نہین اور آرائش و تجمل قبور کے صریح خلاف
مقصود شارع کے ہے اور جو لوگ کہ سبزہ اور گل قبر پر ڈالنا جائز رکھتے ہین وہ اس حدیث کو سند پکڑتے ہین اور دلیل لاتے
ہین کہ ایکبار آنحضرت ﷺ دو قبرون پر گزرے تو فرمایا کہ یہ دونون قبر والے عذاب مین گرفتار ہین اس سبب سے کہ ایک ان
دونون کا پیشاب کرنیکے بعد استنجا نہین کرتا تھا اور دوسرا چغل خور تھا بعد اسکے آنحضرت ﷺ نے ایک تر شاخ کو دو ٹکڑی کر کے
دونون قبرون پر ایک ایک ٹکڑا گاڑ دیا یارون نے پوچھا یا رسول اللہ آپ نے یہ کیا کیا فرمایا امید ہے کہ ان ٹکڑون کے سوکھنے
سے پہلے ان دونون کی عذاب مین تخفیف ہو جاوے شیخ عبدالحق قدس سرہ نے اس حدیث کی شرح مین لکھا ہے کہ اس حدیث کو بعضے
سبزہ اور گل اور ریحان قبر پر ڈالنیکے واسطے استدلالی ہین اور خطابی جو اہل علم کے امام اور شارحان حدیث کے ہین اونہونے
اس قول کو رد کیا ہے اور لکھا ہے کہ اس بات کی کچھ اصل نہین اور تر و تازہ سبزہ اور رنگ گل لینے کے واسطے اس حدیث کو سند ٹھیرانا بیجا ہے
اور صدر اول مین نہ تھا اور بعضون نے لکھا ہے کہ بنا اس تحدید کی بعد توقیت کے اس پر ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ان دونون کیواسطے جناب الٰہی
مین شفاعت کی تخفیف عذاب مین سو وہ شفاعت قبول ہوئی اس شاخ کی خشک ہونیکے وقت تک اور لفظ لعل کا جو
وارد ہے حدیث مین سو وہ لفظ اسی مطلب کو چاہتا ہے اور کرمانی نے لکھا ہے کہ لکڑی مین واسطے دفع عذاب کے کچھ خاصیت
نہین بلکہ دفع عذاب بسبب برکت دست مبارک آنحضرت ﷺ کے تھا **قولہ** اور قبر پر خیمہ اور شامیانہ کھڑا کرنا بھی مکروہ ہے
شرعۃ الاسلام وغیرہ مین لکھا ہے کہ قبر پر مسجد بنانا نماز پڑھنی کو اور قبہ بنانا خیمہ کھڑا کرنا قبر پر سایہ کرنا مکروہ ہے اسواسطے
کہ میت کو تو اوسکا عمل ہے سایہ کرتا ہے **تائید** اور حافظ الاسلام محمد بن اسمعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح مین بیچ باب
الجریدۃ علی القبر کے لائے ہین کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے عبدالرحمن کی قبر پر خیمہ کھڑا ہوا دیکھا تو کہا لوگون سے کہ اسکو
دور کرو عبدالرحمن کا تو عمل ہے اوسکو سایہ کرتا ہے اور تنبیہات مسائل مین جابر رضی اللہ عنہ سے حدیث نقل کی ہے کہ رسول خدا

صلے اللہ علیہ وسلم نے قبر کو گچ کرنے سے اور اوس پر کچھ بنانے سے اور اوس پر بیٹھنے سے منع فرمایا ہے روایت کیا اسکو مسلم نے کذا فی المشکوٰۃ اور مروی ہے انہا حدیث
مین عام ہے کہ عمارت بنائی جاوے یا خیمہ کہڑا کیا جاوے جیسا کہ ترجمہ مشکوٰۃ شیخ عبد الحق اور شرح مشکوٰۃ ملا علی قاری کے لکہنے سے
معلوم ہوتا ہے الی آخرہ انتہی اور طیبی شرح مشکوٰۃ شریف مین لکہا ہے کہ لفظ حدیث کا یعنی ان یبنی علیہ دو وجہ کا احتمال
رکھتا ہے ایک یہ کہ بنا قبر پر پتہر وغیرہ سے بنائی جاوی یا جو چیز کہ قائم مقام پتہر کے ہو اور دوسری وجہ یہ ہے کہ قبر پر خیمہ یا مانند اسکی کچھ
اور کہڑا کیا جاوے سو دونون چیزین ممنوع ہین اسواسطے کہ اس سے کچھ فائدہ نہین اور عمل جاہلیت کا ہے انتہی اور جوہرہ شرح
قدوری مین لکہا ہے کہ قبر کو کہگل کرنا اور اوس پر گچ کرنا اور اوس پر کچھ بنانا اور اوس پر کچھ لکہنا مکروہ ہے کیونکہ نبی صاحب صلے اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ہے کہ قبرونکو گچ مت کرو اور نہ اوس پر کچھ بناؤ اور نہ اوس پر بیٹہو اور نہ کچھ لکہو انتہی اور اسیطرح زیلعی شرح کنز اور بحر الرائق
شرح کنز اور فتح القدیر اور منح الغفار اور درر الحکام اور خلاصۃ الفقہ اور خلاصی اور مجمع البحرین مین لکہا ہے اور کبیری
شرح منیۃ المصلی اور صغیری شرح منیۃ المصلی مین لکہا ہے کہ امام اعظم ابو حنیفہ سے منقول ہے کہ قبر پر گہر یا قبہ یا گنبد وغیرہ بنانا مکروہ
ہے اور جامع الرموز شرح مختصر وقایہ مین لکہا ہے کہ قبر پر مقبور کا نام لکہنا اور کچھ بنانا اور نقش و نگار کرنا یا قبر کو چونا
اور گچ لگانا یہ سب مکروہ ہے انتہی اور مضمرات اور زینی مین ہے کہ نبی صاحب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قبر کو ہوا لگنی
اور اوس پر بیٹہنے سے صاحب قبر کی گناہ معاف ہوتے ہین انتہی اور طحطاوی حاشیہ در مختار مین لکہا ہے کہ زینت کیواسطے قبر پر کچھ
بنانا حرام ہے اور محکم اور مضبوط ہونیکے واسطے بنانا مکروہ ہے اسواسطے کہ بنا تو واسطے بقا کی ہوتی ہے اور قبر مقام فنا کا ہے انتہی اور
اسیطرح فتاوی قاضیخان اور فتاوی عالمگیری اور فتاوی برہانیہ اور فتاوی سراجیہ اور فتاوی ابراہیم شاہی اور
مختار الفتاوی اور فتاوی عجیبہ اور مفید المستفید اور محیط اور بزازیہ اور مالابد منہ اور امداد الفتاح شرح نور الایضاح
وغیرہ مین یہ موجود ہے اور مفید المومنین مین لکہا ہے کہ قبرون پر بنا کرنا حرام ہے اور جو شخص اسکو مباح کہے تو اوس نے
چیز کو مباح کہا جو سنت سے ممنوع اور منہی عنہ ہے انتہی اور تحفۃ العلما مین لکہا ہے کہ قبرون پر مثل قبہ وغیرہ کچھ بنانا
جائز نہین خواہ وہ قبرین اولیا اور علما کی ہون خواہ کسی اور کی انتہی غرضکہ سب کتابون مین فقہ اور حدیث
مین قول آنحضرت اور صحابہ اور تابعین اور ائمہ مجتہدین اور فقہا اور محدثین متقدمین اور متاخرین سے حرمت
اور کراہت ان سب چیزونکی مرقوم ہے قولہ اور سوا خدا تعالی کے کسی اور کیواسطے نذر لیتے منت ماننا اور شیرینی
یا طعام بطریق نذر کے یا بطریق تقرب کے اوسکے پاس لیجانا بہی جائز نہین بلکہ بدعت اور مکروہ تحریمی اور یہ کام
تو کفار اپنے بتونکی ساتھ کیا کرتی ہین در مختار مین لکہا ہے جو نذر کہ ہوتی ہے کیواسطے مقربین کے ہین جو دراہم اور دنانیر
شمع اور تیل وغیرہ کہ ملتی ہے سبب تقرب کے بلحاظ اولیائے کرام کے قبرون پر لیجاتی ہین سو حکم اوسکا بالاجماع باطل ہی

نزدیک باطل اور حرام ہی جبتک کہ اوسکی خرچ کرنیکا قصد فقرا اور مساکین پر نہو اور ان باتمین بہت لوگ مبتلا اور عادی
ہوئی ہین علی الخصوص نسا مین چنانچہ علامہ قاسم نے درر البحار کی شرح مین لکھا ہی کہ اسیطرح امام رحمۃ اللہ نے
فرمایا کہ اگر عوام لوگ میری غلام ہو جاوین تو مین اونکو آزاد کر دون اور اونکی میراث قبول نکرون اور اسواسطے کہ
وہ عوام سمجھتے نہین سو ہر کوئی اونکی یہ حرکتین دیکھکر فریفتہ اور مغرور ہوتے ہین انتہی اور کشف الغطا مین بحر الرائق سے
منقول ہی جو نذر کہ عوام الناس اولیا او صلحا کی قبرون پاس جا کر مانا کرتی ہین اور یون کہتی ہین کہ یا فلانے حضرت اگر تم
ہمارے فلانی حاجت پوری کرو گی تو ہم اسقدر نقد یا کھانا وغیرہ تمہاری نذر ادا کرینگی سو یہ نذر بالاجماع باطل ہے
اسواسطے کہ کسی مخلوق کی نذر ماننا اور اوسکا کرنا جایز اور روا نہین انتہی اور فتاوے عالمگیری مین بھی اسیطرح لکھا ہی اور مشکوٰۃ
شریف مین لکھا ہی کہ ابو داود نے روایت کیا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لَا وَفَاءَ لِنَذْرٍ فِي مَعْصِيَةِ اللهِ
یعنی جس نذر کی وفا کرنے مین اللہ تعالی کا گناہ ثابت ہوتا ہو اوسکا وفا کرنا درست نہین رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا
وَإِسْرَافَنَا فِي أَمْرِنَا وَثَبِّتْ أَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ ما لابد منہ مین لکھا ہی کہ انبیا اور اولیا علیہم الصلوٰۃ
والسلام کی قبر کی طرف سجدہ کرنا اور اونکی گرد پھرنا اور اونسی دعا مانگنا اور اونکی نذر ماننا حرام ہی بلکہ بعضی چیزین
امنین کفر کو پہنچا دیتی ہین پیغمبر صاحب صلعم نے ایسے لوگون پر لعنت کیے ہی اور ایسی کاموسی منع فرمایا اور کہا کہ میری قبر کو بت
بناو انتہی قولہ خاتمہ اس بیانمین کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہی جو شخص ہی اسکو مرنا برحق ہی پس کیسے آدمیکو موت سے چارہ
نہین ہر ایک کو شربت موت کا چکھنا لازم ہی سو باوجود اس امر یقینی اور لابدی کی کوئی نہین جانتا کہ کہان کیسے کہان مریگا اور
کب مریگا اور کل روز آیندہ مین کیا کریگا یہانتک کہ انبیا اور رسل علیہم الصلوٰۃ والسلام بھی اسبات مین فرماتی ہین کہ
ہمکو اسکی کچھ خبر نہین چنانچہ اشرف المخلوقات سرور کائنات حبیب خدا سرگروہ انبیا یعنی ہمارے پیغمبر صاحب نے بھی فرمایا
اور کئی بار قسم کھا کر کہا کہ باوجودیکہ مین رسول خدا کا ہون تو بھی نہین جانتا کہ میرے ساتھ کیا معاملہ ہوگا اور تمہارے ساتھ
کیا معاملہ ہوگا پس اس صورت مین ہر ایک مسلمانکو لازم ہی کہ جمیع حق داروںکے حقوق ادا کرنے مین جلدی کرین اور سب کے
حق ادا کرتی رہین کہ مبادا ایسی وقت مین موت آ گھیرے کہ نوبت حق ادا کرنیکی نہ پہونچی پاوے پھر اوس حق کی بدلے مین قیامت
کی دن گرفتار اور ماخوذ ہون اللہ تعالی نے فرمایا ہی کہ جس وقت کسیکی موت آ پہونچتی ہی تو ایکدم کی فرصت تقدیم و تاخیر
نہین ہو سکتی اور یہ بھی جاننا چاہیے کہ آدمی کو دنیا مین دو چیزین بہت ناخوش ہین ایک موت دوسری محتاجی کنگال ہونا
حالانکہ یہ دونون بہتر ہین فرمایا اللہ صاحب نے سورۂ بقرہ مین کہ بعضے چیز ایسی ہے کہ وہ تمکو بری معلوم ہوتی ہی اور
فی الحقیقۃ وہ چیز تمہارے حق مین اچھی ہی اور بعض چیز تمکو اچھی لگتی ہی باوجودیکہ وہ چیز تمہارے واسطے اچھی نہین ہی سو موت تو سوا بہتر

ہری عمر ہو نہیں ہے اور تکلیف دنیا کی زیادہ ہوگی اور محتاج اور کنگال رہا ہو تو اچھا ہے کہ جسقدر دنیا میں آدمی کے
پاس مال اور اسباب دنیا کا کمتر ہوگا اوسیقدر قیامت کے دن حساب اوسکا بھی کمتر ہوگا اور فرمایا پیغمبر صاحب صلعم نے
تو کہ دنیا میں رہنا اسطرح اختیار کر جیسے کوئی مسافر یا راہ گیر اور شمار کر اپنی جانکو اہل قبور میں اور جاننا چاہیے کہ تین چیزیں
مرنیکے بعد جنازے کے ساتھ جاتی ہیں ایک میت کے خویش و اقربا دوسرا مال تیسرا میت کے اعمال سو اول اور دوسرا تو یہاں
ہی رہ جاتے ہیں اور صرف اعمال اوسکے خواہ نیک ہوں یا بد ہوں سو ہمیشہ قیامت تک اوسکے ساتھ رہتے ہیں قیامت کے
دن اون عملوں کا بدلہ ضرور دیکھیگا چنانچہ اللہ صاحب فرماتے ہیں جو کوئی ایک ذرہ برابر نیکی کریگا اوسکو بھی دیکھیگا اور
جو کوئی ذرہ برابر بدی کریگا اسکو بھی دیکھیگا قولہ اور دنیا میں آدمی کو چار چیزوں کی حاجت ہے کہ بغیر انکے جینا اور رہنا یعنی
[illegible] رہنا ہے ایک تو مکان اور دوسرا بدن چھپانیکو لباس تیسرا جلانیکو [illegible] کھانا یعنی [illegible]
چوتھا پیاس بجھانیکو پانی سو آدمیکو لازم ہے کہ ان چیزوں کو بقدر ضرورت بہم پہنچاکر شب و روز عاقبت کے سنبھالنے کی فکر میں لگا رہے
کیونکہ قیامت کے دن پانچ چیزوں کا سوال ہر ایک سے ہوگا ایک عمر کا سوال کہ کس کام میں خرچ کی دوسرا مال کا کہ
کس چیز میں صرف کی تیسرا اور چوتھا یہ کہ مال کھانے کے لئے یا اور کہاں [illegible] پایا پانچواں عمل کا بعد علم کے [illegible] جان بوجھکر اور علم
[illegible] کر اعمال نیک کیوں نہیں کئے [illegible] اوس دن کی بازپرس پوچھ کچھ کا اندیشہ و خیال رکھنا اور دنیا کی [illegible]
[illegible] وقت دل میں اوسکا خیال رکھنا اور اپنی عمر کو غنیمت جاننا [illegible] زندگی دنیا میں [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی پیروی اور اطاعت میں صرف کرے [illegible] اور جو کہا جاتا ہے کہ دنیا کی مزونمیں اولیا اور دیندار بھی [illegible] ہو بات
بہت مشکل ہے یہ نہیں جانتا کہ دنیا کی مزونمیں پڑکر تو اچھے لوگ بھی بگڑ جاتے ہیں بقول شیخ سعدی شیرازی
قطعہ هر که [illegible] ست از فقیه و پیر و مرید [illegible] و زبان آوران پاک نفس چون بدنیا [illegible] فرود آمد [illegible]
اور بقول مولانا جلال الدین رومی قدس سرہ بیت [illegible] دنیا [illegible] این فضول [illegible]
اور فرمایا پیغمبر صاحب صلعم نے فرمایا ہے کہ پانچ چیزوں کو غنیمت جانو جوانی کو بڑھاپے سے پہلے [illegible] صحت کو بیماری سے پہلے
و فراغت کو مفلس ہونیسے پہلے [illegible] کسی کام میں مشغول ہونیسے پہلے زندگی کو مرنیسے پہلے قولہ [illegible]
تقدیر [illegible] عمل صالح نصیب [illegible] اور ہمیشہ آخر عمر تک نیک کام کرتا رہا اور [illegible] وقت کلمہ توحید [illegible]
اس جہان فانی سے عالم باقی کو رخصت ہوا تو قطعا اور یقینا بلا حساب جنتی ہوا چنانچہ پیغمبر صاحب نے فرمایا ہے کہ جس شخص کا
[illegible] کلام لا الٰہ الا اللہ ہوگا وہ بہشتی ہوا [illegible] ایمان اور اسلام [illegible]
[illegible] آنحضرت نے فرمایا ہے کہ جب قیامت کے دن بندہ مومن [illegible] اعمال [illegible]

رو برو آکر کہیگی الٰہی مین نماز ہون تب اللہ صاحب فرماوینگے کہ تو خیر اور نیکی پر ہے پھر زکوٰۃ آکر عرض کریگی کہ مین
زکوٰۃ ہون اوسکو فرماوینگا تو بھی خیر و نیکی پر ہے بعد اوسکی روزہ حاضر ہوکر بولیگا کہ مین روزہ ہون اوسکو بھی اسطرح
ارشاد کریگا کہ تو بھی خیر و نیکی پر ہے غرضکہ اسیطرح اوسکی بعد سب اعمال نیک مرحبہ بمرحبہ والا مین حاضر ہوکر
عرض کرینگی اور سبکو وہی جواب ملیگا آخر سب کے بعد اسلام حاضر ہوکر کہینگا کہ خداوندا تو سلام ہے اور مین
اسلام ہون تو حقتعالیٰ اوسکو اسطرح فرماوینگا کہ تو بھی خیر اور نیکی پر ہے اور مین آج تیرے باعث سے مواخذہ کرونگا اور تیرے
واسطے بخشونگا جبکہ آنحضرت اسقدر احوال فرماچکے تو یہ آیت پڑہی ومن یرد اللہ ان یہدیہ یشرح صدرہ
للاسلام یعنے جس شخص کو اللہ چاہتا ہے کہ اوسکو ہدایت کرے اور راہ اسلام کی دکہاوے تو اوسکا سینہ وہ کشادہ فرماکر
کر دیتا ہے اسلام کیواسطے اب جاننا چاہئے کہ پورا مسلمان وہ ہے جو دنیا اور عقبیٰ کی جمیع امورمین ہر وقت اور ہر ساعت سنت
نبوی صلعم کی پیروی اور اتباع کا لحاظ رکہے اور کسی وقت کسی دل آزار کو بھی ناحق اور بیموجب شرعی اپنے ہاتھ اور زبان
سے نہ ستاوے آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والتحیۃ نے فرمایا ہے کہ مسلمان وہ شخص ہے جسکے ہاتھ اور زبان سے کسیکو تکلیف اور ایذا
نہ پہونچی پس آنحضرت کی پیروی اور اونکی طریق اور سنت کا اتباع ہر وقت ظاہر و باطن جان اور مال سے ہر فرد انسان پر فرض
اور واجب ہے اور آنحضرت کی پیروی اور طاعت کا ثمرہ محبت حقتعالیٰ کی ہے قولہ صلعم جبتک کہ خدا اور رسول
کی محبت سارے مخلوقات کی محبت پر انسان کی دلمین غالب نہوگی حلاوت اور مزہ ایمان کا نپاویگا چنانچہ اللہ
نے سورہ آل عمران مین خود فرمایا ہے کہ اے میرے رسول مقبول تم اون لوگون سے جو ہمارے محبت کا دعویٰ رکہتے ہین
فرماوو کہ اگر تم محبت اللہ کی رکہتے ہو اور اوسکے طالب ہو تو میری فرمانبرداری کرو اور میرے راہ پر چلو تو اللہ تمکو چاہیگا اور تمہارے
گناہون سے درگزر کریگا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور آنحضرت نے فرمایا کہ جس شخص مین تین چیزین ہونگے
تو وہ شخص ان چیزون کے باعث ایمان کی حلاوت اور چاشنی پاویگا ایک یہ کہ اوسکے نزدیک سب سے زیادہ دوست
اور محبوب وہی اللہ اور اوسکا رسول ہو دوسرے یہ کہ کسیکو دوست رکہے تو محض اللہ دوست رکہے تیسرے یہ کہ مسلمان ہونے کے
بعد مرتد اور کافر ہوجانیکو اور اسلام سے پھر جانیکو ایسا برا جانے جیسا کہ آگ مین جانیکو آگ مین پڑنیکو برا جانتا ہے اور
ہر ایک مسلمان کو چاہئے کہ آپسمین ایکدوسرے کا حق ادا کرین یعنے جسوقت ملاقات ہووے تو سلام اور کلام اور طعام سے پیش
آوین اور پیٹھ پیچھے اونکی خیرخواہی کرین اور حسد و بغض و کینہ اور دشنام ہرگز نکرین اور غیر کی عیب کو اپنا
عیب سمجھکر ستاری اور پردہ پوشی کرین اسواسطے کہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا آئینہ ہے قولہ
اور بھی چاہئے کہ مسلمانونکو غیبت اور بدگوئی اور بدگمانی سے احتراز کرین حدیث شریف مین غیبت کو زنا سے بدتر فرمایا ہے

لیکن تین آدمیونکی غیبت کرنا یعنی پیٹھ پیچھے انکی غیبت پر لوگونکو خبردار اور آگاہ کرنا روا ہے تاکہ لوگ انکا عیب
دریافت کرکے اونکی صحبت سے احتراز کرین اور آپ عبرت پکڑین او ساوس عیب سے دور رہین بیہقی نے عین العلم مین
حدیث شریف نقل کی ہی کہ فاجر کا عیب لوگونسے آگے بیان کرو تاکہ لوگ اوس سے پرہیز کرین انتہی اور ایک فائدہ
یہہ بھی منظور ہے کہ شاید کوئی شخص اوسکا عیب سنکر وعظ اور نصیحت کرے تو وہ اس حرکت سے باز آوے اور
آیندہ کو توبہ کرے یا لوگونمین اپنی عیب اور بدخوئی کا چرچا ہوا سنکر وہ از خود غیرت مین آکر اوس عیب کو
چھوڑدے اور راست اختیار کرے **قوله** اور تین ہین جنکی غیبت درست ہے ایک حاکم ظالم ہے دوسرا بدعتی
تیسرا وہ فاسق جو گناہ کرکے لوگون مین اپنا عیب ظاہر کرے او شیخی مارے اور نزاوی چنانچہ کتاب ابن ابی الدنیا
مین غیبت کی مذمت اور برائی بیان کی ہے اوسکی ضمن مین ایک حدیث مرسل حضرت علی رضی اللہ عنہ بروایت حسن بصری
رحمہ اللہ منقول ہی کہ تین شخص کے ہتک حرمت کرنا حرام نہین ایک وہ جو اپنی فسق اور گناہ کو لوگونپر ظاہر کرے
دوسرا بادشاہ ظالم تیسرا بدعتی اور ریاض الصالحین وغیرہ مین ان تین شخص کے سوا بعض اور لوگونکو
بھی غیبت کرنا روا ہی لکھا ہے واللہ اعلم غرضکہ مسلمانونکو چاہیے کہ جہانتک ہوسکے آپس مین اتفاق اور اتحاد
کی راہ سے ایک دوسرے کی خیرخواہی اور جماعت روا ہی مین سعی بلیغ کرین اور اپنی برابر دوسرے کی بھی بھلائی چاہین
اور ہر ایک کے عیب کو اپنا عیب جانکر عیب پوشی لازم جانین اور تنہائی مین اونکی عیبون پر اونکو آگاہ اور خبردار
کرکے نیک کامونکی نصیحت کیا کرین کیونکہ یہی تو عین دین اور اسلام ہے پیغمبر صاحب نے فرمایا ہے کہ دین نصیحت اور
خیرخواہی کا نام ہے اور اگر اتفاقاً بر تقدیر کسی معاملہ دنیاوی کے سبب آپس مین کچھ رنجش اور ناخوشی ہووی
تو تین دن سے زیادہ سلام اور کلام ترک نکرین بلکہ تین دن کے اندر ہی ملاپ کرین جو شخص ناخوشی کے
بعد اپنی دل کی کدورت اور رنجش کو دور کرکے صاف نیت سے پہلے السلام علیکم کہکر ملاقات کریگا اور
کبھی چشم حقارت سے اوسکو نہ دیکھیگا اور کبھی ٹھٹھا اور تمسخر نہ کریگا تو وہ اوس دوسرے سے افضل اور بہتر ہے اللہ تعالی نے
حجرات مین فرمایا ہے کہ اے ایمان والو ٹھٹھا نہ کرین ایک دوسرے سے شاید وہ بہتر ہون انسے اور نہ عورتین عورتون سے
شاید وہ بہتر ہون انسے اور عیب نہ لگاؤ ایکدوسرے کو اور برا نام نہ ڈالو چڑاؤ ایک دوسرے کی گنہگار سمجھے ایمان لاوے پیچھے اور جو کوئی توبہ نکرے
تو وہی لوگ ہین بے انصاف **قوله** اور چاہیے کہ جو لوگ دین کے پیشوا اور اہل یقین تھے انکے واسطے اونکی
دعاء مغفرت اور رحمت کی کرتے رہین چنانچہ کاتب الحروف بھی اس رسالہ کو اسی دعا پر ختم کرتا ہے ربنا اغفر لنا ولاخواننا
الذین سبقونا بالایمان ولا تجعل فی قلوبنا غلا للذین آمنوا ربنا انک

وَرُؤُفُ الرَّحِيْمُ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ یعنی اے رب ہمارے بخش تو ہمکو اور ہمارے بہائیون کو جو آگی پوہنچے ہمسے ایمان مین اور نہ رکھ ہمارے دلونمین بیر ایمان والونکا اے رب تو ہی ہے نرمی والا مہربان اور تمامیت ہماری دعاکی اوپر کرنے ثنا باری الله کو ہے جو صاحب سارے جہان کا

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ والمنۃ

کہ امروز ستائیسوین شہر ذی الحجہ سنہ ایکہزار دو سوچہپن ہجری قدسی مین اس بندہ عاصی خادم المومنین الموحدین محمد سعد الدین اقامۃ الله لقۃ علی طریق سنۃ سید المرسلین محمد المصطفیٰ صلی اللّٰہ علیہ واصحابہ اجمعین ترجمہ اور شرح رسالہ متبرکہ موسومہ بمسائل اربعین فی بیان سنۃ سید المرسلین کے سے معہ بجز فوائد اور لوازم اوسکے فراغت حاصل ہوئی الله تعالیٰ سے مجھکو اور جمیع مومنین اور مومنات کو اوسکے مطالب کے یاد کرنیکا شوق اور اوس پر عمل کرنیکے توفیق عنایت فرماوی اور اس رسالہ مختصرہ مجموعہ فوائد موجزہ کو میری واسطے دنیا کی ذلت اور خواری سی بچنیکا وسیلہ اور عقبیٰ کے عذاب اور عقاب سے خلاص ہونیکا ذریعہ کری کیونکہ غرض اس عاصی کے اس رسالہ متبرکہ کو زبان اردو بیان کردینے سے یہی ہیکہ ہر ایک ناواقف اس مضامین پر واقف ہوکر خدا کا خوف کرے اور جمیع شادی و غمی مین موافق احکام شریعت غرا اور مطابق سنت ختم الانبیا علیہ التحیۃ والسلام کے عمل کرتا رہے اور بدعات مہلکات سی بچکر اسراف بیجا اور ریاکاری اور قرض بیفائدہ سے رفاہ پاوی اور جبکہ اوسپر عمل کرنے سے دنیا اور آخرت کی زیانکاری اور عذاب سے رفاہ حاصل ہوتا ہے اسی واسطے اسکا نام رفاہ المسلمین فی شرح مسائل اربعین رکھا ہے یا مجیب الدعوات یا ارحم الراحمین بطفیل جناب سرور عالم فخر بنی آدم محبوب رب العالمین سید المرسلین وعلیٰ آلہ واصحابہ وازواجہ واتباعہ افضل صلوۃ المصلین واکمل تسلیم المسلمین + مجھکو اور سب مسلمانونکو کفر اور معصیت اور شرک اور بدعت سے محفوظ رکھ اور جمیع شرائض اور واجبات اور سنن اور مستحبات میں ساتھ اتباع سنت کے بدعت نصیب کر آمین الہٰی آمین ثم آمین واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین وصلی علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین [illegible]

الحمد للہ علی احسانہ کہ کتاب رفاہ المسلمین فی شرح مسائل اربعین در مطبع ... باہتمام عاجز محمد بیگ بطبع احسن مقبول جہان شد فقط

وجہ مہر خاتمہ



بسرائے اظہار سنہ طبع مہر دوشتہ ثابت ... [illegible]

DUE DATE